UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222943
UNIVERSAL
LIBRARY

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ

بابت ماہ جمادی الاخرے سنہ ۱۳۱۳ ہجری جلد ۱ نمبر ۱

صداقت و تحقیق کا آئینہ حقایق علمیہ کا گنجینہ یعنی رسالہ

مظہر الاسلام

بسرپرستی حضرت زبدۃ المفسرین قدوۃ المحدثین مولانا حکیم محمد حسن صاحب مدظلہ امروہی

خادم الاسلام ابو المؤید (حکیم) محمد مظہر الہادی سہیل امروہی نے

مطبع معین الہند اجمیر میں چھپوا کر اجمیر شریف سے شائع کیا

لن تجعلوا ولا یعلیٰ

یہ سچ ہے کہ آجکل مسلمانون مین دینی علوم کی وہ قدر و شہرت نہین ہے کہ اوس سے تحریک سی حمایت دین پر آمادہ ہوجائین۔ مگر اسلامی علوم اس درجہ محقق اور مجسم صداقت ہین کہ مخالفین کی شورش اور تحقیقات سے روز بروز اون کے خوبی کھلتی جاتی ہے۔ جس سے مسلمانون کے دلونمین اطمینان اور مخالفین کی طبیعتون مین موافقت و میلان پیدا ہوتا جاتا ہے ؎

نہ چھیڑی چلی باد صبا کی ❊ بگڑنے مین بھی زلف اسکی بنا کی

ہان مسلمانون کا ایک نیا فرقہ آجکل ضعف اسلام کی مرثیہ خوانی مین مصروف ہے۔ لیکن ہم کبھی نہ کہینگے کہ اسلام مین ضعف آگیا۔ اوسکی رونق جاتی رہی۔ ہم آپکو ہمیشہ اسلام کی روزانہ ترقی و قوت کی خوشخبری سناتے رہینگے۔ بلکہ مسلمانون کی عالی ہمتی اس سنہ پاکی پر ایسی بڑھی ہوئی ہے کہ کسی طرح اونھین پست ہمت نہین کہہ سکتے دیکھئے حامیان اسلام نے رسالہ کے شائع ہونے سے پہلے ہی طرح طرح کی عنایتون سے ہمین بے حد ممنون بنالیا ہم بھی اونھین جزائے خیر کی دعا دیتے ہین۔ اور نہایت فخر سے شکریہ ادا کرتے ہین ۔

حضرات منظہر الاسلام کا پہلا نمبر بطور نمونہ آپکی خدمت مین بھیجا جاتا ہے۔ اگر آپ اسکی اعانت منظور فرمائین تو راہ رست پہلے ہی قبولیت کی سند (زر قیمت) بھیجدین۔ اور انکار کی صورت مین پندرہ روز کے اندر ٹکٹ لگاکر پرچہ واپس فرمائین۔ تاکہ ہم زیادہ پرچہ چھپواکر زیر باری نہ اوٹھاوین۔ **جواب** نہ آنیکی صورت مین دوسرا نمبر ویلیو پے ایبل روانہ ہوگا۔ اس حالت مین ویلیو پے ایبل کا خرچہ آپکو دینا ہوگا۔

نوٹ تمام اجازت ہے کہ منظہر الاسلام کیلیے جو صاحب چاہین مضمون بھیج سکتے ہین بشرط پسند درج ہوگا ورنہ بعینہ شائع ہو سکتا ہے ۔

اسمائے گرامی اون حضرات کے جنھوں نے پرچہ کی اعانت روپیہ کی یا چند خریدار دئے

تعداد	نام معاونین	تعداد	نام معاونین
۳	جناب مولوی سید عبداللطیف صاحب	۵	جناب سید نظام شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ
۲	جناب منشی سید زند علی صاحب	۵	جناب نواب سید کرامت علی صاحب بہادر
۵	جناب مولوی محمد عبدالغفور صاحب	[illegible]	جناب خواجہ شمس الدین صاحب
[illegible]	جناب حافظ محمد عظیم الدین صاحب	[illegible]	جناب منشی عنایت اللہ صاحب انسپکٹر
[illegible]	جناب منشی احمد حسین صاحب	[illegible]	عالیجناب نواب محمد نادار خان صاحب
		[illegible]	جناب سید اصغر علی صاحب
		[illegible]	جناب مولوی کفایت علی صاحب
		[illegible]	جناب مولوی محمد سعید صاحب میئں
		۲۵	جناب مولوی عبدالحکیم صاحب
		۱۵	جناب مولانا ابوالامجد سید احمد صاحب
		۱۲	جناب منشی محمد عبدالرحیم خاں صاحب
		۱۲	جناب مولوی ابوالمکارم فقیر حسین خاں صاحب
		۱۰	جناب مولوی حافظ سید رضا حسین صاحب
		۶	جناب بابو مولا بخش صاحب بذات خود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ مِنْکَ الْبِدَایَۃُ وَاِلَیْکَ النِّھَایَۃُ وَعَلٰی نَبِیِّکَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
وَالتَّحِیَّۃُ وَعَلٰی اَوْلِیَائِکَ الرَّحْمَۃُ

اِذَا شَاعَتِ الْاَخْبَارُ بَیْنَ الْاَنَامِ   دُلُّھَا جَاءَ مَظْھَرُ الْاِسْلَامِ

ادنیٰ تامل سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ معاملات مین واقعات کا پیرایہ اور ہوتا ہے اور مباحثات کی نظر دوسری۔

صورت اولیٰ مین واقعی اور سچے سچے باتین ظاہر ہو کر طرفین سے آثار مرتب ہوجاتے ہین اور دوسری صورت مین کامیابی کی شکل نظر نہین آتی۔ کیونکہ مباحثہ مین ہر شخص کا خیال اپنی قوت اور اپنی صداقت ظاہر کرنیکا ہوتا ہے اور قول کی پاسداری اس مرتبہ پر پہونچ جاتی ہے کہ امور حقیقیہ کا ثبوت نہین ہوسکتا۔ اسلئے ہم وہ طریقہ اختیار کرتے ہین جس مین بحث و مقابلہ کے نشیب و فراز حائل نہون گے۔

بلکہ واقعات ایسے تسلسل اور یقین کے پہلو پر دکہائے جائینگے کہ ارباب تحقیق و صداقت گزین طبیعتین خود فیصلہ کرسکین۔ اسی وجہ سے اس پہلے رسالہ مین خاص خاص تمہیدات سے کام لیتے ہین کہ جو آئندہ نتیجون کے نکالنے مین امداد کرین۔ اور دین و مذاہب یقین و ظن کے

مراتب معلوم ہو جاوین تاکہ ترتیب مقدمات مین التباس اور شبہ غلطی نہ ہو جاوے۔

اول آپ دین کے معنے سنئے **لغت** مین دین کا ترجمہ پاداش مالک بادشاہ گردن نہادن وغیرہ ہے۔ اور **اصطلاح** مین اون اعتقاد و اعمال کو جو کسی بزرگ سے مستند ہون اور اوسکی تسلیم و تعمیل سے انسان کے دنیاوی اور اخروی صلاح و فلاح وابستہ سمجھی جاوے دین کہتے ہین۔ جیسے عموماً ہندو۔ جینی۔ پارسی۔ تناسخ کی صورت مین سیاسئے اعمال کی جزا و سزا خیال کرتے ہین۔ اور **اہل کتاب**۔ صابی۔ یہود۔ نصاری۔ اہل اسلام۔ قیامت پر افعال حسنہ و سیئہ کے نفع و نقصان کا یقین رکھتے ہین۔

یہ دین مختلف مذاہب کا مجموعہ ہوتا ہے۔ جیسے ہنود مین۔ آریہ۔ ویشنو۔ جینی وغیرہ اور عیسائیون مین۔ پروٹسٹنٹ۔ رومن کیتھولک وغیرہ۔ اور مسلمانون مین۔ اہل سنت شیعہ۔ مقلد۔ غیر مقلد وغیرہ۔ علاوہ ازین مذہب اوس عقیدہ کو کہتے ہین جو کسی بزرگ کی طرف مستند نہو۔ اور صرف رائے جزوی پر مبنی ہو اس مذہب کے پیرو دو قسم کے لوگ ہوتے ہین۔ ایک وہ لوگ جو مرنے کے بعد بھی برائی و بھلائی کا تعلق مانتے ہین۔ جیسے حکماء مشائین مرنے کے بعد روح پر رنج و راحت پہونچنے کے قائل ہین۔ دوسرے گروہ کا یہ خیال ہے کہ یہ تمام تعلقات دنیا تک رہتے ہین اور مرنے کے بعد ہر قسم کے تعلقات روحانی و جسمانی زائل ہو جاتے ہین روح فنا ہو کر معدوم ہو جاتی ہے اور اعادہ معدوم محال۔ اطبا کا یہی مسلک ہے اسمین شک نہین کہ تمام عالم فنا پذیر ہے بلکہ ہر دم و ہر لحظہ فنا ہوتا ہے اور ظہور کرتا ہے۔ ہر شخص کیلئے ایک روز ضرور ایسا آئیگا کہ موت کی ناگوار ساتھ دو پیارے ساتھیون مین

(جسم وجان) تفرقہ ڈالدینگے - تو اس عرصہ مین اگر تنگی سے بسر کی یا آسایش سے ہندو رہے
یا یہودی عیسائی رہے یا مسلمان - دنیا مین خواہ کسی مذہب و دین مین رہنے معمولی بات ہے
مگر طالب تحقیق کو ایک سخت الجھان پیش آتا ہے - دیکھئے مرنیکے بعد کیونکر گذرتی ہے -
آیا روح جسم سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو گئی یا اوسسے اپنی کوئی رشتہ پیدا کرنا باقی ہے - اگر روح معدوم
محض ہو گئی تو دنیا کا ہر گروہ اعظم کیون اسکے پرلفت کی نگاہین تیز کر رہا ہے اور اگر مرنیکے بعد پھر کچھ
حساب کتاب باقی ہے - تو عاقبت کی فکر ضروری ہے - اختلاف اسکا یہ خیال زبسبب تک آیا ہوا
۵
یہ بتلا دیتا ہے کہ خیالی دلیلین اور اہل الرائے کی کوشش اس معاملہ مین نا معین پہونچا سکتی ہے

حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

کیونکہ ایک قسم کی دلیلون سے ہر شخص اپنے دین کی حقیقت ثابت کرتا ہے - لہذا اس راستہ سے
بچکر حضرات انبیا علیہم السلام کی طرف جھکتا ہے اور اونکے حالات واقعات خیالات - ارشاد - اونکی
پیشین گوئیون پر نظر ڈالتا ہے - اور بعد غور و خوض معلوم کر لیتا ہے کہ کہین اون کی پیشین گوئی
غلط ہوئی - اون کی بشارتین موافقین کے ساتھ اور اونکی نذارت منکرون پر سراسر مطابق آئین
اور برسون صدیون کے واقعات مین کوئی خلاف پیش نہ آیا - تمام وعدہ اوقات مقررہ پر پورے
ہوئے اور ہوتے جاتے ہین - یہ دیکھکر اوسکے دلمین اطمینان پیدا ہوتا ہے اور اشتیاق کیفیت
خود بخود کتب مسلمہ یہود اوسکی آنکھون کے سامنے پیش کر دیتی ہے - وہ بیش بہا کتابین اوسکی
معلومات مین وسعت خیالات مین رونق دلمین نورانیت پیدا کر دیتی ہین کہ صدہا برس پہلے حضرت
عیسے علیہ السلام کی خوبی حقیقت - صداقت اور نسب صد تعریف دیکھکر حضرات انبیا کی راستبازی

اور اون کے طریقہ کی پاکیزگی کا یقین ہو جاتا ہے کیونکہ (ع)

والفضل ما شہدت بہ الاعداء [۱]

اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے کہ خود مخالفین اوسپر شہادت دین۔ جب وہ حضرت عیسے کی صفات تلاش کر کے مطابق پاتا ہے خود بخود اون کے نبوت و رسالت کا اقرار کرتا ہے اسکے بعد جب یقین مین پختگی اور ترقی کرتی ہے تو عیسے علیہ السلام و حوارئین کے الہی صحیفون مین ایک اور نبی عظیم الشان جہاد دہندہ کی بشارت مع سنہ ولادت و سوانح عمری۔ و اسم گرامی دیکھتا ہو اور ایسے صاف لفظون صریح بیانون مین واضح نظر آتی ہے کہ اگر مخالفین دین عقل سے بے تعصب ہو کر دیکھین تو فوراً یقین کر لین کہ اس صفت اور ان خوبیون کا مجمع جناب پیغمبر اسلام حضرت احمد مجتبی محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نہین ہو سکتا۔ (وہ پیشین گوئیان اور صداقت پرچہ آیندہ سے شروع کی جاینگی ع) یہ دیکھکر اوسکے دلی جذبات آپکی محبت اور تسلیم پر آمادہ کر کے تصدیق زبانی و قلبی پر آمادہ کر دیتی ہین اور وہ ایک محقق مسلمان کی حیثیت سے اپنی درستی حقانیت کی فکر مین مستغرق ہو کر راز و نیاز کی خلوت گاہ دین بود و باش اختیار کرتا ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً [۲] مین اصطباغ لیتا ہے۔ رفتہ رفتہ علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین کے مراتب مین فایز ہوتا ہے ان مراتب کی تفصیل تو علم تصوف مین آئے گی۔ مگر یہان مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یقین کے حاصل کرنیکے طریقے اور اوسکی قسمین اور ظنیات و یقینیات کا فرق اور اقسام بیان کرین کہ جن سے اکثر اہل مذاہب و ادیان ناواقف ہین یہی وجہ ہے کہ بہت سے

---

[۱] بڑائی وہ ہے جسپر دشمن گواہی دین ۱۲ [۲] رنگ اللہ کا اور اللہ کے رنگ سے کون بہتر ہے ۱۲

مضامین کے سمجھنے سے قاصر اعتراض کرتے رہتے ہیں - امید ہے کہ ان اصطلاحات سے واقف ہو کے
مضامین فہمی کی لیاقت اور آئندہ بیانات میں ایک خاص بصیرت پیدا ہو جائیگی -

واضح ہو کہ کلام تام کی دو قسمیں ہیں - ایک **کلام انشائی** - دوسری **کلام خبری**
اگر کلام میں صدق و کذب کا احتمال نہ ہو جیسے **امر** **استفہام** وغیرہ - اوسے انشا کہتے ہیں
اسکی دو قسمیں ہیں ایک جد - اسکے استعمال سے یہ غرض ہوتی ہے کہ مخاطب وغیرہ سے
کوئی عمل کرایا جاوے - یا کسی کام سے باز رہیں - دوسری **هزل** - جسمیں یہ غرض نہیں
پائی جاتی - مگر اسے دروغ و کذب نہیں کہتے - اور اگر کلام میں صدق و کذب کا احتمال ہو اور
قائل کو جھوٹا یا سچا کہہ سکیں اوسے خبر کہتے ہیں - اسکی دو حالتیں ہیں - ایک **صادق** دوسری
کاذب خبر کا کمال یہ ہے کہ صادق ہو - الصِّدقُ یُنجی وَالکِذبُ یُہلِکُ[51] بیشک
راستی موجب نجات ہے اور دروغ وجہ ہلاکت -

صدق کی تعریف یہ ہے کہ کلام خبری محکی عنہ کے مطابق ہو (یعنی جہان سے روایت
کیا گیا ہے اوسکے موافق بیان کیا گیا ہو) اگر محکی عنہ خارج[52] میں پایا جاتا ہے تو خبر کو خارج کے
مطابق ہونا چاہئے اور اگر نفس الامر حکایت کی گئی ہے تو وہ حکایت نفس الامر کے مطابق
ہونی چاہئے - اور اگر محکی عنہ ظن و خیال میں پایا جاوے - تو قول خبری کا اوسکے موافق ہونا
خبر کی صحت کیلئے کافی ہے - یہانتک کہ اگر زید یہ کہے کہ میرے خیال میں زید بیٹھا ہی

---

[51] سچ نجات دیتا ہے - اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے - ۱۲ [52] خارج از مشاعر مراد ہے - اور نفس الامر عام ہے
خارجی ہو یا ذہنی اسلئے خارج پر نفس الامر بولتے ہیں - اور اوسپر بھی جو خارج میں نہ ہو مگر اوسکا منشا ہو - ۱۲

حالانکہ یہن ایک بانچہ بھی نہ ہوئی ہو اس خبر کو صادق کہتے ہن۔ کیونکہ یہہ خبر محکی عنہ سے مطابق ہے جو ظن مین پایا جاتا ہے۔

اب فیصلہ طلب یہ امر ہے کہ ایمان آیا قول خبری ہی یا انشائی = قول خبری تو ہو نہین سکتا کیونکہ ایمان بندے کا فعل ہے کہ تصدیق خاص کو خوشی خاطر سے تسلیم کرے۔ بہت سے یہودی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر دیتے تھے مگر چونکہ تسلیم نہ کرتے تھے اسلئے ایمان سے بے بہرہ رہے۔ اگر ایمان قول خبری مانا جائے تو اون کفار کو بھی تا ل اسلام مین داخل کرنا پڑیگا۔ لاجرم ایمان جو تصدیق خاص سے حاصل ہوتا ہے انشا کے افراد مین داخل ہے

تصدیق کی مختلف حالتین ہن۔ کبھی بالجزم ہوتی ہے [۱] اور کبھی بغیر جزم۔ بغیر جزم کو ظنی کہتے ہن اور جو بالجزم ہوتی ہے۔ اوسکی دو حالتین ہن۔ ثابت غیر ممکن الزوال وسکو یقینی کہتے ہن۔ دوسری ممکن الزوال غیر ثابت اوسکو جہل مرکب کہتے ہن۔ گاہ مجمل ہوتی ہے جیسے سفید دیوار دیکھتے ہی اوسکی تصدیق مجمل ہوتی ہے اور کبھی مفصّل۔ جیسے زید قایم ہے مجمل مین مبتدا، خبر و فعل فاعل کی حاجت نہین ہوتی مگر تصدیق مفصل بلا طرفین و نسبت کے ہو نہین سکتی۔

تصدیق یقینی کے حصول کی دو شکلین ہین۔ ایک بداہت نسبت۔ یعنی جو نسبت کہ موضوع و محمول مین پائی جاتی ہے وہ عام فہم سریع الحصول بدیہی ہو۔ اسمین فکر و اکتساب کا کچہ کام نہین صورت ثانی مین فکر سے کام لیا جاتا ہے۔ پہلی کو تصدیق بدیہی کہتے ہن اور دوسری کو تصدیق

---

[۱] جزم کے معنی یہہ ہن کہ دل مین کسی چیز کا ایسا رسوخ ہو جیسے یون کہین کہ یہ شے بالضرور ایسی ہی ہے۔ ۱۲

کسبی و فکری - فکر - اوس توجہ کا نام ہے جو نفس انسانی کو مجہول کی مناسبات معلومہ کی تلاش کرنے اور اون سے مجہول کے معلوم کرنے مین پیش آتی ہے اسکے احکام علم منطق مین بیان ہوئے ہین - جن ذرائع سے مجہول تصدیقی معلوم ہوتا ہے اونھین قیاس و استقرا و تمثیل کہتے ہین انمین سے قیاس و استقرا تام یقینی ہوتا ہے اور تمثیل و استقرا غیر تام ظنی -

پس اگر قواعد منطقیہ کی پوری پوری پابندی و رعایت کی جائے تو بالضرور مفید نتیجہ نکل سکتا ہے مگر چونکہ فلسفہ مین اسکی پابندی لوگون سے دشوار ہو گئی ہے اسلئے ہمیشہ نزاع و تکرار رہا کرتا ہے - لطف یہ ہے کہ بداہت و نظریات چونکہ حسب قابلیت اشخاص مختلف ہوتی ہین اسلئے بدیہیات مین بھی اختلاف پڑ جاتا ہے دیکھئے کہ جو چیزین عوام کو مشکل سے مشکل نظر آتی ہین وہ صاحبان قوت قدسیہ کے روبرو بدیہی ہو جاتی ہین - اسی وجہ سے بعض کو بدیہیات نظری اور بعض کو نظریات بدیہی معلوم ہوا کرتی ہین -

اب ہم یقین کے سات مراتب بیان کرتے ہین - اول وہ مرتبہ ہے جو طرفین و نسبت کے محض تصور سے حاصل ہوتا ہے جیسے کل جز سے بڑا ہوتا ہے یا ایک دو کا نصف ہے ایسے تصدیق و یقین کو اولیات کہتے ہین - دوم وہ مرتبہ ہے - کہ جب ایک مقدمہ کو خیال کرین اور اسکے ساتھ واسطہ ذہن مین حاضر ہو - مثلاً چار زوج ہے اسکے خیال کرنے سے یہ سمجھ مین آجاتا ہے کہ چار دو مساوی ٹکڑون کی طرف منقسم ہوتا ہے - ان قضایا کو قضایا قیاساتھا معہا کہتے ہین - سوم وہ مرتبہ کہ اوسمین واسطہ ایک وقت غایب ہوتا ہے اور دوسرے وقت حاضر مگر واسطہ کے حاضر ہونے سے یقین حاصل

ہوتا ہے اوسط بعض کے نزدیک حدس کہتے ہین - انبیا علیہ السلام کی وحی اور اولیاء
کا الہام اکثر اسی قسم سے ہوتا ہے کیونکہ یہ علم بلاکسب وتعلم غیب سے پیدا ہوتا ہے اعلیٰ
واقعہ کے مطابق ہوتا ہے اسی قسم مین اون لوگون کا علم داخل ہے جنہون نے حضرات
انبیا کے معجزات معائنہ کئے - اور اون کی خبرین ہمیشہ صحیح ہوتی ہین -

گو اہل عقل جزوی اوسے محال و دشوار سمجھ کر انکار کرین مگر کوئی صاحب اصابت اوسکے
مطابقت اور درستی مین انکار نہین کرسکتا کیونکہ جب وہ دیکھ چکا کہ ان حضرات کے
ارشاد ہمیشہ اپنے اپنے اوقات پر پورے ہوتے رہے ہین جنہین بظاہر سخت حیرت انگیز
ہوتی ہے تو پھر اون کے ارشادات مین جو عادتاً محال معلوم ہوتی ہون کیسے وہم و شبہ
لاسکتا ہے -

چہارم بداہت حواس سے یقین حاصل ہوتا ہے ان کی دو قسمین ہین ظاہری و باطنی
حواس ظاہری پانچ ہین ایک سمع یعنی شنوائی - وہ ایک قوت ہے جو کان کے سوراخ مین
ایک پٹھے کو مرحمت ہوئی ہے جس سے آواز کا یقین ہوتا ہے یہ قوت عمدۃ الحواس ہے اسلئے
کہ ہم دیکھتے ہین جو بچے خلقتاً بہرے ہوتے ہین وہ گونگے بھی ضرور ہوتے ہین اسی وجہ سے
زیادہ تر تعلیم وتعلم اسپر موقوف ہے - دوسرا حاسہ بصر ہے - یہ قوت طبقہ عنبیہ انتہا
دو متقاطع پٹھون مین رکھے گئے ہے گر رویت کیلئے چار شرطین مقرر ہین - جب تک وہ
متحقق نہ ہون گے کوئی شے نظر نہین آسکتی - لیکن اطبا کو غلطی واقع ہوئی کہ تین شرطون
مین سے ایک ایک شرط لیکر مدار رویت قرار دے رہے ہین - یہی وجہ ہے کہ ایک دوسرے

سے ساکت کرنے مین کامیاب نہین ہوا- اسکی مثال بالکل اندہون کے ہاتھی کی ہے کہ ہر شخص نے اپنی تلاش کے موافق مقرر کرلیا ہے- حالانکہ شرائط اربعہ بہیئت مجموعی بوجب رویت ہین

شرط اول جس شے کو دیکہنا منظور ہو وہ بصر کے مقابل ہو- **دوسرے** تاریکی حائل نہو بلکہ روشنی کی ضرورت ہے- **تیسرے** آنکھ سے شعاع نکلکر مرئی (یعنے جسے دیکھتے ہین) پر واقع ہو- **چوتھے** مرئی آنکھ ہوئین منطبع یعنی منقش ہو-

بعض لوگ اس حاسہ کو اسلئے یقینی نہین سمجھتے کہ دور کی چیزین چھوٹی نظر آتی ہین اگر بصر یقینی ہوتی تو چاہئے تھا کہ ہر چیز اصلی حالت مین نظر آئے- کیونکہ آفتاب جو زمین سے گیارہ لاکھ حصہ زیادہ ہے وہ اسقدر مختصر نظر آتا ہے گویا چکی کا پاٹ ہے- اسلئے ہم مختصر لفظون مین اسکا سبب بتلائے دیتے ہن- امید کہ عموماً لطف سے خالی نہوگا- اور چشم قبول مین جگہ پائیگا-

واضح ہو کہ علم ہندسہ مین ثابت ہوچکا ہے کہ جب ایک مساوی قاعدے کے دو مثلث بنائے جائین کہ ایک کے ضلع چھوٹے ہون اور دوسرے کے زیادہ طویل- تو چھوٹے مثلث کا زاویہ وسیع ہوگا- اور لمبی مثلث کا زاویہ تنگ- چونکہ آفتاب زمین سے نیرہ کرور میل دور ہے اس دوری کے سبب آنکھ سے جو مثلث نکلتا ہے اوسکی ساقین بہت دراز ہوتی ہن- اسکی طوالت کے ساتھ زاویہ مین تنگی ہوجاتی ہے اوسی تنگی کے موافق آفتاب چھوٹا معلوم ہوتا ہے- اور قریب کی چیزون پر چونکہ چھوٹے ضلعون کا مثلث نکلکر پڑتا ہے اوسکا زاویہ کشادہ ہوتا ہے جیسے مثلث ذیل سے ظاہر ہے-

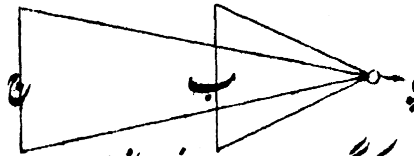

اس مین الف ثقبہ چشم کی جگہ ہے جہان سے مثلث نکلتا ہے اور ب چھوٹے مثلث کا قاعدہ ہے جو مثلاً ایک گز کی ہے اور ج مثلث طویل کا قاعدہ جو تین گز لمبی مقرر کی گئی ہے مگر باوجودیکہ قاعدے دونو نکا برابر ہے - لیکن چھوٹی کا زاویہ بڑا اور بڑی کا زاویہ چھوٹا ہے - پس زاویہ کی کمی بیشی سے مرئیات کم وبیش ہوتی رہتی ہین -

تیسرا حاسہ شم ہے - یہ قوت ناک سے اوپر دماغ کے منتہی پر دو غدودی مقامات مین رکھی گئی ہے جو خوشبو - بدبو وغیرہ کا احساس کرتی ہے -

چوتھا حاسہ ذوق ہے جو زبان کے عصبہ کو عنایت ہوا ہے اسکا فعل یہ ہے کہ شیرین تلخ وغیرہ ہر قسم کے ذائقہ کی تمیز کرتا ہے -

پانچوان حاسہ لمس ہے - یہ قوت تمام بدن کی جلد - اعصاب - حجابات وغیرہ مین رکھی گئی ہے -

جب تک یہ تمام حواس درست ہین تو جو افعال وخواص انمین قدرتاً رکھے ہوئے ہین اونکی بجا آوری مین دریغ نہین کرتے اور جب انمین سے کسی کا مزاج اصلی حالت سے متغیر ہو جاتا ہے تو اسباب کے موافق احساس مین تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے - اب حواس باطن سنئے کہ وہ بھی پانچ ہین -

اول حس مشترک جسمین پانچون ظاہر حواس کے ادراکات جمع ہوتے ہین یہ قوت دماغ کے

بطن مقدم کے حصہ اول مین پائی جاتی ہے- اسکی شناخت یہ ہے کہ جب بطن مقدم کے حصہ اول مین ضرب وغیرہ کا کوئی صدمہ پہونچتا ہے تو تمام ادراکات ظاہری مین خلل پیش آجاتا ہے اور اوسکی صحت سے تمام افعال اعتدال کے ساتھ اپنا اپنا فرض منصبی پورا کرتے رہتے ہین-

دوم خیال- اسے حس مشترک کا حافظہ کہتے ہین- اسکا کام یہ ہے کہ حس مشترک کے تمام ادراکات اپنے قبضہ مین رکھتا ہے اور ضرورت کیوقت قوت متصرفہ سے تصرف لیکر حس مشترک مین پہونچا دیتا ہے- جس سے یاددہانی ہوتی رہتی ہے جیسے کسی شخص نے ایلوا کھایا تھا اور اوسکی تلخی حس مشترک نے خیال مین امانتاً سپرد کر دی تھی پھر جب کبھی ایلوے کا خیال ہوگا قوت متصرفہ خیال پر تصرف کرکے حس مشترک مین پہونچا دیگی کہ تلخی کا ادراک یاد ہو جائیگا- یہ قوت دماغ کے بطن مقدم کے دوسرے حصہ مین دیکھی جاتی ہے-

سوم قوت متصرفہ اسے تخیل بھی کہتے ہین- یہ قوت ادراکات کی ترکیب و تحلیل پر تصرف کرتی ہے اسکا مقام دماغ کے دونون بطنون کی حد فاصل ہے جسے بعض لوگ بطن سوم کہتے ہین- جب حد فاصل مین کوئی نقصان آجاتا ہے تصرف کی قوت مین بھی اوسی قدر خرابی پڑ جاتی ہے-

چہارم- وہم- اسکا فعل ہے کہ معانی جزویہ کا ادراک کرتا ہے جیسے وہ خاص محبت جو بھائی بھائی مین پائی جاتی ہے- یا وہ خاص دشمنی جو دو شخصون مین پائی جاتی ہے- معنویات نامہ کا ادراک وہم کا کام نہین کیونکہ کلیات کا ادراک پہلے حصہ مین آچکا ہے- اسکے لئے دماغ کے بطن دوم کا حصہ اول موضوع ہوا ہے-

پنجم حافظہ- اسکیلئے دماغ کے بطن دوم کا حصہ دوم مخصوص ہے- ان تمام قوتون کی

مقامات مذکورہ مین موجود ہونیکی بدیہی دلیل آپ پہلے معلوم کر چکے ہین کہ ہمنے تجربہ سے دریافت
کیا ہے کہ مقامات مذکورہ مین نقصان پہونچتے ہی افعال مقررہ مذکورہ مین حرج پیش آتا ہے -
ان تمام صورتون مین بالبداہت بلا فکر یقین حاصل ہوا کرتا ہے - رہا بھوک پیاس وغیرہ امور قسم
بعض خاص چیزون کا احساس غور طلب ہے - کہ کس حاسہ سے متعلق ہے - یہ نیا طلب ہے - انشاءاللہ
پھر کسی موقع پر بیان کیا جائیگا -

پنجم - یقینیات کی پانچوین قسم تجربیات ہن - جو تکرار مشاہدات سے بداہت نسبت پیدا کر
دیتی ہن - اور بداہت نسبت سے یقین ہو جاتا ہے - یہان ایک امر قابل تذکرہ یہ ہے کہ عوام الناس کو
بوجہ غلطی تشخیص تجربہ مین غلطی کا خیال پیدا ہو جاتا ہے یا ادن کی بعلی پر دلالت کرتا ہے - کیونکہ
تجربہ کبھی غلط نہین ہو سکتا - مثلاً سقمونیا ہمیشہ صفرا کا مسہل ہوتا ہے لیکن جب تشخیص سبب مین غلطی
ہوئی اور سودا کو صفرا سمجھہ لیا تو تجربہ کیا کام دیسکتا ہے - تجربہ تو اس بات کو چاہتا ہے کہ سقمونیا
صرف صفرا کا مسہل ہے فائدہ مقررہ نہ پہونچنے کا قصور تجربہ کی طرف منسوب نہین ہوسکتا بلکہ یہ
غلطی کیطرف رجوع کیا جائیگا اگر مریض کو تنقیہ صفرا کی ضرورت پڑتی تو بیشک سقمونیا اپنا فعل پورا کرتا

ششم حدسیات اسکا بیان اوپر گذر گیا -

ہفتم متواترات - یعنی کوئی چیز ایسی عظیم الشان با کثیر جماعت سے شائع ہوئی ہو
کہ ہر زمانہ مین اوسکے راوی اسی جماعت چلی آتی ہے جسکی نسبت عقلکو جھوٹ پر مجتمع ہونا باور نہ آوے
جیسے قرآن شریف کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسے مجمع نے سنا اور اوس زمانہ سے اب تک
اوس جماعت مین کم سے کم وہی تعداد قایم ہے جو شروع ہوئی تھی - یا مثلاً لندن قسطنطنیہ ہمنے نہین

دیکھے۔ مگر اس تواتر کے ساتھ سنا جاتا ہے کہ کبھی خیال ہین نہین آتا کہ یہ مصنوعی نام ہین۔

پس جو متواتر چیزین تاریخ کے مضمون پر نظر آئین اون کا انکار جہالت ہے۔ بدینوجہ انگریزی مورخین تواریخ ہنود کو بوجہ کثرت خلاف بیانی تسلیم نہین کرتے۔ مگر اون کے ان جو واجگز رے ہین اون کے وجود مین کلام نہین کرتے کیونکہ مختلف جماعتون اور کتابون سے اونکا پتہ لگتا ہے اور اسلامی اسناد کی نہایت عزت وقدر کرتے ہین۔ کیونکہ یہ لاجواب طریقہ صحت کی معیا کا ہے جو مسلمانون کے سوا پہلے کبھی نہ تھا۔ اور نہ ابتک کہین اور ہے۔

یہ سات قسمین یقینیات کی بیان ہوچکین۔ اب غیر یقینیات کی سات قسمین سنئے۔ مسلمات مقبولات۔ مشہورات۔ مظنونات۔ موہومات۔ مشکوکات۔ کواذب۔ انمین سے بعض ظن کا فائدہ دیتی ہین اور بعض وہم کا۔ بعض شک کا۔ اور بعض سراسر جھوٹی ہوتی ہین۔

یہ تمام مقدمات اسلئے بیان کئے گئے کہ ہمیشہ عوام الناس دھوکہ کھا کر خیالات کے پابند ہوا کرتے ہین۔ ان غیر یقینیات سے جو دلائل پیدا ہوتے ہین وہ یہ ہین۔

جدل اوس قول کو کہتے ہین جو مشہور مقدمات سے مرکب ہو۔ خواہ جھوٹے ہون یا سچے۔ یا صرف مسلم مخالف ہون۔ ان مقدمات کی ترکیب سے مخالف کو الزام دینا مقصود ہوتا ہے۔

خطابہ۔ اوس مرکب قیاس کو کہتے ہین جو کسی شخص مقبول عام یا مقبول جماعت کیطرف منسوب کرکے اوسکی وقعت دکھا کر کسی خاص کام کی جانب ترغیب و تحریص دلائی جاوے خواہ وہ کام مصلح دنیا ہو یا دین۔ یا دونون کیلئے موجب فلاح ہو جیسے اکثر واعظ خطیب کرتے ہین۔

شعر۔ اوس قیاس کو کہتے ہین جو خاص خاص پابندیون سے اون مقدمات سے مرکب ہوتا ہے

جسمین واقعات دکہائے جاتے ہین۔ کبہی معاملات بیان ہوتے ہین۔ کبہی اطفاء حال۔ کبہی انقباض وانبساط نفس کی رعایت وغیرہ وغیرہ امور ملحوظ خاطر ہوا کرتے ہین۔

مغالطہ اوس قیاس کو کہتے ہین جو بالکل جہوٹے مقدمات سے مرکب ہوتا ہے گو سچے مقدمات سے مشابہ ہون یا وہمیہ کاذبہ مقدمات سے ترکیب دیا جاوے۔ یا مقدمات بنفسہ صحیح ہون گر قیاس کے شرائط کا لحاظ نہ کیا گیا ہو۔ جیسے اَلغَلَطُ غَلَطٌ وَالغَلَطُ صَحِیحٌ اسکے دونون مقدمے بالکل صحیح ہین۔ لیکن افراد بہ حکم عین۔ جو صحیح نتیجہ نکالنے کی شرط ہے۔

اب مین آپکو پیشین گوئیون کی قسمین بہی ظاہر کئے دیتا ہون تا کہ آیندہ رسالونمین اون کی وقعت آپکے دل مین مستحکم رہے۔

واضح ہو کہ خبر کا یقین جیسے اولیا سے ہوتا ہے ویسی ہی الہام اولیا او نبوت انبیا سے ہوتا ہے جو خصوصیت الہیہ بیان کیجائین گو بوجوہ متعددہ تشبیہات استعارات کنایات بہی استعمال کرتے ہین۔ مگر یہ ممکن نہین کہ اون کا ایک فقرہ خلاف ارشاد ہو جاوے۔

رہی دوسرے قسم کی پیشین گوئیان جنکا مناسبات سے تعلق ہوتا ہے۔ اسمین ذرا شک نہین کہ عالم مناسبات سے خالی نہین۔ لیکن چونکہ مناسبات کے دریافت ہونے مین شبہ پڑجاتا ہے اسلئے یقین کے ذیل مین شمار نہین ہوسکتے ہین۔

اونمین سے ایک قسم علم خطوط و قیافہ ہے جو ظن کے ساتھ ہاتھ کے خطوط صورت وغیرہ دیکھکر صاحب خط اور اوسکے والدین وبہائی واز واج وغیرہ کی عمر وتعداد وتمول وغریبی وغیرہ کی فال وطیرہ پر دلالت کرتے ہین جسکی نسبت قرآن شریف مین آیا ہے قَالُوا طَائِرُکُم مَعَکُم

اور حدیث مین عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائی اور آپکے دست مبارک مین دو کتابین تھین الحدیث - جنکی نسبت بعض نے کہا کہ فی نفسہ دو کتابین تھین - اور بعض کا مقولہ ہے کہ بطور تشبیہ دو کتابین فرمائی ہین - ان کتابون سے مراد بظاہر ہاتھ کے خطوط معلوم ہوتے ہین -

علم سرودہ ناک کے دائین بائین سانس کی آمد و رفت سے تعلق رکہتا ہے -

علم رمل - اشکال مقررہ پر آثار مخصوص مرتب کئے جاتے ہین -

علم نجوم - ستارون کی گردش اور مناسبات تلاش کرکے احکام مقرر کرتے ہین -

علم جفر - حروف کے خاص ترکیبین اور مناسبتین معلوم کرکے مجہول کی تلاش مین سرگرمی دکہاتے ہین -

چونکہ یہ مناسبات نبوت کے ذریعہ ہمین نہین پہونچین - اسلئے ہم اُنکا یقین نہین کرسکتے - اگرچہ اور علوم کے نسبت یہ زیادہ راست دیکہا گیا ہے -

علم شگون جو سعی بہایم و طیران طیور وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے - مثلاً دست چپ سے بائین جانب راستہ کاٹ کر کوئی جانور نکل گیا یا کوئی پرند ادہر اودہر اوڑ گیا اسکے متعلق محقق طوسی نے رسالہ طریق الاخبار مین بہت سی مناسبتین بیان کی ہین -

علم آثار الطب اسمین مریض کے مرض کی کمی بیشی دیکہکر آیندہ حالت پر رائے قایم کی جاتی ہے -

علم اختلاج الاعضا - آنکھ کی پھڑک - ہتیلی کی خارش - تلوونکا کھجانا ان سے پیشین

کوئی کیجاتی ہے۔

علم الممارست - یعنی عادت کے مطابق کوئی کام دیکھکر اوس سے یہ سمجھ لینا کہ آیندہ یہ ہوگا۔ جیسے ایام جنگ مین قوت لشکر و آلات جنگ دیکھکر فوجی سپاہی کہسکتا ہی کہ آج قلعہ فتح ہو جائیگا۔

علم مراقبہ و خواب اولیا اللہ - جو کسب سے تعلق رکھتا ہے۔ - یا وہ جو غیر اولیا کو جمعیت خیالات سے پیدا ہوتا ہے - چنانچہ کچھ عرصہ ہوا ایک بزرگ اپنے آپ کو مہدی علیہ السلام کا خلیفہ قرار دیتے تھے - اور پیشین گوئی فرمایا کرتے تھے - کہ انگریزون کی سلطنت میرے روبرو جاتی رہیگی - افسوس اون کی تمنائین مایوسی کے ساتھ گور غریبان مین بے کفن دفن ہو گئین اور انگریزون نے ترقی پر ترقی کی - یہ محض خیال و خبط کہلاتا ہے۔

علم وحی الشیطان اسکی نسبت قرآن شریف مین وارد ہے۔ یُوحِی[۵۱] بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا - ان کے اقسام مین سے مسمریزم بھی ہے - کہ جسمین سے اکثر بطریق سلسلۂ الجرس ہوتا ہے اور بعض مین شیطان متمثل ہو کر دلمین القا کرتا ہے۔

ان جملہ اقسام کی پیشین گوئیان غلط و صحیح دونون طرح کی ہوتی ہین - مگر جو صحیح ہوتی ہین اونمین سے اکثر کو استدراج کہتے ہین - یہ اسلئے ظنی و تخمینے ہین یقینی نہین کہسکتے۔

ہان البتہ الہام اولیا جو بغیر تعمل و کسب و ممارست اللہ تعالی کیجانب سے ہو وہ یقینی اور یقین سے قریب قریب ہوتا ہے - جیسے حضرت شیخ اکبر قدس اللہ سرہ العزیز نے

---

۵۱ اور جن وحی کرتے ہین ایک دوسرے کو ملمع باتین فریب کے۔

سلطنت عثمانیہ کے قایم ہونے سے پہلے عثمان ترک سے حضرت سلطان المعظم سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ سے دو بادشاہ مابعد تک مع اسمائے شریفہ و ایام سلطنت بیان فرمادئے ہین - انشاء اللہ آئندہ تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرمائیگا

اور انبیا علیہم السلام کی وحی سے بڑھکر کوئی پیشین گوئی یقینی نہین ہوسکتی - اب آخری دور ہے وحی کے معنے بیان کرکے تمہید تمام کرتا ہون -

وحی اوس علم کو کہتے ہین جو بلا فکر و کوشش و بغیر اکتساب حاصل آس تعریف ہین حیوانات کا علم بھی داخل ہوگیا جسکی شہادت قرآن شریف سے ملتی ہے - وَاَوْحٰى اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا =

اس تمام تمہید کا حاصل یہ ہے کہ حضرات انبیا علیہم السلام سے زیادہ کسی کی پیشین گوئی یقینی نہین ہوسکتی - لسلئے ہم ثبوت نبوت وغیرہ جملہ امور مین زیادہ تر اسی سے کام لینا چاہتے ہین - فقط

حدیث

علم حدیث نہایت مقدس اور پاکیزہ فن ہے - اوسکا حاصل کرنا سیکھنا سننا تعلیم دینا ہر طرح موجب ثواب آخرت و بہبودی دنیا ہے -

ہمین حضرات محدثین کا نہایت مشکور ہونا چاہئے کہ اون حضرات نے سخت کوششون اور جانفشانیون

سلہ اور شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ پہاڑون مین گھر بنا ۱۲

سے متفرق و دشوار گزار مقامات سے ہمارے واسطے حدیثیں جمع کر کے ایک جام جہان نما بنایا اور صحت و ضعف و حسن وغیرہ کے قواعد بیان کر کے نہایت آسانی پیدا کر دی۔ مگر بصیرت کے ساتھ حدیث فہمی کیلئے مختلف علوم کی ضرورت ہے۔

علم صرف جس سے کلمات کی بناوٹ معلوم ہوتی ہے۔

علم نحو جس سے کلام کی ترکیب سمجھ میں آتی ہے۔ لغت عرب کے ترجمہ کرنے میں ضرورت پڑتی ہے۔

علم معانی جس سے کلام کے ورود کا موقع۔

علم بیان جس سے تشبیہ و استعارہ و کنایہ وغیرہ معلوم ہوتے ہیں۔ علم محاورہ جس سے محل کلام دریافت ہو۔ علم منطق جس سے تعریفات اشیا و قیاس و تمثیل و استقرائے احادیث و فلسفہ اسلامیہ کے مسائل سمجھ میں آتے ہیں۔

علم عقائد و تفسیر جس سے حدیث کے رموز کھلتے ہیں تاکہ حدیث کی موافقت و مخالفت واضح ہو جاوے۔

علم طبیعت کلیہ جن پر مسائل تصوف کی بنا ہے اور احادیث سے ثابت ہوئے ہیں۔

علم تاریخ سے گزشتہ قصوں کی اصل دریافت ہوتی ہے جنکا حدیث میں حوالہ ہے۔

علم ہیئت سے آفتاب ماہتاب و آسمان وغیرہ کی تحقیق ظاہر ہوتی ہے۔

علم طب۔ سے اون معالجات کی کیفیت اور دواؤں کے حالات معلوم ہوتے ہیں جو حدیث میں آئے ہیں۔ ان کے علاوہ اون علوم کی حاجت ہے جو احادیث متعلقہ امور دنیات تعلق رکھتے ہیں

ہین- اور حدیث انتم اعلم بامور دنیاکم[۵] کے مطابق خاص دنیاداروں کے حصہ مین آئی ہین اور وہی لوگ اوسے خوب سمجھتے ہین-

مگر یہ فن آجکل ایسا آسان سمجھا گیا ہے کہ ہر معمولی انسان کے خیالات و تصورات کا جولان گاہ بن گیا ہے- اس زمانہ مین روز بروز دنیاوی علوم مین وسعت و ترقی ہوتی جاتی ہے اونکے موافق بہت سے احادیث پر سخت اعتراض وارد ہوتے ہین اور اوسکی وجہ یہی ہے کہ ناواقف حضرات حدیثون کو اپنے خیالات کے موافق محمول کرتے ہین- افسوس مشاہیر محدثین اون پر توجہ نہین کرتے- بلکہ بلا تامل بعض بدیہیات کا انکار کر بیٹھتے ہین- جو باتین اونکے خیال کے مخالف ہین خواہ متواتر ہون تسلیم نہین کرتے- اللہ اکبر کیا استغراق ہے کہ لاکھ چیخئے پکارئیے انہین پروا نہین- اسی طرح بعض اہل طبیعت نیچر نا تمام کے مرید اپنے خیال کی پیروی مین آیات قرآنی کا انکار کر بیٹھتے ہین- اور طرفہ یہ کہ اسلام کا دعوے کرتے ہین-

اگرچہ مناسب تو یہ تھا کہ اس ابتدائی رسالہ مین علم حدیث کی تعریف اور اوسکی قسمین صحت ضعف- غرابت وغیرہ کے طریقہ بیان کئے جاتے- لیکن حضرات محدثین کی عالی جماعتون نے ان مضامین کو اسقدر آسان اور توضیح کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ ہم ان کا ذکر کرنا ضرورت سے خارج سمجھتے ہین- دوسرے آجکل عوام الناس ایسے مضامین دلچسپی سے نہین دیکھتے- ہان ہمارے معزز ناظرین اگر پسند فرمائین تو آیندہ اونکے ملاحظہ مین گزران

[۵] دنیا کی باتون مین تم زیادہ دانا ہو ۱۲

سکتے ہین۔

اب ہم بطور مثال۔ اہل طب کا تجربہ بیان کرتے ہین۔ اور اوسکے مطابق صحیح حدیث اور اوسے مضمون کی حدیث غریب نقل کرتے ہین۔ ناظرین با تمکین اگر بے تعصب ہوکر بغور ملاحظہ فرماینگے۔ تو نہایت محظوظ ہونگے۔

واضح ہوکر تجربہ اور مشاہدہ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچگئی ہے کہ انسانی خلقت چالیس روز کے قریب زمانہ مین رحم کے اندر مکمل ہوجاتی ہے چنانچہ داؤد انطاکی طب کے فاضل اپنی تصنیف نزہہ و حکیم ارزانی مفرح القلوب مین بیان کرتے ہین کہ جب منی رحم مین جاتی ہے۔ اوسوقت سے جنین کی خلقت پورے ہونے تک چالیس روز کے عرصہ مین چھ تغیر پائے جاتے ہین۔ پہلے تغیر کی مدت ایک ہفتہ ہے۔ ان دنون مین منی مین امتزاج ہوکر تین حباب نما آبلون کی صورت دکھائی دیتی ہے۔

دوسرے تغیر کی مدت تین یا چار روز ہین ان دنون مین آبلے سرخ ہوجاتے ہین۔

تیسرے تغیر کی مدت آٹھ روز ہین اسمین منی خون غلیظ بن جاتی ہے۔ (جسکو علقہ کہتے ہین)

چوتھا تغیر گیارہ دن مین ہوتا ہے۔ ان ایام مین خون غلیظ بستگی پکڑ کر گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے (مضغہ کہتے ہین)

پانچوان تغیر چھ روز مین ہوتا ہے۔ اسمین تذکیر و تانیث کی علامتین ظاہر ہوجاتی ہین۔ تمام اعضا اور ہڈیان بن جاتی ہین۔

چھٹے تغیر کی مدت پانچ روز ہین۔ اس عرصہ مین ہڈیون پر گوشت جم جاتا ہے اور عروق د

مجاری ومفاصل مکمل ہو جاتے ہین۔ قرآن پاک مین بھی ان چہہ تغیرات کے متعلق آیت ذیل
سے شہادت ملتی ہے۔ ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین[۵]۔ ثم خلقنا النطفۃ
علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما
ثم انشانٰہ خلقا اٰخر ۔ یہ تو یونانی اطبا کا بیان ہوا۔

زمانہ حال کے ڈاکٹرون نے بھی بعد تجربہ کثیرہ اسکے قریب رائے ظاہر کی ہے کہ یہ جملہ استحالات چالیس روز کے قریب قریب زمانہ مین پورے ہو جاتے ہین۔ علاوہ ازین ہمین ذاتی تجربے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈیڑھ ماہ کے اسقاط شدہ حمل مین تمام خلقت کے مدارج مکمل تھے۔ ان بیانات پر بھی اگر شبہ باقی ہے تو آگرہ کے میڈیکل اسکول کے میوزیم مین ڈیڑھ ماہ دو ماہ تین ماہ کے اسقاط شدہ جنین موجود ہین۔ بہرحال جبکہ تجربہ اور مشاہدہ چشم یقینی شئے ہے (اسے ہم تمہید مین بیان کر چکے ہین) تو ثابت ہے کہ انسانی خلقت کے رحم مین مکمل ہونے کے لئے ان تغیرات مذکورہ کے ساتھ وہی چالیس روز یا دو چار روز کم وبیش معتبر ہین۔ ان دنون مین یہ سب استحالے تمام ہو جاتے ہین۔

اسی مضمون کی بخاری ومسلم مین صحیح روایت ہے۔ عن ابن مسعودؓ۔ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو الصادق المصدوق ان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما۔ نطفہ۔ ثم یکون علقہ مثل ذلک ثم یکون

---

۵ پھر کر دیا ہم نے اوسکو نطفہ قرارگاہ مضبوط مین پھر ہم نے بنا دیا نطفہ کو خون بستہ پھر بنایا خون بستہ کو لوتھڑا پھر بنایا لوتھڑے کو ہڈی پھر پہنایا ہڈی کو گوشت پھر ہم نے اوسکی باقی پیدائش مکمل کی ۔۱۲

مضغة مثل ذلك ثم يبعث الله اليه ملكا باربع كلمات فيكتب عمله واجله
ورزقه وشقى وسعيد ثم ينفخ فيه الروح - الحديث - یہ حدیث سراسر تجربہ و
ومشاہدہ کے موافق ہے - حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا - کہ تم میں سے ہر ایک کی خلقت اوسکی ماں کے جسم میں چالیس روز میں جمع ہوتی ہے اوسکی
تفصیل یہ ہے کہ نطفہ (جتنے دنوں میں ہو مقرر چالیس روز سے) پھر علقہ ہوتا ہے مثل اوسکے
(یعنی جتنے دنوں میں نطفہ ہوا تھا) پھر مضغہ ہوتا ہے مثل اوسکے (جتنے دن علقہ میں
صرف ہوئے تھے) پھر اللہ تعالیٰ چار کلمات کے ساتھ فرشتہ بھیجتا ہے کہ اوسکے عمل اور
وقت موت ورزق اور سعید و شقی لکھتا ہے - پھر اوسمیں روح پھونکتا ہے -

آپ ملاحظہ فرما چکے کہ جسطرح تجربہ سے معلوم ہوا حدیث بھی اوسی پر شاہد ہے - لیکن بعض
حدیث سے جو تجربہ طلب سے واقف نہ تھے اسلئے نطفہ کو اربعین یوماً (چالیس روز میں) سمجھکر
لہ
مثل ذلک کو اربعین یوماً سے تفسیر کیا - یہانتک کہ اسی دھوکے سے حضرت امام
احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسند شریف کے مطابق کسی راوی نے اپنے فہم سے روایت
بھی کردی - ثم يكون علقة اربعين يوما ثم يكون مضغة اربعين يوما یعنے
بعد چالیس روز نطفہ کے چالیس روز میں علقہ اور پھر چالیس روز میں مضغہ ہوتا ہے - اس
صورت میں بالکل مشاہدہ کے خلاف چار مہینے تکمیل خلقت اعضا کیلئے درکار ہوتے ہیں -

لہ یعنی یہ سمجھ گئے کہ چالیس روز میں فقط نطفہ ہی ہوتا ہے - ثم یکون علقة مثل ذلک میں مثل ذلک کے معنے دوسرے چالیس روز
سمجھ گئے - ایسے ہی مضغہ کے تغیر میں بھی ذلک کا اشارہ اربعین یوما کی طرف سمجھے - ۱۲

نظر بران کچھ کلام نہین کہ یہ حدیث بوجہ غرابت مضمون نہایت ضعیف ہے - کیونکہ نبوت تاب ہدایت انتساب نبی الرحیم کے کلام موحیٰ مین ہدایت کے خلاف کوئی ایسی بات نہین ہو سکتی

اب ہم مضمون تمام کرتے وقت امید کرتے ہین کہ بے تعصب دل ہماری معروضات کی بہت قدر فرماوینگے

رہا یہ امر کہ اطبا چار مہینے کے بعد جنین مین روح کا تعلق مانتے ہین اور حدیث مین چالیس روز کے بعد نفخ روح بیان کیا گیا ہے اور نیز یہ کہ بعض حدیثون سے ظاہر ہوتا ہے کہ میثاق یعنے عہد کے روز پشت آدم مین اونکی تمام اولاد ذی روح تھی اور اس حدیث سے چالیسوین روز روح کا جنین مین آنا ثابت ہوتا ہے - ہم آیندہ بیان کرینگے - کہ اسمین مطلق تعارض نہین اور نیز فرشتون کی تحقیق بھی بیان کرینگے

تاریخ

بسوے خواجہ اجمیر راہے کردہ ام پیدا — تعالی اللہ عجائب دستگاہے کردہ ام پیدا
چرا ترسی ز خوف روز محشر اے دل نادان — بظل دامن خواجہ پناہے کردہ ام پیدا
فنا کردم چو ذات خویش در راہش بقا دیدم — بطرز بے نوائی عز و جاہے کردہ ام پیدا
ز لمعان جناب خواجہ ہندالولی خودرا — سراپا فخر شمس و رشک ماہے کردہ ام پیدا
سپردم جملہ کار و بار خود بر حضرت خواجہ — در خواجہ پے خود بارگاہے کردہ ام پیدا
تمام این زردی رخ را ہمہ این دیدۂ تر را — بعشق حضرت خواجہ گواہے کردہ ام پیدا

چرا بود کوشش رستم نمی سایم جبین خود   طفیل صوفی صافی لنگاہے کرڈام پیدا

ارادہ تو یہ تہا کہ تاریخی صفحات پر کسی نامور طبقہ شاہی کا حال شروع کیا جائے تاکہ عام لوگ مسلمانون کے انصاف پسندی اور اونکی خوبیان دیکہکر ان خیالات ناقصہ کو دل سے نکالڈالین جو آجکل انگریزی مورخین کے تعصبات سے پیدا کردئے ہین مگر چونکہ رسالہ اجمیر شریف سے شایع ہوتا ہے۔ اسلئے زیادہ مناسب معلوم ہوا کہ ابتدا مین حضور خواجہ غریب نواز شہنشاہ ہند کے صحیح صحیح حالات لکہکر رسالہ مین مقبولیت پیدا کرون اسکے بعد امید ہے کہ تاریخ مین تسلسل مضامین و واقعات کا لحاظ کیا جائیگا۔

آپکا اسم گرامی و نام نامی سید حسن اور لقب معین الدین ہے۔ اور خواجہ غریب نواز وخواجہ بزرگ آپ کا عام خطاب ہے۔

آپکی والد بزرگوار سید غیاث الدین بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن امام موسے کاظم رضی اللہ تعالی عنہم ہین۔ صاحب بحر الانساب (جو ایک معتبر کتاب ہے) بیان کرتے ہین کہ حضرت امام موسی کاظم کے تیرہ بیٹے تھے اون مین سے ایک سید ادریس ہین ایسے معتبر کتاب کے مقابلہ مین یہ قول وہم مین داخل ہے کہ آپ حضرت امام علی الرضا کے اولاد مین ہین۔

آپکی والدہ شریفہ حضرت امام حسن مجتبی کی اولاد سے ہین جنہین خاص للّٰلہ کہتے تھے اور ماہ نور اصلی نام تہا۔ نظر بران حضور خواجہ غریب نواز حضرت غوث الثقلین کو خالہ زاد

بہائی کہنا بے اصل ہے۔ کیونکہ خواجہ صاحب کا سلسلہ حسبی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی
عنہ پر تمام ہوتا ہے اور حضرت غوث الثقلین کا ادری سلسلہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر۔ ہان
اگر محض انہین خفیف تعلقات کی بنا پر ماموں زاد بہائی مقرر کرلین تو جائز ہے۔

آپ قصبہ سنجر مین پیدا ہوئے جو نقشہ انگریزی سے ۴۵ عرض اور ۲۷ طول بحر خضر کے جنوب
مین ممالک خراسان و ایران کے منتہے پر شہر طہران سے ڈیڑہ سو میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال
و مشرق مین واقع ہے۔ اگرچہ اسی نام کا ایک قصبہ نواح ڈیرہ غازیخان مین بھی موجود ہے
مگر حضرت سید علاء الدین قدس سرہ کے اس شعر ؎

گر بہندوستان شدیم چہ باک ۔ بلبل گلشن خراسانیم

سے ظاہر ہے کہ آپکے عناصر متبرکہ خراسانی ہین۔ اور نیز شہر سنجار بہی موصل کے قریب عراق
عرب مین واقع ہے۔ جہان شاہ سنجر کی پیدایش بتلائی جاتی ہے مگر فوائد الفواد و نفحات الانس
سے خواجہ نور محمد صاحب مہاروی قدس اللہ روحہ کی ملفوظات مین نقل ہے کہ حضور خواجہ
کا مولد شریف قصبہ سنجر ہے۔ یہ بات شہرت کے مرتبہ سے اسقدر تجاوز کرگئی ہے کہ عموماً یہ قول
حیرت سے دیکھا جائیگا۔ جو بعض حضرات نے بجائے سنجری کے سجزی بکسر سین و سکون جیم
و کسرہ زائے منقوطہ لکھدیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ تاریخ و جغرافیہ سے آشنا نہ تھے صرف خیالی
تاویلات سے کام نکالتے تھے مگر ظاہر ہے کہ تاریخی معاملات مین عقلی قیاس کام نہین دے سکتے
کجا سکزستان یا سجستان جو سکز بن گومر بن یافث بن نوح سے آباد ہے۔
اور کجا خراسان جو جیحون کے قریب کوش بن حام بن نوح سے بسا ہے علاوہ بدین اگر قیاس

بھی کام لیا جائے تو اردن اور سنجر کا قریب قریب ہونا ایک خاص شہادت ہے - خیر اب اصل حال سنئے جب آپکی عمر پندرہ سال کی ہوئی والد ماجد نے عالم فانی سے مفارقت اختیار کی اور عراق عجم میں دفن ہوئے - ترکہ میں ایک پنچکی اور باغ چھوڑا ہوا تھا کل حضور خواجہ کے قبضہ میں آیا اور یہی اسباب جائز معاش دنیاوی کے کفیل ہوئے -

ایک روز حضور خواجہ اپنے باغ میں تشریف رکھتے تھے - اتفاقاً حضرت شیخ ابراہیم قندوزی[۵] تشریف لائے (غالباً نفحات الانس میں شیخ نجیب الدین برغش کے حالات میں جن بزرگ کے فضل و کمال کا ذکر ہے یہی شیخ ابراہیم قندزی معلوم ہوتے ہیں اگر زمانہ و تاریخ بھی اس سے موافقت کرے) حضور خواجہ نے باغ سے انگور کا خوشہ لیکر تواضعاً پیش کیا - شیخ مخدوم نے اوسے تناول فرماکر پس خوردہ خواجہ بزرگ کو دیدیا آپنے نہایت مسرت و خواہش سے اوسے نوش فرمایا - اللہ اکبر - اوسمین خدا جانے کیا برقی اثر تھا کہ جس نے فی الفور دنیاوی علایق کو جلا کر خاکستر کردیا - اور تعلقات دنیاوی سے دل نشین منزل کو خالی کر کے نور قدس سے معمور کردیا

؎ دل سے تری نگاہ جگر تک اتر گئی ۔ دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی

آخر باغ پنچکی وغیرہ تمام سامان فروخت کر کے فقیروں کے نذر کردیا اور آپنے حصول علم پر کمر باندھی تھوڑے زمانہ میں بخارا و سمرقند رہکر قرآن شریف یاد کیا - اور اس سے فارغ ہو کر مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے علم ظاہری حاصل کیا - بعد تکمیل ضروریات ۲۲ سال کی عمر میں بغداد شریف پہونچکر ۵۵۸ھ ہجری میں حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس اللہ سرہ العزیز سے بیعت علم باطن

[۵] قندز خراسان میں ایک ملک کا نام ہے جو بعض کے نزدیک قصبہ سنجر کے قریب واقع ہے اس سے بھی قیاساً نتیجہ نکلتا ہے کہ سنجری ہیں ۔ ۱۲

التماس کی۔ حضرت خواجہ عثمان آپکو اپنے ہمراہ حضرت غوث الثقلین کے پاس لائے آپنے حضور غوث اعظم
سے لینے حضرت خواجہ عثمان سے سفارش اور تعریف فرمائے۔

اسی سال حضرت خواجہ عثمان کو مکہ معظمہ کے جذب نے اس قدر بیچین کر دیا کہ جانا پڑا حضرت خواجہ بھی
ذوق وشوق میں آپکے ہمراہ تھے۔

خوش نصیبی سے دس سال تک وہاں حاضر باشی نصیب ہوئی دس سال کے بعد جب بغداد میں
واپسی کا اتفاق ہوا تو معلوم ہوا کہ ۵۶۱ھ میں حضور غوث الثقلین نے جسم ظاہری سے وفات پائے
کچھ دنوں کی بعد پھر بغداد چھوڑکر اوسی لطف کا سفر پیش آیا۔ دولت صحبت روزانہ نئی نئی رنگ
بدلتی رہتی تھی۔ اور ہر دم ہر لحظہ حقائق و دقائق کھلتے جاتے تھے آخر اس دس سال کی سفر میں
تمام مراتب طے ہوگئے اور کل مقامات کی تکمیل ہو گئی اور لطف مرافقت کی ہمرنگی کا نقشہ بالیا
تو ۵۸۲ھ میں دولت اجازت سے مالامال ہوکر خلافت پائی۔

اس سال کے واقعات میں سے ایک واقعہ قابل یادداشت یہ ہے کہ خلافت کی باتی ہی اسی سال
مستحق خلافت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی پیدا ہوئے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسی بدیہی بات کے مقابلہ میں بعض حضرات واقعات کی طرف مطلق
لحاظ نہیں کرتے اور نئے سر پار روایتیں لکھکر تاریخی وقعت کھو دیتے ہیں۔ ماشاء اللہ آپ سے لکھتے
ہیں کہ حضور خواجہ غریب نواز نے قطب صاحب کو حضور غوث الاعظم سے ملوایا۔ صداقت اسیکا
نام ہے حالانکہ یہ جانتے ہیں کہ خواجہ قطب صاحب نے ۶۳۳ھ ہجری میں وفات پائی اور آپکی عمر شریف
صرف پچپن سال کی ہوئی۔ اور ۵۸۲ھ میں خواجہ صاحب کو خلافت ملی تو اگر ۵۸۲ھ میں سے پچپن ۵۵ وضع

کئے جاوین تو وہی شُشہ باقی رہتے ہیں۔ شاید ان حضرات کے خیال میں یہ ملاقات عالم رویا میں ہوئی ہوگی۔

اسیطرح ایک اور واقعہ تاریخ کے خلاف سیر الاقطاب وغیرہ مین لکہدیا ہے کہ جسپر عقل و واقعات دونون تعجب کی نظر ڈالتی ہین۔ یعنی حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر شیخ محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ کو حضور خواجہ غریب نواز کا خلیفہ سمجہتے ہین۔ مگر آپ دیکہہ چکے کہ یہ امر کسی طرح صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ حضرت غوث الاعظم کی حیات مین جناب خواجہ کو اجازت بہی حاصل نہتی معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرت نے نام مین دہوکا کہایا۔ کیونکہ شیخ محی الدین سنجری حضرت خواجہ غریب نواز کے خلیفہ ہین۔ لہذا ان بزرگ نے شیخ محی الدین سنجری کو حضرت سید عبدالقادر شیخ محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ سمجہہ لیا

(ملخص مناقب المعین مصنفہ حضرت مولانا محمد حسن صاحب رضا قبلہ مرو ہی مدظلہم)

علم الاخلاق

دنیا کے علما کا اسپر اتفاق ہے کہ تمام مرکبات مین انسان کا مزاج معتدل حقیقی سے زیادہ قریب ہے جنمین عناصر مختلفہ متضادہ مین امتزاج پیدا ہوکر اعتدال حاصل ہوا ہے اسی وجہ سے نفس ناطقہ کا جو انوار ایزدی سے ہے یہ مرکب قرار پایا۔ پس ہر انسان کا فرض ہے کہ اپنی اصل کے موافق تینون متباینہ قوتون کے مختلف افعال مین اعتدال قایم رکہے تاکہ ایک قوت دوسری قوت پر غالب ہوکر فساد پیدا نکرے۔ پہلی قوت ناطقہ ہے جسکو نفس ملکی و مطمئنہ کہتے ہین اسی سے حقایق اشیا مین تمیز پیدا ہوتی ہے اور واقعی امور غیر واقعی چیزون سے متمیز ہوجاتے ہین

حق تعالیٰ نے اسکو يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي کا خطاب دیکر یہ بتلایا ہے کہ نفس مطمئنہ رضا و تسلیم کے ساتھ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوکر اوسکا بندہ خاص بنا دیتا ہے اور جنت مین داخل ہونیکی سند دلادیتا ہے دوسری قوت غضبی ہے ۔ اسے نفس بہی و لوامہ کہتے ہین۔ اس سے غضب دلیری اور ہولناک کامون مین اقدام اور جاہ و رفعت کی خواہش ظاہر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسکی نسبت وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ فرماتا ہے تیسری قوت شہوی ہے ۔ اسے نفس بہیمی و امارہ کہتے ہین۔ اس سے طرح طرح کی شہوتین آسائش و آرام کی خواہش پیدا ہوتی ہے ۔ رب العالمین نے إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ مین برائی کو اسکی طرف منسوب فرمایا ہے۔ تینون قوتین ہر انسان کے ساتھ لازمی ہین۔ قوت ملکی کے غلبہ سے انسان تجرد پسند ہوجاتا ہے جسکی نسبت حدیث شریف مین لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ وارد ہے ۔ قوت غضبی کی زیادتی سے انسان بلا سوچے سمجھے بیموقع دلیری غصہ دکہاکر آفت برپا کرتا ہے ۔ قوت بہیمی کی شورش مین حرص و طمع ایسی غالب ہوجاتی ہے کہ بہیمایی کی چادر اوڑھکر جو پاتا ہے بلا دریغ کر گذرتا ہے ۔

انسان کامل وہ ہے جو ان تینون قوتون مین اعتدال قایم رکھے ۔

مگر چونکہ یہ اجمالی صورت ہے اسلئے ہم علم حکمت کی تفصیل کرتے ہین جس سے یہ تمام امور روشن ہوجاینگے ۔ حضرات صوفیہ کی مقدس اصطلاح مین حکمت کے معنی تعمیل احکام کے ہین جیسے آیہ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ سے تعلیم کتاب کے مقابلہ مین تعمیل اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے ۔ مگر ہم کبھی آیندہ بیان کرینگے یہان طبقہ حکما کا مذہب بیان کرتے ہین جسے عموماً اہل عقل تسلیم

کرتے ہین۔ پس واضح ہو کہ موجودات کے حالات کو بقدر طاقت بشری جاننے کا نام حکمت ہے۔ اوسکی دو قسمیں
ہین۔ یا اون موجودات کا وجود ہمارے اختیار مین ہو وہ حکمت نظری ہے۔ یا قدما۔ یا اختیار مین ہو اوسے حکمت
عملی کہتے ہین حکمت عملی کی تین قسمین ہین۔ یا وہ متعلق بہ شخص واحد ہو اوسے علم اخلاق کہتے ہین۔ یا متعلق بہ منزل ہو اوسکو
تدبیر منزل کہتے ہین یا متعلق بہ شہر و ولایت ہو اوسکو سیاست مدن کہتی ہین۔ اسمین ہم علم اخلاق کا بیان کرینگے اخلاق خلق کی
جمع ہے اور خلق نفس مین ایک ملکہ ہے جس سے افعال کا صدور بے فکر و تامل آسان ہو۔ خلق کی نفس مین پائی جانیکے سبب دو ہین ایک
طبعی کہ انسان کا مزاج اصل پیدایش مین اوس طور پر پیدا ہوا ہو کہ خاص کیفیت مذکورہ کی استعداد اوسمین زیادہ ہو۔ کہ
اوسے تحریک سے تکیف ہو جائے جیسے مزاج حار یابس غضب کی اور حار رطب کہانے پینے کو اور بارد رطب نسیان کو اور بارد یابس
بلادت کو۔ اور امر طبعی وہ ہوتا ہے جو ہمیشہ یا اکثر ہوتا ہو جیسے پانی کی طبعی طور پر سردی کہا جاتی ہے۔ مگر آگ پر رکہنے سے گرم
ہو جاتا ہے۔ تو گو بعض اخلاق طبعیہ متبدل نہون۔ مگر اکثر اثر صحبت سے بدل جاتی ہین۔ اگر کلیۃ اخلاق طبعیہ قابل
سوال نہوتے تو قوت تمیز و رویت بیفائدہ ہوتی و تادیب و سیاست عبث و شرائع و ادیان باطل ہوتے۔
دوسری عادت کہ ابتدا سے انسان کسی فعل کی اسقدر مزاولت کرے کہ وہ فعل بے فکر صادر ہو جایا کرے۔ اسکا زوال پذیر ہونا
اگرچہ مشکل ہے مگر طبیعت کی نسبت آسان ہے۔ صحبت بد سے اخیار اشرار ہو جاتے ہین اور صحبت ابرار سے اشرار اخیار
بنجاتے ہین۔ حضرت سلطان جی فرماتے ہین کہ ایک بزرگ ہمیشہ حج مین اپنے دوستون کے صالح رہنے
کی دعا کرتے تھے لوگون نے تعجب سے پوچہا کہ اس خصوصیت کی کیا ضرورت ہے۔ جواب دیا کہ میرے دوست اگر
صالح رہینگے تو مین بہی صالح رہونگا ۵ صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالح ترا طالح کند
مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مقولہ ہے =

اعلان

مظہر الاسلام کے شائع کرنے سے یہ غرض ہے کہ اسلامی علوم کی صداقت اور حقیقت تہذیب کی صورت مین دکھلائی جائے۔ لہذا مضامین ذیل آٹھ موضوعات بحث رہا کرینگے اول قرآن شریف کی تفسیر نہایت عام فہم الفاظ مین۔ دوم مخالفین اسلام کی مسلمہ کتابون سے اسلام کی تصدیق۔ سوم آیندہ واقعات کی پیشین گوئیان۔ چہارم حدیثون مین جو تعارض پایا جاتا ہے نیز جو آجکل اعتراض ہوتے ہین وہ رفع کئے جائینگے پنجم حسن اخلاق وتہذیب ششم مضامین تصوف ہفتم گزشتہ نامور مسلمانون کے حالات ہشتم فوائد طب۔

حضرات۔ کیا آپ ایسے مہذب و نفیس رسالہ کی اعانت مین کچھ دریغ فرما سکتے ہین۔ ہرگز نہین آپکی محبت اسلامی جوش دینی ضرور مددہی کی تحریک کرے گا۔ اور آپ ضرور خود بھی خریدینگے اور اپنے احباب کو بھی اسطرف توجہ دلائینگے ہمنے محض بغرض آسانی صرف ڈیڑھ روپیہ سال اسکی قیمت مقرر کی ہے اگر آپ اسپر بھی توجہ نفرماوین تو تعجب! تعجب!

قواعد (۱) درخواست خریداری کے ساتھ ہی قیمت آنی چاہئے۔ یا ویلیو پی ایبل کی اجازت (۲) مضامین علمیہ طبع پسند بلا اجرت شکریہ کیساتھ چھاپ دیجائینگے (۳) ہر عربی کی پہلی تاریخ کو رسالہ شائع ہوتا رہیگا (۴) کم سے کم ایک جزو کا رسالہ ہوگا اور اس سے زیادہ کیلئے کوئی تعداد معین نہین۔ (۵) جملہ خط وکتابت اڈیٹر رسالہ کے نام پتہ ذیل سے ہونی چاہئے۔

حکیم محمد مظہر الہادی امروہی اجمیر شریف

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۱۳ ہجری جلد (۱) نمبر (۳)

صداقت و تحقیق کا آئینہ حقایق علمیہ کا گنجینہ علمی رسالہ

مظہر الاسلام

بسرپرستی حضرت زبدۃ المفسرین قدوۃ المحدثین مولانا حکیم سید محمود حسن صاحب قبلہ امروہوی

خادم الاسلام ابو المؤید (حکیم) محمد مظہر الہادی سہیل امروہوی نے .

مطبع الٰہی میں چھپوا کر اجمیر شریف کوٹھی نواب حاجی

محمد خان صاحب مرحوم سے شایع کیا

معمولی حضرات سے عہ ... سالانہ قیمت روسا سے ...

بسملہ

الٰہی تا ابد باشی باقبال

جوان بخت وجوان دولت جوان سال

یہ تو سب جانتے ہین کہ دنیا فانی ہی۔ مگر ایسے بہت کم لوگ ملین گے جنہین دنیا مین باآبرو رہنے اور خدا کے سامنے سرخرو جانے کی فکر ہو کہنے کو تو لاکھ ہین مگر کرنے کو تو ہمارے معزز قدردان اور فیاض زمان معین الاسلام عالیجناب معلی القاب جناب نواب عالمگیر محمد خان صاحب بہادر ہین۔

کہ جن کی سرپرستی اور فیاضانہ بخشش نے ہمارے امید مین کامیابی کے پہول کہلادئے۔

آپ کی ذراسی توجہ سے اس اسلامی رسالہ کے قدم جم گئے مظہر الاسلام کو شایع ہوتے دیر نہ ہوئی تہی کہ آپنے سو روپیہ کا منی آرڈر بہیجدیا۔ ہم کسی طرح آپکی مدح وستایش مین زبان نہین کہول سکتے۔ کیونکہ یہ اعانت آپ کی فیاضی کی ادنیٰ مثال ہی۔ یقین ہی کہ آپ ہمیشہ اسی طرح سرپرستی فرماتے رہین گے۔

ع اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

ہم کیا اور ہماری تحریر کیا۔ جو آپنے محسن قدیم فضیلت مآب مستغنی عن الالقاب ابوالانوار نواب محمد رستم علیخان صاحب چشتی نظامی صابری اکبرآبادی کی اس فیاضی کا شکریہ ادا کرسکین کہ جناب ممدوح نے رسالہ مظہر الاسلام کی ضرورتون پر نظر فرماکر بے تامل مبلغ سو روپیہ ہمارے حوالہ کردئے۔

ہمارے دلعزیز ممدوح نے ضروریات دینی کے پورا کرنے مین اعلی درجہ کی شہرت پیدا کی ہی۔

یہ حضرت ہمیشہ سے نہایت عالم دوست نہایت وسیع خیالات بظاہر رئیس و باطن فقیر ہین۔

آپکی تصنیفات مین سے علم التصوف مین حدائق المعارف نہایت ادق اور پر لطف کتاب ہے۔

ہم نے سنا ہے کہ نواب صاحب موصوف آجکل فوائد الفواد شریف کے شرح تحریر کررہے ہین۔ دیکھئے ہمارے منتظر اور سراپا شوق آنکھین کب اوس بے نظیر شرح کی زیارت سے مشرف ہون +

ضروری التماس

حامیان اسلام کی بیحد عنایتون نے ہمین مطمئین کر دیا کہ اونہین رسالہ کی اشاعت و ترقی کا خیال ہی نہین بلکہ فکر و توجہ بھی ہی۔ اوسکی ایک مثال یہ ہی کہ ہمارے پاس بعض عالی حوصلہ فیاض طبع روسا کے خطوط اس غرض سے آئے۔ کہ مظہر الاسلام کی قیمت بالعموم ڈیڑھ روپیہ سال نہ ہونی چاہئے کیونکہ جب اہل اسلام کے درجات تمول متفاوت اور مختلف ہین تو اونکی حیثیت و عزت کے موافق رسالہ کی قیمت بھی زیادہ ہونی چاہیئے۔ اسلئے ہم اون حضرات کے باوقعت تحریک کا شکریہ ادا کرکے اون رئیسون سے جن کی کم سے کم دو سو روپیہ ماہوار آمدنی ہے اور زیادہ سے زیادہ دو ہزار روپیہ ماہوار للعہ رسالہ ہے چار روپیہ سال مقرر کرتے ہین۔ اور امراے با اقتدار سے اونکی قدردانی پر چھوڑتے ہین۔ ہمارے معمولی معزز معاونین اونسے وہی ڈیڑھ روپیہ سال کافی ہی +

تعجب ہے کہ بعض حضرات نے مظہر الاسلام کے ویلیو پے ایبل باوجود اطلاع دہی و درخواست خریداری واپس کردی۔ بعض حضرات نے اول نمبر رکھ لئے اور دوسرے واپس کر دئے۔ اسلئے اب جن صاحبون کو خریداری مین عذر ہو وہ براہ عنایت کل رسالہ واپس فرمائین۔ اور اپنا نام بھی لکھدین تاکہ آیندہ اونکا نام فہرست خریداران سے کاٹ دیا جائے فقط

مہتمم

اسمائے معاونین رسالہ جنھون نے حسب ذیل خریدار عنایت فرمائے

جناب مولوی سید شبیر حسن صاحب نائب مہتمم دفتر کل	۴۵	جناب صاحبزادہ محمد رمضان صاحب	۵
جناب مولانا سید احمد صاحب سکریٹری آف اسٹیٹ	۱۵	جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ نہر	۴
جناب مولانا ابو... کاظم لقا حسین خان صاحب فلکی	۱۵	جناب قاضی ظہور احمد صاحب	۲
جناب مولوی محمد حلیم صاحب ردولوی	۹	جناب سید قمر الدین حسن صاحب تحصیلدار	۱
جناب منشی ناظر الحق صاحب سکوت	۷	جناب بابو وزیر الدین صاحب اسٹیشن ماسٹر	۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلَی السَّبِیْلِ الرَّشَادِ وَاَعْصَمَنَا عَنْ طَرِیْقِ الْغَیِّ وَالْفَسَادِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی صَاحِبِ الْاِعْجَازِ مِنَ الْقُرْاٰنِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ رَحْمَۃِ الرَّحْمٰنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّہَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ

امابعد - ارباب بصیرت سے عرض ہی کہ قرآن مجید کی تفسیر لکہنا نہایت مشکل اور کہٹن راستہ ہے کہ جسمین عبور کرتے ہوئے بیشمار آفتون بے انتہا مصیبتون کا سامنا ہوتا ہی - ادہر تو یہ خوف کہ کہین کوئی فقرہ تفسیر بالرائے نہ ہوجائے - ادہر یہ کہٹکا کہ اگر شان نزول کے خلاف عربی محاورات کے مخالف کوئی بات اپنی اردو کی بول چال کے موافق زبان سے نکل جائے تو جناب سر سید احمد خان صاحب کی طرح بے باکی اور نافہمی کا خطاب پائین - یہ تو مانا کہ اللہ کے کلام کو بندے کماحقہ نہین سمجھ سکتے مگر یہ کیا ضرور کہ سید صاحب کیطرح عقلی قیاسات سے کام لیتے لیتے بالکل زبان ومحاورہ وشان نزول چہوڑ کر مطلق العنان ہوجائین - ہم اس تفسیر مین انشاءاللہ امور مذکورہ کی نہایت پابندی کرینگے اور امید ہی کہ ہمارا قلم ایسی بے باکی کے الزام سے بری رہنے کی کوشش کریگا اے اللہ ہمین وہ توفیق عطا کر کہ تیرے کلام پاک کے سمجھنے مین قوت مدد -

ایک ضروری امر تذکرہ کے قابل یہ ہے کہ قرآن مجید مین بہت سے مقامات پر یہود ونصاریٰ سے خطاب فرمایا گیا ہی مصدقا لما معکم یعنی یہ قرآن تمہاری کتابون کی تصدیق کرتا ہے - اور تصدیق کی شان یہ ہے کہ دونون کلامون مین مطابقت ہو - اوسکے وعدے اسمین پورے فرمائے ہوں - اسکے حوالہ جات اونمین صحت سے ملتے ہون - مگر افسوس کہ آج کوئی ایسی تفسیر نہین ملتی کہ جسمین یہ دکہلایا گیا ہو کہ قرآن کے فلان فلان مقامات اور بیانات فلان کتاب سابق کی تصدیق کرتے ہین - [illegible] تصنیف [illegible] بیان - حدیث مفسرہ کے علاوہ جو قرآنی واقعات خدا کے پہلی کتابون سے معلوم ہوسکتے ہین وہ [illegible] فہم سب سمجھ سکتی ہے - الاحمع العجبن عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین مولانا ومخدومنا حضرت مولوی سید محمد حسین صاحب قبلہ مدظلہم العالی کی عجیب وغریب تفسیر مکاشفات الاخبار فارسی اور غایۃ البرہان فی تاویل القرآن اردو مین علاوہ اور علوم مخصوصہ وتحقیقات عجیبہ کے دو خاص باتون کا التزام کیا گیا ہے ایک تو اسی تطبیق مذکورہ کا اور دوسرے ہر آیت کا

دوسری آیت سے ربط - یہ دونون خصوصیتین کسی اور تفسیر مین آجتک نہین پائی جاتی ہین - اسلئے ہم تفسیر کے متعلق جو کچھہ لکھین گے اور کا محقق ماخذ وہی تفسیر مبارک ہے - اور بعض بعض مقامات پر سید احمد خان صاحب بہادر کے خیالات بہی نقل کرینگے اور فصاحت و بلاغت قرآنی کی بہی رعایت رکھین گے - مگر یہ سمجھہ لیجئے کہ مظہر الاسلام کے شایع کرنے کی غرض اصلی اسی تفسیر کی اشاعت ہے کہ جو حقیقتاً بے نظیر و بے مثال ہے -

سورة الفاتحہ

یہ سورت مکہ معظمہ مین سورہ اقراء کے بعد نازل ہوی ہے - اور اسکے مختلف نام ہین - **فاتحہ** اسلئے کہ نماز اور قرآن مجید کے ابتدا اسی سے ہوتی ہے - **کنز** اسلئے کہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ نزلت سورة الفاتحہ من کنز تحت العرش یعنی سورہ فاتحہ ایسے کنز سے نازل کی گئی ہے جو عرش کے نیچے ہے **سورة المناجات** اسلئے کہ نمازی پروردگار سے اسمین مناجات کرتا ہے - اور اللہ تعالے اوسے نجات دیتا ہے - **سورہ شفا** اسلئے کہ حدیث مین آیا ہے فاتحہ الکتاب شفاء من کل داء یعنی فاتحہ کتاب ہر مرض کی دوا ہے - **الحمد** کہ اسمین اللہ تعالے کی تعریف سے ابتدا کیگئی ہے - **سبع مثانی** کہ سات آیتین ہین جو نماز مین مکرر پڑہی جاتی ہین - مگر اسکے سات آیت مین اختلاف ہے کہ سات آیتین کہان سے ہین - حنفیہ بسم اللہ کو سورہ فاتحہ مین داخل نہین سمجھتے اور اون کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت شیخین نماز مین سورہ فاتحہ کو الحمد سے شروع کرتے تہے - اگر بسم اللہ بہی جزو فاتحہ ہوتی تو ایک آیت سورة کے ابتدا سے کیون چہوڑ دی جاتی اسلئے اونکے نزدیک صراط الذین انعمت علیھم ایک آیت اور غیر المغضوب علیھم ولا الضالین دوسری آیت ہوکر سات آیتین پوری ہوتی ہین - اور شافعیہ بسم اللہ کو جزو آیت قرار دیتے ہین اسلئے اوسے قرأت جہری مین آواز سے پڑہتے ہین - اور ان کے نزدیک بسم ایک آیت اور صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین بہی ایک آیت ہے - چونکہ اسکے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تصریح نہین پائی جاتی اسلئے دونون فریق اجتہادے قیاسات سے کام لیتے ہین -

مگر مذہب محقق یہ ہے کہ یہ سورت ایک مرتبہ مکہ معظمہ مین نازل ہوئی ہے اور دوسرے دفعہ مدینہ طیبہ مین پہلی دفعہ بلا بسم اللہ کے نازل ہوئی اور دوبارہ مع بسم اللہ کے - فاتحہ مکی بغیر بسم اللہ کے سات آیت ہین اور فاتحہ مدنی

مع بسم اللہ کے سات آتیین ہین۔ حقیقتاً یہ نزاع لفظی ہے۔ اسی وجہ سے نماز کی تقسیم مین احادیث سے وسعت ظاہر ہوتی ہے۔ کبھی آیات کا شمار بطور منع غلو الحمد سے العالمین تک ہے اور کبھی تسمیہ سے العالمین تک ایک آیت ہے۔ اور جہری قرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم وشیخین مین کبھی تسمیہ سے شروع کرنا ثابت ہے اور کبھی الحمد سے۔

شان نزول۔ مکہ معظمہ مین اس سورت کا شان نزول یہ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب مین تنہا ہوتا ہون تو ایک خوفناک اواز سنتا ہون۔ حضرت خدیجۃ الکبری نے عرض کیا کہ آپ ورقہ بن نوفل کے پاس جائین۔

آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لیکر ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لیگئے۔ اور ماجرا بیان فرمایا اونھون نے عرض کیا کہ اب جب کبھی وہ آواز آسے تو آپ جواب دیجئے کہ کیا کہتا ہے۔ اپ تشریف لائے اور اوسی کے موافق عمل درآمد کیا۔ جب آواز آئی تو آپ نے فرمایا **لبیک**۔ آواز آئی کہ پڑھو الحمد للہ رب العالمین الخ مگر اسپر یہ شبہ واقع ہوتا ہے۔ کہ سورہ فاتحہ سے پہلے **اقرء** اور **مدثر** و **مزمل** نازل ہو چکی تھے اور اس سے پہلے وحی نازل ہوتی تھے پھر اس سورت پر آپ کو کیون خوف غالب ہوا اور ورقہ کے پاس دوبارہ لیجانے کی کیا ضرورت تھے +

اور سورہ فاتحہ کا نام ام القرآن یون بھی ہے کہ قرآن مجید مین کچھ تو حق تعالے کے اوصاف و محامد و معارف ہین۔ اور کچھ اوسکی عنایات والنعامات وقیامت اور معاملات کا ذکر ہے۔ اور کچھ حضرات انبیا وصالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مثالین ہین جن پر حق تعالے نے اپنا کرم واحسان فرمایا تاکہ اونکے مراتب ومقامات دیکھکر اور شکر کاربند ہون اور کچھ گمراہان یہود ونصاری وکفار بدکردار لوگون کا حال ہے جنپر بوجہ اونکے بداعمالی کے عتاب فرمایا۔ تاکہ اونسے عبرت ہو۔ اور بداعمالی ترک کیجائی اور ان باتونکا یاد رکھنا نماز کیہ اتمین نہایت ضرور تھا کے پڑہنے کیواسطے یہ سورت نازل فرمائی جسمین یہ پانچون امور مجملا موجود ہین۔ چنانچہ امام بیہقی نے **شعب الایمان** مین حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالے نے ایک سو چالیس کتابین اوتارین۔ اون سب کے علم توریت وانجیل وزبور وفرقان مین بیان فرمائے۔ پھر توریت وانجیل وزبور کے علم فرقان مین پھر فرقان کے مفصل مین اور مفصل کے علم فاتحہ کتاب مین بیان فرمائی۔ تو جو شخص سورہ فاتحہ کی تفسیر سے واقف ہوگا وہ تمام کتب منزلہ کے اصول پر خبردار ہوگا

اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ جن علوم پر تمام دین اور قرآن مجید محتوی ہے یا تو علم اصول ہی ۔ اسکا دار و مدار اللہ تعالےٰ
اور اوسکی صفات کی معرفت پر ہے ۔ چنانچہ اسکی طرف رب العالمین الرحمن الرحیم مین اشارہ فرمایا ہی ۔ یا معرفت
نبوت و اخبار اوسکی طرف ایہ الذین انعمت علیہم مشیر ہے ۔ یا معرفت حشر و معاد اسکی طرف مالک یوم الدین سے
اشارہ ہی یا علم عبادات ۔ اسکے لئے ایاک نعبد و ایاک نستعین فرمایا ہے ۔ یا علم سلوک جس کے یہ معنی ہین کہ اپنے
نفس کو آداب شرعیہ پر متوجہ رکھنا ۔ اور پروردگار عالم کا بالکل مطیع و منقاد رہنا ۔ اسکی طرف ایہ ایاک نستعین
اہدنا الصراط المستقیم سے اشارہ فرمایا ہی ۔ یا علم قصص جس سے مراد یہ ہے کہ گذرے ہوئے لوگون اور گذشتہ
زمانہ کے حالات سے واقف ہوکر نیک لوگون کے مقامات اور بدکارون کے بداعمالیون کی سزائین معلوم
کرکے حصول سعادت کی فکر کیجائے ۔ اسکی طرف صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین مین اشارہ فرمایا ہی ۔ پس معلوم
ہوا کہ سورہ فاتحہ مین تمام مقاصد قرآنی کا عطر کینچا گیا ہے ۔ اور اسمین اتنی بڑی فصاحت و بلاغت سے کام لیا ہی کہ حد
اعجاز تک پہونچ گئی ہے اللہ اکبر اس مختصر سورت مین اتنی عظیم الشان کتاب کی نہایت ایجاز و صراحت کے ساتہ خداوند عالم نے براعت استہلال فرمائی
ہے ۔ کہ طاقت بشری سے بعید ہے ۔ کیون نہو کلام الملوک ملوک الکلام ۔

اب سنئے کہ سورہ فاتحہ مین ایک اختلاف اور باقی ہے وہ یہ کہ شافعیہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑہتے
ہین اور اپنی دلیل مین وہ حدیث پیش کرتے ہین ، کہ جو شخص نماز مین سورہ فاتحہ نہ پڑہے اوسنے نماز ہی نہ پڑہی ، ا
اسلئے مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑہنا لازم ہے اور چونکہ فاتحہ سبع مثانی آیہ ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن
العظیم سے مطابق باقی قرآن شریف کے مقابل ہے ۔ اسلئے اوسکی قرات امام کے پیچھے آیہ اذا قری القرآن
فاستمعوا لہ وانصتوا کے معارض نہین ۔ اور حنفیہ امام کے پیچھے اسلئے نہین پڑہتے کہ قرأۃ الامام قرأۃ لہ
سے یعنے امام کی قرات مقتدی کی قرات ہی ۔ لیکن دونون قولون مین تطبیق کی یہ صورت ہی کہ امام جہر سے
پڑہنا اسکا خواستگار ہے کہ مقتدی خاموشی کے ساتہ سنین خواہ امام فاتحہ پڑہے یا اور کوئی آیت ۔ اور امام کا اخفا کے
ساتہ پڑہنا اسکا مقتضی ہی کہ کچھ پڑہے ۔ اور سکے لئے فاتحہ مخصوص ہے اور اسکی وجہ کہ بعض نمازون مین جہر ہے اور
بعض مین اخفا یہ ہے کہ آفتاب کی روشنی چونکہ آواز کو پراگندہ اور طبیعت کو کسیقدر منتشر کرتی ہے اسلئے اوسمین قرأت خفی
مقرر کیگئی اور چونکہ تاریکی مین دور تک آواز پہونچتی ہے اور جمعیت خاطر زیادہ ہوتی ہی اسلئے قرات جہری مقرر ہوئی
ہے عیدین و جمعہ کی نماز مین بعض مصلحتون سے اس قاعدہ کے خلاف عمل درآمد کیا گیا ۔

فضائل فاتحہ بخاری شریف مین حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ مین ایکروز نماز پڑہتا تہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا - مین نماز کے سبب حاضر نہ ہوا - جب نماز سے فراغت پاکر حضور مین حاضر ہوا تو اپنے عدم حاضری کا عذر کیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا یہ عذر قابل پذیرائی نہین اسلئے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم اے ایمان والو جب تمہین خدا و رسول بلائے تو فوراً حاضر ہو - خیر اسکے بعد آپنے فرمایا کہ میرے ساتہہ چلو ہم تمہین مسجد سے نکلنے سے پہلے پہلے ایسی صورت تعلیم فرمائین جو قرآن مین سب سے زیادہ بزرگ و افضل ہے - مین حضور کا دست مبارک پکڑ کے ساتہہ ہولیا جب دروازہ مسجد کے قریب پہونچے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ وہ سورہ الحمد للہ رب العالمین ہے +

اسی طرح امام ترمذی ابی بن کعب سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہسے ارشاد فرمایا کہ ہم تمہین ایسی سورت تعلیم کرتے ہین جسکی مثل توریت و انجیل و زبور و قرآن مین کوئی نہین اُبی بن کعب نے عرض کیا نعم - آپنے فرمایا کہ وہ سورۃ ام القرآن ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک عجیب و غریب کلام ہے کہ جسکی تفسیر مین بڑے بڑے رموز و حقائق علمائے تصوف نے بیان فرمائے ہین اور حقیقتاً اسمین ایسی ہی جمعیت ہے کہ جسکے سبب تمام کتب الہیہ کا خلاصہ اور سر ہے - ہم بوجہ طوالت مقام کچہہ مختصر بیان کرتے ہین -

واضح ہو کہ کُنہ ذات الٰہی اسدرجہ حیرت کا مقام ہے کہ اوسے اشارۃً حساً بتلانا تو درکنار الفاظ و عبارت مین بہی کسی طرح نہین لاسکتے - کوئی حرف اوسکی تعبیر کے لئے نہین ملسکتا - اوسکی تعریف و بیان مین عقل گم ہوش و خرد باختہ زبان ساکت - قلم عاجز ہے - وہ عبارت سے منزہ اشارت سے معرا تعریف سے مبرا تعبیر سے پاک ہے مگر ہان اسما کا بیان ہوسکتا ہے - اور وہ عبارت و اشارت مین آسکتے ہین - بدین وجہ کُنہ ذات الٰہی کو جو مبتدا ہے لفظون مین نہ لائے - اور اوسکی خبر مسمیٰ محذوف ہے جسپر لفظ اسم دلالت کرتا ہے - کیونکہ اسم کی حقیقت وہی مسمیٰ ہے یعنی کنہ الذات مسمیٰ فی مرتبۃ التنزل باسم اللہ الرحمن الرحیم - کہ کنہ ذات و ہویت مطلقہ جو عبارت و بیان سے پاک ہے - درجہ تعین مین آکر متعین و متنزل ہے تعین اللہ یعنی صاحب حیرت اور رحمن

یعنے ہیولے قابل اور رحیم جامع صفات سے +

رحمن رحمت سے ماخوذ ہے۔ اور رحمت کے معنی ہین۔ لینت۔ یعنی قابل جمیع اسما وصفات ومراتب کہ اکثر قابلیات مین لینت درکار ہوتی ہے۔

رحیم۔ ماخوذ ہے رحم سے جو دوسرون پر حسب امکان عام کیا جائے۔ اسلئے اسکو جامعیت لازم۔ پس انسان چونکہ نمونہ ہے اپنے دل مین غور کرے کہ اول اوسمین مرتبہ ذات ہی ہوا انا سے زیادہ جلی۔ اور اجلی البدیہیات ہے اور باوجود اس درجہ بدیہی ہونے کے اگر اوسی بدیہی انا کی حقیقت پوچھئے تو حیرت ہے کہ کیا تبلایا جائے تو جو شی اس درجہ بدیہی ہے۔ وہی اسقدر مخفی ہے۔ اور وہی ذات اول قابل ہے تمام صفات کل مراتب جملہ اوصاف کے اور پھر صفات ومراتب واوصاف سی متصف ہے۔ ذات وجود مطلق مین یہ حیرت مقام اللہ اور قابلیت مقام رحمن اور اتصاف اسما مقام رحیم ہے کہ جس سے تمام عالم کا ظہور ہو رہا ہے۔ پس جو شخص من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کو ہادی بناکر اپنے کو متعین اور حق کو مطلق جانکر تسمیہ کے معنے غور کرے۔ تو ضرور ہر متعین کو ذات ہستی رحمن رحیم کے ساتھہ متعین پاویگا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔

کہ سارا عالم ہستی مطلق کے تعینات وکمالات حق ہین۔ اور حق بیان سے پاک ہے۔ مگر اوسکی شناخت نسب واسما سے ہوتی ہے اور نسب واسما کی شناخت عالمون سے ہوتی ہے۔ اور عالم کی دو حالتین ہین۔ حالت ثبوت جسپر کچھہ آثار مترتب نہین۔ اوسے مجازاً وجود کہتے ہین۔ اور وہ عالم اعیان ثابتہ ہے اور اوسکا منشار اسم رحمن ہی کہ اوسکی قابلیت سے تمام عالم کا ثبوت بہ نظر علم بالایجاب ہے۔ دوسری حالت ترتب آثار ہے۔ اوسکے تین مرتبہ ہین۔ عالم ارواح عالم۔ مثال عالم شہادت۔ اور ترتب آثار کے دو مرحبہ ہین ایک قبل از قیامت دوسرا بعد از قیامت اور دونون سے حق کی حمد ظاہر ہے۔ اسلئے اسکے بعد فرماتا ہی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ہر ایک حمد وکمال ذات وجود حق کے لئے مخصوص ہے۔ پرورش کرنے والا عالم قابلیات وعالم اسما وعالم اعیان وعالم ارواح وعالم شہادت وعالم انسان کامل کا۔

چونکہ یہان عالمون کا ذکر آگیا اسلئے ہم مختصر طور سے اونکا بیان کرتے ہین۔

عالم قابلیات۔ عالم رحمن ہیولاے کل او طبیعت کلیہ رحمانیہ فاعلہ وقابلہ کا نام ہے اگر قابلیت مطلقہ نہ ہو تو کیسی

فاعل متصف بہ صفات ہوسکتا ہے اس صورت مین ایجاد کیلئے دوسرا مادہ ضروری نہین -

عالم سر واعیان - پہلے دریافت ہوا کہ اسم رحمن کی قابلیت سے بوجہ علم ہر ایک حقیقت کا تقرر ہوا اسلئے اعیان کا ثبوت تجلی حق یعنے انکشاف علم کے مطابق ہوا - اور جبکہ اعیان کا ثبوت علم حق سے ہوا تو اعیان کا ثبوت ازلی و ابدی ہے - اس مقام سے کسی مفہوم کو حمل ازلی کی راہ سے سلب نہین کرسکتے پس حکیمون کے اس مقولہ کو کی عنصر در کوئی اصل ہے کہ ہر ایک شئے عقول عالیہ مین محفوظ ہے -

عالم ارواح - واضح ہو کہ وجود کا حصر کچھ عالم اجسام ہی پر نہین اور انسان صرف عناصر سے ہی مرکب نہین اور نیز اوسے محض علم بسیط ہی حاصل نہین - بلکہ اوسمین ایک اور زائد شئے ہے - جس سے اوسے علم مرکب حاصل ہے - تو اگرچہ ہر شئے علم بسیط کے سبب اپنے سے واقف ہے - مگر علم مرکب روح انسانی کو حاصل ہے -

عالم مثال - اسکو برزخ بھی کہتے ہین - اور اسکا ذکر سورہ مومنون مین ہے - آدمی اپنے مین غور کرے کہ اوسکا خیال کیسی کیسی صورتین قبول کرتا ہے - اسیطرح ملائکہ عالیہ کے علوم کی تمثل کا حال سمجھنا چاہیئے کہ اوسکو عالم مثال کہتے ہین اور وہی صور اسرافیل ہے - اور اسرافیل اس عالم کا افسر و حاکم ہے - حضرات انبیا علیہم السلام اپنے مین اوس عالم کا مشاہدہ فرماکر پیشین گوئی فرمایا کرتے ہین - اگرچہ اونکے علاوہ اور لوگون پر بھی مکاشفات خواب مین ہویدا ہوتے ہین - مگر ہر خواب کیلئے معبر کامل کی ضرورت ہے - کہ خواب خلطی اور خواب عادی اور خواب عکسی کی تمیز کرکے تعبیر دے - تو جو خواب ملاء اعلی کے اثر سے ہوتی ہے وہ رویائے صادقہ کہلاتی ہے -

اب اصلی مطلب سنئے کہ جب بندہ الحمد للہ رب العالمین کہے تو حق تعالے فرماتا ہے کہ بندے نے میری حمد کی کہ عین حمد قول رب ہے ۵

اللہ اللہ گفتنت لبیک ماست ؛ این ہمہ سوز و گداز ت پیک ماست ؛

لغت مین حمد کی تعریف یہ ہے الوصف بالجمیل علی الجمیل الاختیاری علی قصد التعظیم

اور بعض لوگون نے یہ بیان کی ہے "الوصف بالجمیل علی جہتہ التعظیم" ان دونون مین سے پہلے تعریف بہتر ہے - کیونکہ حمد کی متحقق ہونیکے لئے تین امر کی ضرورت ہے - ایک - وصف جمیل جو محمود بہ ہے اور دوسرا جمیل اختیاری جو محمود علیہ ہے اور تیسرا قصد تعظیم - پہلی تعریف مین یہ تینون امر پائے جاتے ہین - اور دوسرے تعریف مین محمود بہ اور قصد تعظیم لیا گیا ہے اور محمود علیہ کو چھوڑ دیا ہے - اسلئے وہ تعریف ناقص ہے - اگر

کوئی یہ عذر کرے کہ جب کسی منعم کی تعریف مین یہ کہا جائے کہ بڑا بہادر ہے تو انعام کے سبب شجاعت محمود بہ اور انعام محمود علیہا ہے۔ اور جب کسی بہادر کی بہادری کی تعریف کی جائے تو وہان محمود علیہ کوئی نہین ہے حالانکہ بے شبہ یہ وصف حمد ہے۔ ہم اوسکا یہ جواب دین گے کہ یہی بہادری وصف کئے جانے کی حیثیت سے محمود بہا ہے اور قیام و ثبوت محل کے نظر سے محمود علیہا ہے۔ اس فرق اعتباری کے سبب تعریف کی جمعیت مین کچھ خلل نہین آسکتا۔ اسی بنا پر یہ کہا کرتے ہین۔ کہ مین نے فلان شخص کی بہادری کی تعریف کی بوجہ اوسکی بہادری کی۔

اس **تعریف** مین وصف کی مقابلۃ النعمت کی قید نہ لگانے سے یہ ظاہر کیا ہی کہ حمد عام ہے خواہ نعمت کے مقابلہ مین ہو یا بلا نعمت کے اور قید اختیاری سے یہ فائدہ ہے کہ حمد مدح سے خاص ہی۔

اور عرف لغت مین حمد کے معنے شکر کے آتے ہین۔ اور شکر سے غرض منعم کی تنظیم ہوتی ہے۔ اس بارہ مین بعض صوفیہ کرام کا ایک پاکیزہ مقولہ مشہور ہی کہ حمد کے ادا کرنے کی تین زبانین ہین۔ پہلے ایک لسان انسانی دوسری لسان روحانی تیسری لسان ربانی۔ لسان انسانی عام لوگون کی ہے کہ زبان سے خدا کی نعمتون کا شکریہ ادا کرتے ہین اور دل سے تصدیق کرتے ہین۔ اور لسان روحانی خاص لوگون کی ہے جس سے تزکیہ افعال و تربیت احوال مین کام لیتے ہین۔ اور لسان ربانی عارفین کی ہے۔ کہ بعد ادراک لطائف معارف و غرائب کو اشف من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ کے مقام مین ہر شکر اپنی حمد اور ہر حمد حق تعالی کی حمد جانتے ہین۔ یہ لوگ مباشرۃ انوار سے ذوق اسرار پیدا کرتے ہین۔

یہان تک تو حمد کی تشریح تھی۔ اب ربوبیت کی توضیح سنئے۔ ربوبیت کے معنی پرورش کرنا۔ یعنی کسی شے کو کمال کی حد تک پہونچانا۔ جیسے ماباپ اپنی اولاد کو پرورش کرتے ہین اور درجہ کمال کو پہونچا دیتے ہین اس کی تین قسمین ہین **ایک** ربوبیت خاصہ **دوسری** ربوبیت عامہ **تیسری** ربوبیت مطلقہ

ربوبیت خاصہ جیسے بچون کی پرورش یا باغبان کی درختون کو یا بادشاہ کی اپنی متوسلین کو۔ اس قسم کی ربوبیت کو کوئی شخص قابل عبادت نہین جانتا۔ ربوبیت عامہ جو ایک یا دو یا چند نوع کی پرورش سے متعلق ہو جیسے آفتاب و ماہتاب۔ یا عناصر کی ربوبیت ہے۔ اس قسم کی ربوبیت کو بعض جہلا قابل پرستش سمجھتے ہین۔ جیسے بعض پرانے ہندو آفتاب پرستی ماہتاب پرستی۔ بہیرون پرستی کرتے ہین۔ یہ قسم

پیشین گوئی اسلام

ماہ رجب کے رسالہ مین توریت وانجیل مقدس سے اسلام کے متعلق نہایت عظیم الشان عام پیشین گوئی سبت مقدس کے متعلق بیان کی گئی تہے کہ جسکی بابت کوئی نبی نہین گذرا جس نے سبت کی رعایت وتعظیم کی تاکید نہ کی ہو یہان تک کہ انبیاے گذشتہ کے ہان کلمہ ہی یہ تہا لا الہ الا اللہ والسبت حق اسکے معنے بہی محمد رسول اللہ کے ہے ہین۔ اب ہم فصل ۱۸ اسفر مثنی موجودہ مجموعہ توریت سے محمد رسول اللہ والذین معہ الآیات کی تفسیر لکہتے ہین۔ جسمین مسلمانون کی نسبت تشریح کی ساتہ پیشین گوئی فرمائی ہے۔ پیشین گوئی سے پہلے مقدمہ کے طور پر چند ضروری امور بیان کئے جاتے ہین۔

۱۔ کوہ سینا دو پہاڑون کا نام ہے۔ ایک کوہ حوارب جسپر حضرت موسی علیہ السلام کو تجلی نظر آئی تہے اور دوسرا مکہ کا پہاڑ جہان حضرت ہاجرہ والدہ حضرت اسماعیل علیہما السلام کی اولاد عرب مین فصل ۴ نامہ گلیتون کے مطابق آباد کیگئی تہے۔ اور وہان بیت المقدس کی طرح ایک مکان مبارک یعنے کعبہ موجود ہے۔

۲۔ فاران کا صحرا اوس جنگل کو کہتے ہین جو صحراے مدینہ کے نام سے مشہور ہی۔ جو کوہ سینا واقع مکہ پر تمام ہوتا ہی۔

۳۔ خلیفہ متخلف کا قایم مقام ہوتا ہے۔ اسلئے خلیفہ کا آنا اور اوسکے تمام احکام متخلف کے احکام سمجہے جاتے ہین جیسا یخادعون اللہ والذین امنوا کے نیچے امام بیضاوی تحریر فرماتے ہین کہ کفار مکہ اللہ تعالے سے فریب نہ کرتے تہے بلکہ رسول اللہ سے فریب وتمسخر کرتے تہے اسکی دو صورتین ہین ایک تو یہ کہ مضاف الیہ کو حذف کردیا یعنی یخادعون رسول اللہ کہ فریب دیتے ہین اللہ کے رسول کو۔ اور دوسرے یہ کہ حذف مضاف کی ضرورت نہین بلکہ خلیفہ بجاے متخلف ہوتا ہے۔ اسلئے اوسکا فریب دینا خود اللہ تعالے کو فریب دینا ہے یہی وجہ تہے کہ حضرت آدم علیہ السلام چونکہ خلیفہ اللہ تہے اسلئے فرشتون کا اونہین سجدہ کرنا عین خدا کا سجدہ قرار دیا گیا۔

۴۔ لیعہ وسعیر حضرت اسحاق کی اولاد ہے۔ اسلئے جہان کتب مقدسہ مین سیعر کا جانا بیان کیا جاتا ہے اوس سے

بصرہ کا جانا مراد ہوتا ہے - یہ مقدمات تھے - اب پیشین گوئی سنئیے - کہ درس ۲ فصل ۳۳ - سفر مثنیٰ مین محمد رسول
اللہ کی تفسیر شروع کرکے فرماتا ہے کہ خدا (یعنی رسول خدا) سینا مین آیا (یعنی کوہ مکہ پر) اور سیعیر (یعنی بصری)
سے اون پر طلوع ہوا - (جیسے حدیث شریف سے واضح ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو دفعہ بصرے
تشریف لیگئے ایک دفعہ خرد سالی مین ابو طالب کے ہمراہ جب بحیرہ راہب نے آپکو پہچانا اور دوسری دفعہ حضرت
ام المومنین خدیجۃ الکبرے رضی اللہ عنہا کی طرف سے تجارت کے طور پر کہ جب نسطورا راہب نے پہچانا کہ آپ کی
بدولت خشک درخت سرسبز ہوگئے تھے) فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا (چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ طیبہ مین تشریف لائے جو فاران کے جنگل مین واقع ہے) یہ تو محمد رسول اللہ کی
تفسیر تھے - اب والذین معہ کی تفسیر سنئیے جسمین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہیون کی طرف [۵۱]
اشارہ ہے - دس ہزار قدوسون کے ساتھ آیا (دس ہزار سے کثرت مراد ہے جیسے فصل ۷ دانیال مین ہے
کہ ہزارون لاکھون مقدس کے ساتھ آیا چنانچہ غزوہ تبوک مین اسی ہزار کے قریب مسلمان لشکر صدیق [۵۲]
رضی اللہ عنہ مین جمع تھے) اب اشداء علی الکفار کی تفسیر دیکھئے جسمین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کی نسبت
اشارہ ہے - اور اوسکے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت اون کے لئے تھی - (ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ الحق ینطق علے لسان عمر بن الخطاب [۵۳] اس سے بڑھ کر اور کیا
شریعت ہوسکتی ہے - آتشی کے لفظ سے آپ کا بارعب وجلال ومنتظم ہونا مطابق ہے اور کتب سیر کے
دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ دوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے ہاتھ کی طرف بیٹھتے تھے) اب رحماء بینہم [۵۴]
کی تفسیر ملاحظہ کیجئے - جسمین ہمراہیان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ معلوم ہوتا ہے - ہان وہ اس قوم سے
بڑی محبت رکھتا ہے (چونکہ محبت کے ساتھ رحمت لازم ہے اور خلیفہ سیوم کا حلم ورحم اظہر من الشمس ہے
اسلئے صاف واضح ہے کہ یہ آیت رحماء بینہم کی تفسیر ہے - اب تراہم رکعا سجدا کی تفسیر دیکھیے جسمین ہمراہیان [۵۵]
حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی طرف اشارہ ہے - اسکے سارے مقدس تیرے ہاتھ مین ہین اور وے تیرے
قدمون کے پیچھے بیٹھتے ہین (یعنی سجدہ کرتے ہین نماز پڑھتے ہین) اسی مقام سے اوائل سورہ بقر مین مہاجرین کی

---

[۵۱] اور جوانون کے ساتھ ہین ۱۲ [۵۲] سخت ترین کافرون پر ۱۲

[۵۳] حق عمر بن خطاب کی زبان پر بولتا ہے ۱۲ [۵۴] رحم کرنیوالے ہین آپس مین ۱۲ [۵۵] تو اونہین رکوع کرنیوالا سجدہ کرنیوالا دیکھتا ہے ۱۲

صفت نماز خوانی بیان فرمائی ہے - اب یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود کی تفسیر دیکھئے جسمین حضرت حسنین علیہما السلام کے ہمراہیون کی طرف اشارہ ہے - اور تری باتون کو مانین گے ان تمام واقعات کی ترتیب صراحت سے شہادت دیتی ہے کہ ان صفات کے ساتھہ یہی لوگ مراد ہین جو خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے مقرب ہین - اور جنکی نسبت آدم علیہ السلام سے نبوت کے اسوقت تک مبارکباد دیتے چلے آئے ہین - فقط

ایک عجیب وغریب سوال

میرے شفیق معظم جناب مولوی محمد عبد الغفور صاحب اعظم گڈھی مدرس اول مدرسہ چشتیہ اجمیر شریف نے ایک نہایت دلچسپ سوال فرمایا ہے - ہم اوسے ذیل مین درج کرکے دیکھتے ہین کہ ہمارے معزز ناظرین رسالہ کیا جواب دیتے ہین - عنایت فرماکر جو صاحب جواب مرحمت فرمائین ادنع توجیہہ کے مفصل دین - کہ کس وجہ سے تینون صورتون مین سے صورت خاص کو پسند فرماتے ہین -

سوال

حُسن کی تین معنے بیان کئے جاتے ہین - اول - کسی شے مین کوئی کمال کی صفت ہو - دوم - کوئی شے طبیعت کے موافق ہو - سوم - کوئی شے تعریف کے قابل ہو - انمین سے کونسے معنے صحیح ہین - یا زیادہ دلچسپ ہین - امید ہے کہ ماہ رمضان کی نہم رہوین تک اسکے جواب سے ہمین شرف فرمائین گے

رسید قیمت رسالہ

حافظ محمد عظیم الدین صاحب (عہ) حافظ محمد حسین صاحب داروغہ چنگی (عہ) بابو فیاض بیگ صاحب (۱۲) میر مہربان علی صاحب جاگیردار (عہ) نواب محمد شمس الدین علیخان صاحب (عہ) پنڈت راج نراین صاحب (عہ) میر اوصاف علی صاحب (عہ) منشی جگت نراین صاحب (عہ) بابو جاند کاپرشاد صاحب ہیڈ کلرک (عہ)

لہ اللہ سے اوسکا فضل اور اوسکی رضا چاہتے ہین اونکی پیشانیون پر سجدہ کا اثر ہے ۱۲

مولوی وہاج الدین صاحب (عہ) حافظ سید ظہور احمد صاحب (عہ) حکیم محمد سعید صاحب دہلوی
اسٹوڈنٹ (عہ) منشی عبد الغفور خلف بن صاحب (عہ) حافظ محمد ابراہیم صاحب مختار (عہ) بابو مولا بخش
صاحب چیف کلرک (عـ۵ر) نواب مولوی مشتاق حسین صاحب (عہ) مولوی سید آل احمد صاحب (عہ)
مولوی سید جواد حسین صاحب شمیم (عہ) مولوی سید عبد اللطیف صاحب جمالی (عہ) ٹھاکر ہمیر سنگھ جی صاحب
صیحوار (عہ) سید عبد الحمید صاحب (عہ) مولوی سید امتیاز علی صاحب سابق منصف (عہ)
مولوی فخر الدین صاحب ٹھیکہ دار (عہ) حاجی حافظ غلام مصطفیٰ صاحب (عہ) قاضی حافظ حمید اللہ
صاحب جج (عہ) منشی محمد حسین خان صاحب افسر کورٹ آف وارڈس (عہ) منشی جمیل احمد صاحب (عہ)
مولوی حبیب علی صاحب علوی (عہ) منشی مظفر حسین صاحب کوتوال (عہ) منشی عبد الصمد خان صاحب
افسر گیراسے (عہ) منشی امیر الدین صاحب مختار عام (عہ) منشی عطا حسین صاحب مختار عام (عہ)
منشی نصیر الدین صاحب اہلمد (عہ) حکیم امیر علی صاحب نقل نویس (عہ) سید عزیز الحسن صاحب مختار (عہ)
مولوی عبد الوحید صاحب قانون گو (عہ) مولوی محمد سعید صاحب سب رجسٹرار (عہ) مولوی عبد العلیم
صاحب منصدی مال (عہ) حافظ یاد احمد صاحب عامل (عہ) مولوی سید اولاد علی صاحب (عہ)
محمد ابراہیم صاحب خلف لطیف الدین صاحب (عہ) ابو الفتح مولوی سید محمد عمر صاحب فوق (سے ر)
مہاراج پرتھی سنگھ صاحب (عہ) منشی بشیر الدین صاحب خلف نظام الدین صاحب (عہ) منشی غلام حسین
صاحب انسپکٹر (عہ) مولوی عبد الحق صاحب محرر (عہ) صاحبزادہ محمد خان صاحب (عـصـا) مولوی
ابو الحسن محمد ابراہیم حسین صاحب (عہ) منشی ہدایت خان صاحب سررشتہ دار (عہ) منشی ظہور محمد صاحب
سررشتہ دار (عہ) مولوی اعجاز الحسن صاحب (عہ) مولوی محمد اسماعیل صاحب سررشتہ دار اپیل (عہ)
مولوی عبد الحی صاحب بے خود اسسٹنٹ مجسٹریٹ (عہ) منشی سید کبیر حسن صاحب (عہ) منشی سالار بخش
صاحب (عہ) سید عزیز احمد صاحب خلف سید احمد حسین صاحب (عہ) منشی احمد حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر
(عہ) میر معشوق علی صاحب جلیسر (عہ) مولوی عبد الوحید صاحب جودھپور (عہ) بابو ستار بخش صاحب
اورسیر (عہ) ڈاکٹر محمد اسرار حسین صاحب (عہ) منشی محمدی خان صاحب اہلکار (عہ) منشی محمد غلام معین
الدین صاحب (عہ) منشی نظام الدین صاحب نائب نظامت (عہ) منشی شریف اللہ صاحب سررشتہ دار (عہ)

تصوف

ہر چیز کا ایک زمانہ اور ایک وقت ہوتا ہے۔ کتب سیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی نو سو دو سو برس پیشتر ہر ہر قصبہ اور شہر مین فقرا و صوفیہ کی بے شمار جماعتین پائی جاتی تھین۔ اون کے ذکر و شغل کی صدائین اونکے مجاہدات و ریاضات کے اثر محیط عالم رہتے تھے۔ اونکے ادنی ادنی توجہ سے بڑے بڑے لاحل عقدہ حل ہوجاتے تھے ؎ اولیا را ہست قدرت از اله + تیر جستہ را بگردا ندز راه

ادہر فصوص الحکم کا درس ہو رہا ہے۔ اودہر مثنوی شریف کی تعلیم دی جاتی ہے ایک جماعت نفس کشی کی فکر مین طرح طرح کے جہاد کر رہے ہی دوسرا گروہ اہل تجرید و تفرید افتان و خیزان اپنے۔ رہ طے کرنے کی دُھن مین قدم اوٹھائے ہوئے تیز جا رہا ہے۔ ایک طرف عشق و محبت کے متوالے خمخانہ بیخودی مین بیٹھے ہوئے جام ئے ذوق و شوق سے بے خود و دل باختہ ہو گئے ہین۔

مگر معاذ اللہ تھوڑے ہی دنون مین زمانہ نے وہ پلٹا کھایا۔ کہ نہ وہ جام ہے نہ سبو ہے۔ نہ اہل سلوک ہین نہ موحد۔ نہ صوفی ہین نہ فقیر نہ مجاہدہ نہ ریاضت۔ ایک نفاق کی اگ ہے کہ خرمن فقر کو جلائی چلی جاتی ہے۔ فقیری و تصوف و کشف و کرامت تو کجا یہ ہی غنیمت ہے کہ مخالفین اسلام ہمین مسلمان سمجھتے ہین ؎ خیال زلف بتان مین نصیر پیٹا کر + گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر ۞ ایسی حالت مین بہت ضرورت ہے کہ اور کچھ نہو تو اکابر صوفیہ اہل توحید کے عقائد اور تحقیقات علمیہ کی یاد دہانی تو کرتے رہین اسلئے ہم قدوۃ الفقرا زبدۃ الصلحا جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا سید محمد حسن صاحب قبلہ مدظلہم العالی شارح فصوص الحکم کے ایک نئی رسالہ سے کچھ مضمون اخذ کرکے پیش کرتے ہین جو آپ نے فارسی زبان مین اللہ کی تحقیق مین ارقام فرمایا ہے۔

واضح ہو کہ حضرات اہل وحدت کا مسلک مقدس یہ ہے کہ اللہ کا لفظ حسب آیہ انما اللہ الہ واحد کے الہ واحد پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ اور وہ بنفسہ موجود ہے اور تمام موجودات اوسکے محتاج ہین اور وجود حقیقی کے سوا کوئی ایسی شے نہین جسکا تمام عالم محتاج ہو پس اونکے نزدیک اللہ وجود حقیقی ہے۔

اور عامہ مومنین کے نزدیک اللہ اوس موجود کو کہتے ہین کہ جس نے طور تجلی فرمائی اور قیامت کے روز عرش پر جلوہ گر ہوگا۔ اب ہم دونون صورتون کی تحقیق کرتے ہین مگر اول چند ضروری امور تمہید و مقدمات کے طور پر بیان کرلین۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر شے کی ذات اوسکے تمام مراتب پر مقدم ہوتی ہے۔ کہ جسمین ذات و ذاتیات کے سوا تمام مفہوم منتفی ہوتے ہین۔ اور اگر ذاتیات نہون تو صرف ذات ہی ثابت کی جاتی ہے۔ جیسے مرتبہ ذات مین انسان اور اوسکے ذاتیات حیوان ناطق کے سوا تمام مفہومات منتفی ہین۔ اب ذات متنزل ہوکر جب مراتب مین آئے تو اوسکے تین مرتبہ ہین۔ ایک لابشرط شے دوسرا بشرط لا شے۔ تیسرا بشرط شے۔ لابشرط شے اوس مرتبہ کا نام ہے جو مابہ الاشتراک و مابہ الامتیاز ہے یعنی امتیاز کا ذریعہ اور اشتراک کا سبب وہی ہوتا ہے۔ یہ ایسا عام مرتبہ ہے جو نفس ذات و بشرط لا و بشرط شے سبکو شامل ہو۔ اسمین ذات کی نظر سے تمام مفہومات سوائے ذات و ذاتیات منتفی ہوتے ہین۔ اور بشرط لا کے لحاظ سے اوصاف عامہ لئے جاتے ہین۔ اور بشرط شے کے اعتبار سے اوصاف خاصہ کے سوا سب کی نفی کی جاتی ہے۔ مگر ہماری تقریر سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس صورت مین جب یہ مرتبہ ایک شخص واحد پر بھی صادق آسکتا ہے تو مطلق و مقید بلا حجاب عین ہو ہو ہوگی۔ کیونکہ کثرت اشخاص و مظاہر سے انسان کے معنی حیوان ناطق مین کثرت نہین پیدا ہوتی۔ مگر جب زید کو حقیقت کی نظر سے دیکھین تو وہ بعینہ انسان ہے۔

دوسرا مرتبہ بشرط لا ہے۔ اسمین وہ اوصاف لئے جاتے ہین جو بہ نظر اطلاق ثابت ہون یہانتک کہ ضاحک۔ کاتب وغیرہ چونکہ افراد کے لحاظ سے لئے جاتے ہین وہ بھی اس سے نفی کر دئے جاتے ہین

تیسرا مرتبہ بشرط شے ہو اس مرتبہ مین اوصاف و مفہوم خاصہ بیان کئے جاتے ہین۔ جیسے کاتب و ضاحک وغیرہ۔

دوسری بات یہ ہے کہ وحدت و کثرت چند طرح کے ہوتی ہین۔ وحدت کی قسمین یہ ہین۔ وحدت شخصی وحدت نوعی۔ یعنے اشخاص کثیرہ نوع واحد مین متحد ہون۔ اس وحدت مین کثرت اشخاص سے کثرت

نہین پیدا ہوتی - جیسے کہ انسان مجمل واحد زید عمرو بکر وغیرہ کی صورتون مین مفصل ہوا - باوجودیکہ یہ افراد مفصلہ انسان مجمل کے معنے کے غیر نہین مگر مجمل انسان واحد نوعی کا حکم افرادِ مفصل کو حاصل نہین سیوم وحدت فصلی جیسے ناطق - چہارم وحدت جنسی جیسے حیوان پنجم وحدت خاصہ مثلاً ضاحک ششم - وحدت عرض عام جیسے ماشی - ہفتم - وحدت موضوع مثلاً زید ضاحک و کاتب ہے اسمین زید موضوع ایک ہے ہشتم وحدت محمول مثلاً زید و عمر کاتب ہین اسمین کاتب محمول ہے کہ جسمین زید و عمر متحد ہین - نہم وحدت ذاتی - جیسے وجود حقیقی کہ عالم کی اعتباری کثرت سے وجود کی ذاتی وحدت مین کچھ خلل نہین آتا -

تیسری بات یہ ہے کہ واحد اور کثیر آپسمین منافی ہین لہذا مفہوم واحد کثیر مین حیث ہو کثیر سے منتزع نہین ہوسکتا - مثلاً انسانیت کے معنی زید و عمر سے سمجھ مین آتے ہین اور زید و دیوار سے نہین سمجھے جاتے تو ضرور زید و عمرو مین ایسے مجمل نوعی معنی پاے جاتے ہین جو زید و دیوار مین نہین - گواو نہین علاقہ مجہولۃ الکنہ سے تعبیر کرین یا کچھ مگر ان معنی کے تحقق مین کلام نہین کیونکہ ہم زید و عمر مین تو اتحاد معنے سمجھتے ہین اور زید و دیوار مین نہین تو اگر مابہ الامتیاز و مابہ الاشتراک ایک معنے نہ ہوتے تو ضرور زید و دیوار مین انسانی وحدت تسلیم کرتے اسیطرح آگے چلکر حیوانیت کے معنے لیجئے انسان و فرس مین ایسے مابہ الامتیاز والاشتراک کہتے ہین جو دوسرے اجسام نامیہ مین نہین - اور اسی طرح اجسام نامیہ مین ضرور ایسے واحد اجمالی معنے ہین جو غیر نامی جسمون سے تمیز دیتے ہین +

چوتھی بات یہ ہے - کہ مجمل کی تفصیل سے مجمل کے معنی مین کوئی نقصان نہین پیدا ہوتا جیسے مشترک کی تقسیم سے پراگندگی و تشتت پیدا ہوکر اوسکا اشتراک زائل ہوجاتا ہے - بلکہ تفصیل سے مجمل کا کمال ظاہر ہوتا ہے - اور کوئی مقید اپنے مطلق کا شریک نہین ہوتا مثلاً زید مقید عمرو کا شریک ہے مگر انسان کے معنے مجمل و مطلق ہین کوئی شریک نہین - جب یہ باتین ذہن نشین ہوگئین تو مطلب کی طرف متوجہ ہوجیے - کہ معنی بودن واحد ہر ہر موجود سے سمجھے جاتے ہین خواہ قدیم ہون یا حادث اعلیٰ ہو یا ادنیٰ اول ہو یا آخر واجب ہو یا ممکن تو بالضرور وجود مجمل کوئی حقیقی معنے ہین کہ جو مابہ الاشتراک ہین

کیونکہ تا وقتیکہ وجود مجمل کوئی معنی زائد حقیقی خارجی نہ ہون تو تمام موجودات سے منتزع نہین ہوسکتے - پہ جہان تک بہ لغت کے اعتبار سے وجود حقیقی کہا جاتا ہے - وہان قرآن و حدیث کی رو سے الہ کہا جاتا ہے - اور وہ حسب آیہ انما اللہ الہ واحد کے اہل وحدت کے ہان اللہ کہلاتا ہے - اس لئے وجود حقیقی کو خواہ اللہ کہو یا حق مگر اس مرتبہ مین کوئی مفہوم وجود کے سوا ثابت نہین کرسکتے - اس مرتبہ مین نہ زید کو اللہ کہہ سکتے ہین نہ عمرو کو بلکہ یہ مقام ذات حیرت کا مقام ہے کیونکہ زبان سے اللہ کہنا اوسی بے نشانی کی خبر دیتا ہے کہ اللہ ولہ سے ماخوذ ہے جسکی معنی حیرت کے ہین ٥

جگر او نکا ہے جو تجہکو صنم سے یاد کرتے ہین + میان ہم تو مسلمان ہین خدا بہی کہتے ڈرتے ہین

یہی وجود مرتبہ بشرط لا مین آکر واجب ہے کسی ممکن سے وہان تک رسائی نہین - اس مرتبہ مین اسکو احاطہ کلی حاصل ہے - اور اوسکی صفت یہ ہے لیس کمثلہ شیئ هو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد کیونکہ وجود مطلق ہی جو محیط الکل ہے نہ کوئی ضد ہے نہ نذ ہی نہ برابری - آیۃ الکرسی اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم سے اوسکی صفت ظاہر ہے کہ اللہ وہ ذات وجودی ہے جسکے سوا کوئی وجود نہ وہ نہین عالم کثرت کا برپا کرنے والا - اوسپر خواب اور اونگہ طاری نہین ہوتی - جو کچہ آسمان و زمین مین ہے اوسیکا ہے - کوئی بغیر اوسکے اذن کے شفاعت نہین کرسکتا - سب کے پوشیدہ و ظاہر حالات جانتا ہے کوئی ممکن اوسکے علم کا احاطہ نہین کرسکتا - مگر وہ جسقدر چاہے - اوسکی اطلاقی کرسی زمین و آسمان کی وسعت رکہتے مین - اور اوسے زمین و آسمان کی حفاظت گران نہین گذرتی اور وہ گرانباری سے بری ہے

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم ✤ وز ہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم

مجلس تمام گشت و بپایان رسید عمر + ماہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم

پس حسب آیہ وہو یطعم ولا یطعم وہ کہانے سے پاک ہے مگر کہلاتا ہے - اور آیہ واللہ بکل شیئ محیط کے مطابق تمام عالم کو اسطرح محیط ہے جیسے مطلق اپنے مقیدات کو - کوئی اوسے احاطہ نہین کرسکتا نہ مریض ہو نہ ہنسے نہ کسی سے کہانا نہ دینے اور عیادت نکرنے کی شکایت کرے مگر جب اوسے وجود کو مرتبہ بشرط شئے کے خصوصیت کے ساتہ لین - تو مرضت فلم تعدنی فرماتا ہے - یعنی مین بیمار ہوا تو تونے عیادت بہی نہ کی - مین بہوکا تہا تو تونے کہانا بہی نہ دیا - مگر مقام اطلاق مین ادب کی ضرورت ہے - گو بشرط

شے مین اوسے وجود مطلق مین بشرط شے کا اعتبار کرلیا ہے مگر اوسکی وحدت علی حالہ باقی ہے —
اور جب وجود کو لابشرط شے کے مرتبہ مین لین - کہ جو ذات دبشرط لا - و بشرط شے سبکا جامع ہے اس مرتبہ
مین نفس ذات کی نظر سے تمام مفہومات ذات وجود کے سوا منتفی کردیتے ہین - اور بشرط لا کے اعتبار سے
سواے ذات وجود و وجوب و احاطہ و قدم تمام مفہومات کی نفی کی جاتی ہے - اور بشرط شے کے تعین سے
تمام مفہومات عامہ کی نفی اور خاصہ کا ثبوت کیا جاتا ہے - تو اگر حقیقت کی نظر سے اہل کمال اپنی خصوصیت
سے منقطع ہوکر انی انا اللہ لا الہ الا انا کی صدا لگائین تو کیا خرابی ہے جیسے طور پر روح اعظم
نے تجلی فرما کر موسی علیہ السلام کو مژدہ روح افزا سنایا تھا ؎

روا داری انا الحق از درختے — چرا منکر شوی از نیک بختے

مولانا نیاز قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہین ؎

نیاز از حقیقت لایزال ولم یزل ہستم + و لے باین تعین نیست و نابود بود ہستم

پس اس مرتبہ لابشرط شے مین نحن اقرب الیہ من حبل الورید فرماتے ہین کہ ہم شہرگ سے بھی زیادہ قریب ہین
بیشک جو قرب عبد مقید کو رب مطلق کے ساتھ حاصل ہوتا ہے - وہ شہرگ کو کہان ہے - اور حسب آیہ
و ہو معکم اینما کنتم مقید کے ساتھ رب مطلق ہے اور آیہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ کے
موافق باہم منسوب ہون ذات خداوندی ہے - کہ لغت مین وجہ کے معنی ذات کے ہین - گو کسی خاص صورت
مین ہو ؎ ہمہ دلبری و نازست کہ بصورت نیازست + کہ نیاز شان خاص ست نہ شیوہ دلبربائی + خواہ بوجہ
غلبہ اسم فصل سمجھ مین نہ آوے مگر حدیث قرب نوافل سے ظاہر ہے کہ بندہ کے ہاتھ پاؤن سمع بصر وجود
مطلق ہوجاتا ہے - اور قرب فرائض مین اوسکی ذات ذات حق ہوجاتی ہے - مگر جو لوگ فرق مراتب کا جامہ
چاک کرکے آزاد ہوجاتے ہین وہ ملحد و زندیق ہین - کہ بشرط لا کے احکام بشرط شے مین خیال کرلیتے ہین -

باقی آیندہ -

رسید قیمت رسالہ

منشی منیر الدین حسن صاحب محرر تھانہ (عہ) مولوی عنایت اللہ صاحب مدرس چوہرہ (عہ) منشی احمد حسین
صاحب تعلقدار (عہ) منشی محمد امیر صاحب سب اورسیر (عہ) منشی تہور علی صاحب سب اورسیر (عہ)
منشی ظہیر الدین صاحب حیدر آبادی (عہ) ڈاکٹر کاظم علی صاحب (عہ) منشی غفور احمد صاحب
سپرنٹنڈنٹ (عہ) منشی عبد النبی خان صاحب تحصیلدار ڈگ (عہ) مولوی محمد شبلی صاحب (عہ)
منشی داراب خان صاحب ہیڈ کانسٹبل (عہ) بابو وزیر الدین صاحب اسٹیشن ماسٹر (عہ) میاں نعمت
الرحمٰن صاحب (عہ) میاں عبد الوحید صاحب (عہ) منشی عبد الغفور صاحب تھانہ دار (عہ)
منشی محمد عثمان صاحب ہیڈ کلرک (عہ) حکیم محمد حنیف صاحب (عہ) مولوی آباد خان صاحب
انسپکٹر (عہ) منشی ولی محمد صاحب جاگیردار (عہ) منشی الٰہی بخش صاحب تھانہ دار (عہ) مولوی محمد
نظام الحق صاحب ناظم (عہ) منشی تجمل حسین صاحب گرداور (عہ) منشی طالب حسین صاحب (عہ)
منشی حاکم علی صاحب (عہ) منشی نور حسین صاحب (عہ) محمد حسن علیخان صاحب اسٹوڈنٹ (عہ)
منشی عبد الماجد صاحب سررشتہ دار بندوبست (عہ) ضیاء الدین احمد خان صاحب (عہ) منشی اسرار حسین
خان صاحب تحصیلدار (عہ) میر اعظم علی صاحب سوداگر (عہ) منشی عبد الرحیم صاحب (عہ) مرزا امراؤ
بیگ صاحب زمیندار (عہ) منشی نظیر خان صاحب ہیڈ کانسٹبل (عہ) حکیم عالم علی صاحب جاگیردار کرشن گڈہ (عہ)
حافظ غلام محمد صاحب رسالدار (عہ) پنڈت رام ناتھ جی سپرنٹنڈنٹ پولیس (عہ) پروہت سری ناتھ جی حاکم دفتر کل (عہ)
حکیم سکندر علی صاحب (عہ) منشی علیم الدین صاحب کوتوال (عہ) میر قاسم علی صاحب نقل نویس (عہ) منشی عبد السلام
صاحب اورسیر (عہ) شیخ احمد صاحب ماسٹر (عہ) شیخ احمد صاحب ہیڈ کلرک کمشریٹ (عہ) حافظ منیر احمد صاحب
بیرسٹر (عہ) منشی بدھن خان صاحب انسپکٹر (عہ) سید نور الدین صاحب ناظر (عہ) منشی انندی لال صاحب
مینجر کھروا (عہ) حافظ اکرام اللہ صاحب کوٹہ (عہ) مولوی محمد ابراہیم صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ (عہ) مولانا
عبد القیوم صاحب ڈپٹی کمشنر انعام (عللہ) شیخ دوست محمد صاحب تھانہ دار کشمی (عہ) منشی سکندر خان
صاحب محرر تحصیل (عہ) ڈاکٹر لیاقت حسین صاحب (عہ) مولوی عبد القیوم صاحب انسپکٹر پولیس (عہ)

الطب

ہم نے اپنے رسالہ کے موضوعات بحث مین سے ایک مضمون طب بھی قرار دیا ہے۔ مگراب تک اوسکی نوبت نہین آئی تھی اسلئے ہم اس رسالہ سے شروع کرتے ہین۔ اور ایک نہایت عسیر العلاج مرض۔ ذیابطیس کا بیان لکھتے ہین۔ اول کچھ مجملاً ڈاکٹرون کی تحقیقات بیان کرتے ہین۔ پھر یونانی اطبا کی تشخیص کا حال سناتے ہین

ذیابیطیس

اطبائے فرنگ کی رائے یہ ایک مرض مزمن ہی۔ کہ جسمین مقدار مقررہ سے زیادہ پیشاب آتا ہے اور اوسمین شکر زیادہ آتی ہے۔ جسکی وجہ سے نہایت سستی پیدا ہوجاتی ہے۔ عضلات تحلیل ہوجاتے ہین اور بعض صورتون مین شکر نہین آتی مگر پیشاب کثرت سے آتا ہے۔ اس مرض کو سلس البول کہتے ہین اور زیادہ عسیر العلاج نہین ہے اسلئے اسکا بیان یہان نہین کرتے ؎

اب سنئے کہ اصلی حالت مین خون کے ایک ہزار حصومین ایک حصہ یا دو تین حصہ تک شکر ہوتی ہی جب اس مقدار طبعی سے خون مین شکر زیادہ ہوجاتی ہے تو وہ پیشاب کے ساتھ نکلنے لگتی ہے۔

اسباب پیدایش۔ شراب خواری کی کثرت۔ مٹھائی اور نشاستہ دار غذا زیادہ استعمال کرنا۔ اور کثرت فکر یا محنت چھوڑ دینا۔ دماغی محنت زیادہ کرنا۔ بے حد رنج وغم اٹھانا۔ جس سے اعصاب پر زیادہ زور پڑے اور وہ کمزور ہوجائین۔ ریاضت جسمانی کے بعد سرد پانی پینا۔ سردی کھانا۔ بھیگنا۔ دماغ اور ریڑہ کے مقامات مین چوٹ لگکر اعصاب کا ڈھیلا پڑجانا۔ امراض مفاصل ونقرس وآتشک کے بعد اعصاب کا سست پڑجانا۔

علامات۔ رات مین پیشاب زیادہ آنا۔ ۲۴ گھنٹے مین چالیس پچاس دفعہ تک پیشاب آنا۔ اسمین بیس پچیس اونس شکر ہوتی ہے۔ پیشاب کی بُو کا شیرین ہونا۔ چیونٹیون کا کثرت سے جمع ہونا۔ ابتدا بدن مین کاہلی۔ کمزوری۔ خفیف حرارت محسوس ہوتی ہے۔ مگر جب درجہ ترقی ہوجاتی ہے۔ اوسیقدر علامتین کھلتی جاتی ہین۔ پیاس اسقدر بڑہ جاتی ہے کہ کسیطرح نہین بجھتی۔ ہونٹ خشک مگر اندر ایک قسم کی چپکاہٹ ہوجاتی ہے۔ بدن کی جلد خشک اور کھرکھری ہوتی ہے۔ قبض بڑہ جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ قوت باہ اور ہر قسم کی قوتین زائل ہوجاتی ہین۔ ہاتھ پاؤن مین جلن معلوم ہوتی ہے۔ مگر چھونے سے ہاتھ پاؤن سرد

محسوس ہوتی ہیں۔ گوشت گھلکر صرف پوست واستخوان باقی رہ جاتی ہیں ہر وقت درد سر رہتا ہے

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بجائے دبلا ہونے کے مریض پھول جاتا ہے۔

فرق۔ پھر اس صورت میں کہ پیشاب میں شکر آتی ہے۔ ذیابیطس ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ بعض اوقات

اتفاقی طور سے پیشاب میں شکر آجاتی ہے۔

یونانی اطبا کی تشخیص

ذیابیطس کے معنے یہ ہیں کہ جیسے پانی پیا جاوے ویسے ہی نکل جاوے۔ اور اسمیں کوئی تغیر وتبدل نہ ہوگا

اور کبھی کبھی اوسمیں شیرینی بھی پائی جاتی ہے۔

علامات۔ پیاس کی شدت۔ پیشاب کا بکثرت آنا۔ اور سوزش نہ ہونا۔ پیشاب کی رنگت بالکل سفید کبھی

خفیف گدلی۔ اور کبھی قدرے پیازی۔ پانی پیکر تسکین نہ ہونا۔ پوست بدن کی بے رونقی اور ملنے سے

سفید ہوجانا۔

اسباب۔ حرارت کے سبب گردہ کا مزاج طبعی بگڑ جانا۔ یعنی قبل اسکے کہ جگر پانی میں کچھ تصرف کرے

گردہ اپنی حرارت کے سبب جگر سے پانی کھینچ لے۔ اور بوجہ ضعف کے اوس پانی کو وہان نہ ٹھہرا سکے

اسلئے مثانہ کیطرف دفع کردے اور مثانہ بوجہ ثقل اور وزن کے اوسے پیشاب کے راستہ نکال دے

وہ پانی جب گردہ سے مثانہ میں پہونچ جاوے گردہ کو پھر اپنی گرمی بجھانے کیلئے پانی کی ضرورت درپیش

ہوگی اور وہ جگر سے تمام مائیت کھینچ کر اوسیطرح مثانہ کی طرف دفع کرتا رہے۔ اسی طرح گردہ میں اسٹ کی

کیفیت طاری رہتی ہے۔ کہ ادہر سے پانی کھینچا اور ادہر نکال دیا۔ اسی وجہ سے اس مرض کا نام دولاب

رکھا گیا ہے۔ کہ دولاب ارٹ کو کہتے ہیں۔ اور نیز ذیابیطس کی وجہ سے جگر کے مزاج میں حرارت پیدا ہوجاتی ہے

علاج۔ جو کا پانی۔ شربت انار ترش وانگور ترش۔ وشربت حماض۔ واملی وغیرہ۔ اور قرص ذیابیطس

جسکا یہ نسخہ ہے۔ طباشیر کبود ۶ ماشہ۔ ربالسوس ۶ ماشہ۔ تخم خرفہ ۱۲ تولہ۔ تخم کاہو ۱۲ تولہ۔ تخم حماض ۱۰ ماشہ کشنیز خشک ۱۰ ماشہ۔ گل ارمنی۔ صندل سفید

گلنار۔ سماق۔ صمغ عربی کوٹ کر چھانکر خرفہ کے پانی میں ملاکر قرص بنالیں۔ اور چھ ماشہ کھلائیں۔ اور گردہ

پر کافور وصندل وجو کے ستو کا ضماد کریں۔ اور ترش چیزوں کا زیادہ استعمال کریں۔

دوسرا سبب گردہ مین خون کا سست ہوجانا اور قوت ماسکہ یعنی روکنی والیکا جاتا رہنا - خواہ بوجہ چوٹ کے یا ضعف کے . اسکا علاج قوت پہونچانا ہے -

تیسرا سبب . سردی کی کثرت سے گردہ کا مزاج خراب ہوکر قوت امساک جاتی رہے - جیسے عرصہ تک ٹھنڈی پانی سے نہانا - بھیگنا - ورزش کے بعد ٹھنڈا پانی پینا برف کہانا - ان تمام اسباب سے قوت ماسکہ ضعیف پٹھے ڈھیلے پڑجاتے ہین کہ پانی کو ٹھہرا نہین سکتے -

فرق . سود مزاج حار و بارد مین یہ فرق ہے کہ مزاجی حرارت کیحالت مین نبض متواتر اور سریع ہوتی ہے سردی مین مرض کسیقدر کمی سے رہتا ہے . پیشاب مین ایکقسم کا رنگ بہی آتا ہے - اور بارد مین یہ اسباب نہین ہوتے .

علاج - سرد معجونین کہلائین - گرم چیزین ضماد کرین - خصوصاً بابونہ اور روغن بابونہ کی مالش نہایت مفید ہے -

ہمارے ذاتی تجربہ مین ذیابیطس کے لئے بالخاصہ ایک نہایت مفید گولیان ثابت ہوئی ہین یہ گولیان تین ہفتہ مین اچھا خاصہ فایدہ دکہلا دیتے ہین - چند مایوس العلاج بیماران کے سبب فضل آلہی سے تندرست ہو چکے ہین - اسلئے ہم بہ نظر رفاہ عام مشتہر کرتے ہین - کہ یہ گولیان ایک مریض کے پورا فایدہ پہونچانے کے واسطے چار تولہ کافی ہین - جنکی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہے - جن صاحبون کو ضرورت ہو بذریعہ ویلیو پے ایبل مالک رسالہ سے طلب کرین - مگر بہتر ہوگا کہ مرض کے کچھ حالات بہی لکہدین تاکہ گولیون کے ہمراہ بدرقہ مناسب مین مزاجی حالت وغیرہ کی رعایت کیجائے -

المشتہر - محمد مظہر الہادی عفی عنہ مالک رسالہ

شربت مصفی

یہ شربت نہایت مصفی خون ہے . آتشک کے فساد اور سوداویت کی ترقی سے چہرہ پر جو تیرگی - کدورت - جہائیان چھیپ سیاہ داغ پیدا ہوجاتے ہین - بدن پر دانے ہوجاتے ہین - قبض رہتا ہے - کبھی کبھی دردسر ہونے لگتا ہے - طبیعت کی گھبراہٹ اختلاج قلب - نزلہ اوسکے لئے نہایت ہی مفید ہے -   ان سب کا علاج

سفوف بواسیر

یہ سفوف خونی اور بادی بواسیر کیلئے بیحد مفید ہے۔ صرف ایک ہفتہ کا استعمال کافی ہے۔ بفضل ایزدی تمام شکایتیں دور ہوجاتی ہیں۔ سات خوراک کہایا جاتا ہے۔ فی خوراک ۸ آنہ مع محصول ڈاک۔

کشتہ نقرہ جریان کیلئے

یہ چاندی کے ورقون کا سادہ کشتہ ہے کسی قسم کی مضرت نہیں پہونچاتا۔ دودہ کے ہمراہ استعمال کرنے سے بیسیون برس کا جریان ہفتہ بھر مین جاتا رہتا ہے۔ ہر مزاج کے موافق آتا ہے۔ تین ماشہ ایک آدمی کے لئے کافی ہے۔ تین ماشہ کی قیمت للعہ

ریگ وضعف گردہ ومثانہ

یہ بہی چاندی کا ہی کشتہ ہے جو اوپر درج ہے۔ امراض بالا کے لئے زیادہ مفید ہے۔ ضعف دماغ کے لئے خصوصاً طالب علمون کو نہایت نافع ہے حافظہ بڑہاتا ہے۔ چہ ماشہ ایک آدمی کو کافی ہے۔ فقط چہ ماشہ ۶؎ چہ روپیہ کا اور تولہ بھر ۵؎ کا

دواے خارش

یہ مجرب دوا خارش کے دفع کرنے مین شفاے عاجل دکہلاتی ہے۔ ایک آدمی کیلئے عہ مع محصول ڈاک

بچھو کے کاٹنے کا علاج

یہ بےنظیر حیرت انگیز عجیب دوا ہے کہ جسکے پورے اثر سے سخت تعجب وحیرت ہوتی ہے۔ سرمہ کی طرح ایک دفعہ آنکہہ مین لگاتے ہی کل تکلیف جاتی رہتی ہے۔ قیمت آٹھ آنہ مع محصول ڈاک۔

سرمہ سفید

یہ سرمہ بڑہاپے کی کدورت چشم۔ جالہ۔ پہولہ۔ دہند کے لئے مخصوص ہے۔ ایک آدمی کیلئے قیمت عہ

المشتہر ۔ مالک رسالہ مظہرالاسلام اجمیر شریف

سفوف بواسیر

یہ سفوف خونی اور بادی دونون قسم کی بواسیر کو چودہ روز مین بالکل زائل کر دیتا ہے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے

اعلان

منظہر الاسلام تین چار ماہ سے آپکی خدمت گذاری کر رہا ہے۔ ابتک بعض حضرات نے خریداری و عدم خریداری سے ہمین مطلع نہین فرمایا۔ بہت سے حامیان اسلام نے پیشگی قیمت سے ہماری دستگیری فرمائی۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ باقی حضرات بھی توجہ فرمائین۔

مضامین ذیل منظہر الاسلام کیلئے ہمنے مقرر کئے ہین۔

(۱) ۸ صفحہ مین قرآن شریف کی تفسیر عام فہم اُردو مین۔ (۲) مخالفین اسلام کی مسلمہ کتابون سے اسلام کی بہی پیشین گوئیان (۳) حدیثون کا تعارض یا جو آجکل مخالفین اعتراض کرتے ہین وہ رفع کئے جائینگے۔ (۴) مضامین تصوف (۵) گذشتہ نامور مسلمانون کے حالات (۶) تحقیقات جدیدہ کے دلچسپ مسائل (۷) مسائل طب (۸) اسلامی تمدن و تدبیر منزل

جو صاحب **منظہر الاسلام** کی خریداری منظور نہ فرمائین وہ براہ عنایت کل پرچہ واپس بہیجدین اور اپنا صاف نام لکھدین تاکہ اون کا نام زمرۂ خریداران سے خارج کر دیا جاے۔ شوال تک رسالہ وقت پر شاید نہ پہونچے گا۔ کیونکہ ایڈیٹر کو ماہ شوال تک سفر درپیش ہے مگر انشاء اللہ اسکے بعد ٹھیک وقت پر رسالہ پہونچا کریگا۔

رسالہ کی قیمت اون روسا سے جنکی آمدنی کم از کم دو سو روپیہ ماہوار ہے للعہ سال پیشگی اور معمولی حضرات سے عہ سال مقرر ہے جملہ خط و کتابت پتہ ذیل سے ہونی چاہیئے۔

المشتہر

ابو المویّد حکیم محمد منظہر امدادی سہیل امروہی۔ کوٹھی نواب حاجی محمد خان صاحب مرحوم۔ اجمیر شریف

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

بابت ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۳ ہجری جلد (۱) نمبر (۴)

صداقت و تحقیق کا آئینہ حقایق علمیہ کا گنجینہ اعنی رسالہ

مظہر الاسلام

بسرپرستی حضرت زبدۃ المفسرین قدوۃ المحدثین مولانا حکیم سید محمد حسن صاحب قبلہ امروہوی

خادم الاسلام ابوالموید (حکیم) محمد مظہر الہادی سہیل امروہوی نے

مطبع الٰہی دین چھپوا کر اجمیر شریف کوٹھی نواب جلجی محمد خان

صاحب مرحوم سے شائع کیا

سالانہ قیمت معہ ماسے للعہ معمولی محصول کے عہ پیشگی

اعلان

مظہر الاسلام تین چار ماہ سے آپ کی خدمت گذاری کر رہا ہے۔ ابتک بعض حضرات سے خریداری و عدم خریداری سے ہمین مطلع نہین فرمایا۔ بہت سے حامیان اسلام نے پیشگی قیمت سے ہماری دستگیری فرمائی۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ باقی حضرات بھی توجہ فرمائین۔

مضامین ذیل مظہر الاسلام کیلئے ہمنے مقرر کیے ہین۔

(۱) ۸ صفحہ مین قرآن شریف کی تفسیر عام فہم اردو مین۔ (۲) مخالفین اسلام کی مسلمہ کتابون سے اسلام کی بدیہی حقیتین کو بیان (۳) حدیثون کا تعارض یا جو آجکل مخالفین اعتراض کرتے ہین وہ رفع کیے جائینگے۔ (۴) مضامین تصوف (۵) گذشتہ نامور مسلمانون کے حالات (۶) تحقیقات جدیدہ کے دلچسپ مسائل (۷) مسائل طب (۸) اسلامی تمدن و تدبیر منزل

جو صاحب **مظہر الاسلام** کی خریداری منظور نہ فرمائین وہ براہ عنایت کل پرچہ واپس بھیجدین اور اپنا صاف نام لکھدین تاکہ اون کا نام زمرۂ خریداران سے خارج کر دیا جاوے۔ شوال تک رسالہ وقت پر شاید نہ پہونچے گا۔ کیونکہ ایڈیٹر کو ماہ شوال تک سفر درپیش ہے مگر انشاء اللہ اسکے بعد ٹھیک وقت پر رسالہ پہونچا کریگا۔

رسالہ کی قیمت اون روساسے جنکی آمدنی کم از کم دو سو روپیہ ماہوار ہے للعہ سال پیشگی اور معمولی حضرات سے عہ سال مقرر ہے جملہ خط وکتابت پتہ ذیل سے ہونی چاہیئے۔

المشتہر

ابو المؤید حکیم محمد مظہر امدادی سہیل امروہی۔ کوٹھی نواب حاجی محمد خان صاحب مرحوم۔ اجمیر شریف

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

بابت ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۳ ہجری مجلد (۱) نمبر (۴)

صداقت و تحقیق کا آئینہ حقایق علمیہ کا گنجینہ اعنی رسالہ

مظہر الاسلام

بسرپرستی حضرت زبدۃ المفسرین قدوۃ المحدثین مولانا حکیم سید محمد حسن صاحب قبلہ امروہوی

خادم الاسلام ابوالموید (حکیم) محمد مظہر الہادی سہیل امروہوی نے

مطبع الٰہی میں چھپوا کر اجمیر شریف کوٹھی نواب حاجی محمد خان

صاحب مرحوم سے شائع کیا

سالانہ قیمت مدرسانے للعہ معمولی اشخاص سے عہ پیشگی

بسملہ

الٰہی تا ابد باشی باقبال

جوان بخت وجوان دولت جوان سال

یہ تو سب جانتے ہین کہ دنیا فانی ہو۔ مگر ایسے بہت
کم لوگ ملین گے جنہین دنیا مین باآبرو رہنے اور خدا
کے سامنے سرخرو جانے کی فکر ہو کہنے کو تو لاکہ
ہین مگر کرنے کو تو ہمارے معزز قدردان اور فیاض
[illegible]نان معین الاسلام عالیجناب معلی القاب جناب

نواب عالمگیر محمد خان صاحب بہادر

ہین۔

کہ جن کی سرپرستی اور فیاضانہ بخشش نے ہمارے
امیدمین کامیابی کے پہول کہلا دئے۔

آپ کی ذراسی توجہ سے اس اسلامی رسالہ کے قدم
جم گئے مظہر الاسلام کو شائع ہوتے دیر نہ ہوئی تہی
کہ آپنے سو روپیہ کا منی آرڈر بہیجدیا۔ ہم کسی طرح
آپ کی مدح وستایش مین زبان نہین کہول سکتے۔ کیونکہ
یہ اعانت آپکی فیاضی کی ادنی مثال ہے یقین ہے
کہ آپ ہمیشہ اسی طرح سرپرستی فرماتے رہین گے

ع اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

ہم گیا اور ہمارے تحریر کیا۔ جو اسپنے محسن قدیم فضیلت
مآب مستغنی عن الالقاب ابوالانوار نواب **محمد رستم
علیخان** صاحب چشتی نظامی صابری اکبرآبادی
کی اس فیاضی کا شکریہ ادا کرسکین کہ جناب ممدوح نے
رسالہ مظہر الاسلام کی ضرورتون پر نظر فرماکر بے
تامل مبلغ ایکسو تینتیس روپیہ ہمارے حوالہ کردئے

ہمارے ہردل عزیز ممدوح نے ضروریات
دینی کے پورا کرنے مین اعلی درجہ کی شہرت پیدا کی ہے۔

یہ حضرت ہمیشہ سے نہایت علم دوست نہایت وسیع خیالات
بظاہر رئیس و بہ باطن فقیر ہین۔

آپکی تصنیفات مین سے علم تصوف مین حدایق المعارف
نہایت ادق اور پر لطف کتاب ہے ۔

ہم نے سنا ہے کہ نواب صاحب موصوف آجکل
فوائد الفواد شریف کی شرح تحریر کررہے ہین۔ دیکہیے
ہمارے منتظر اور سراپا شوق آنکہین کب اوس بینظیر
شرح کی زیارت سے مشرف ہون ۔

ضروری التماس

حامیان اسلام کی بیحد عنایتون نے ہمین کر دیا کہ اونہین رسالہ کی اش
خیال ہی نہین بلکہ فکر و توجہ بھی ہے۔ اوسکی ایک مثال یہ ہی کہ ہمارے پاس بعض عالی حوصلہ فیاض طبع
روساکے خطوط اس غرض سے آئے کہ مظہر الاسلام کی قیمت بالعموم ڈیڑہ روپیہ سال نہ ہونی چاہئے
کیونکہ جب اہل اسلام کے درجات تمول متفاوت اور مختلف ہین تو اونکی حیثیت و عزت کے موافق رسالے
کی قیمت بھی زیادہ ہونی چاہئے۔ اسلئے ہم اون حضرات کی باوقعت تحریک کا شکریہ ادا کرکے
اون رئیسون سے جن کی کم سے کم دو سو روپیہ ماہوار آمدنی ہے۔ اور زیادہ سے دو ہزار روپیہ ماہوار
ساڑھے چار روپیہ سال مقرر کرتے ہین۔ اور امراے باقتدار سے اونکی قدردانی پر چھوڑتے
ہین تھے ہمارے معمولی معزز معاونین اونسے وہی ڈیڑہ روپیہ سال کافی ہی۔

تعجب ہے کہ بعض حضرات نے مظہر الاسلام کے ویلیوپے ایبل باوجود اطلاع دہی و درخواست
خریداری واپس کردی۔ بعض حضرات نے اول نمبر رکھ لئے اور دوسرے واپس کردئے
اسلئے اب جن صاحبون کو خریداری مین عذر ہو وہ براہ عنایت کل رسالہ واپس فرمائین۔ اور اپنا
نام بھی لکھدین تاکہ آیندہ اونکا نام فہرست خریداران سے کاٹ دیا جاے ٭

مہتمم

اسمائے معاونین رسالہ جنھون نے حسب ذیل خرید عنایت فرمائے

جناب مولوی سید شبیر حسن صاحب نائب مہتمم دفتر کل	۴۵	جناب صاحبزادہ محمد رمضان صاحب	۵
جناب مولانا سید احمد صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ	۱۵	جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ نہر	۴
جناب مولانا ابو المکارم بقا حسین خان صاحب فلکی	۱۵	جناب قاضی ظہور احمد صاحب	۲
جناب مولوی محمد حلیم صاحب رودلوی	۹	جناب سید قمر الدین حسن صاحب تحصیلدار	۱
جناب منشی ناظر الحق صاحب سکوت	۷	جناب بابو وزیر الدین صاحب اسٹیشن ماسٹر	۱
		جناب منشی احمد حسن صاحب ڈپٹی انسپکٹر	۱

اشراقیین کی اصطلاح مین رب النوع کہلاتی ہے۔ اور فلاسفہ اسکو ارواح و نفوس اور عامل لوگ موکل کہتے ہین مگر یہ ربوبیت ایک دو عالم کی ہوتی ہے جیسے آفتاب کی ربوبیت حرارت و یبوست پر اور ماہتاب کی ربوبیت رطوبت و برودت پر۔ وعلی ہذا تیسری ربوبیت مطلقہ یعنی تمام عالمون کی پرورش۔ یہ ربوبیت قابل عبادت باری ہے۔ کہ جو خاص خداے تعالی کی صفت ہی۔ اسی لئے جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ و ما رب العالمین تو آپنے فرمایا رب السموات والارض و ما بینہما اوس نے ماہیت سے سوال کیا آپ نے صفت بیان فرمائی۔ فرعون کو اس سعنی سے تعجب ہوا۔ مگر نہ سمجھا کہ رب العالمین کی ماہیت کب بیان مین آسکتی ہے۔ پھر دوبارہ موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپنے فرمایا ربکم و رب اباءکم۔ پہلی آیت پروردگار کی ربوبیت مکانات مین عام طور سے تبلائے تھے اور دوسرے جواب مین ربوبیت زمانی فرمائی تبھی فرعون کو تسلی نہ ہوئی اور تعجب بڑہا سہ بارہ پوچھا اور موسیٰ نے یہ جواب دیا کہ رب المشرق والمغرب ما بینہما یعنی اوسکی ربوبیت جیسے مکانون اور زمانون مین عام ہے ویسی ہی اوضاع غیر متناہیہ مین بھی عام ہے پس تینون جواب سے ظاہر ہوا کہ پرستش کے لایق وہی ہستی مطلق ہے کہ جس کا ہر موجود محتاج ہے۔ اور مراد اسکی ربوبیت ربوبیت مطلقہ ہی کہ جو مشرق و مغرب مقدم و موخر ارض و سماء سب کو اس طرح محیط ہی۔ جیسے مطلق اپنے مقیدات کو محیط ہوتا ہے۔

الرحمٰن الرحیم

جو کہ تمام کائنات کا قابل اور جامع جمیع صفات و اسماء ہے۔ یہ جسطرح اپنی رحمت جامعہ سے عالم ارواح وغیرہ پر رحم کرنے والا ہے۔ کہ حسب قابلیت ہر ایک کو اپنے اپنے موقع و مرتبہ و درجہ پر ظہور مین لاتا ہے۔ ویسے ہی عالم آخرت مین رحمت سے کام لیگا۔ جب بندہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو حدیث کے موافق حق تعالے فرماتا ہے۔ کہ بندہ نے میری ثنا کی۔ تو عین بندہ کا یہ کہنا۔ حق کا یہ کہنا ہے کہ بندہ نے میری ثنا کی۔ پہلی مرتبہ الرحمن الرحیم کے بعد خداوند عالم نے یہ کہا تھا کہ بندہ نے مجھے یاد کیا اور الحمد للہ رب العالمین پر ارشاد ہوا کہ بندہ نے میری حمد کی۔ اور دوسری دفعہ رحمن و رحیم کے بعد ارشاد ہوا کہ بندہ نے میری ثنا کی۔ کہ میرے کام کو بے نتیجہ و لغو نہ سمجھا۔ اس سے واضح ہوا کہ اگر تسمیہ جزو فاتحہ مانا جاوے تو الرحمن الرحیم کی تکرار لانے مین فصاحت و بلاغت قرآنی اور زیادہ

ہوتی ہے۔

مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

مالک، روز دین یعنے جزا و سزا کا۔ واضح ہو کہ خداوند عالم کا اسم مبارک جواد ہے۔ مگر جواد کے ساتھ مصلحت کی رعایت بھی فرماتا ہے۔ تاکہ جو مسلمان حدیث کی رو سے دنیا مین گرفتار دوزخ تھے اونکو آسایش و آرام عطا فرماے اور جو ظالم کافر یہان جنت مین تھے اونہین وہان دوزخ مین بھیجے کہ آرام و راحت کی قدر ہو کیونکہ ہر شے ضد سے پہچانی جاتی ہے ؎

مزا وصال کا کیا گر فراق یار نہ ہو　　نہین ہے نشہ مین خوبی اگر خمار نہ ہو

اسلئے اوسکا یہین جود ہے کہ کفار کو تا احقاب تکالیف دوزخ مین مبتلا فرماے تاکہ اون مین راحت پانے کی لیاقت پیدا ہو جاے۔

جب بندہ مالک یوم الدین کہتا ہے تو حق تعالے فرماتا ہے کہ بندے نے میری تمجید کی یعنے دوسرے کے تصرف سے بیزار ہوا کیونکہ مالکیت کو محض خداے تعالے ہی مین حصر کیا۔ خدا جانے جو لوگ مخلوق کو مغایر خالق سمجھتے ہین وہ مباین کو تکلیف دنیا کیسے جایز کر لیتے ہین۔ ایک شخص کو خود ہی پیدا کرنا اور خود ہی اعمال بد کی توفیق دینا اور خود ہی دوزخ مین بھیجنا یہ کونسا جود و کرم ہے۔ بھلا جسکی نسبت خدا کو یہ علم تھا کہ یہ کفر و ظلم کرے گا اوسے پیدا ہی کیون کیا۔ ایک کو نیکی کی توفیق دے دوسرے کو بدی کی ترجیح بلا مرجح ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اعتراض ہے جو عامہ اہل اسلام پر واقع ہوتا ہے مگر الحمد للہ کہ اہل وحدت وجود اس سے بری ہین۔ کیونکہ وہ ہر ظہور کو کمال جانتے ہین۔ اور ہر کام کو حسب انتظام عالم سمجھتے ہین۔ یعنی جو شے جتنی اور جسقدر ہو سکتی تھی۔ ویسی ہی بنائے۔ چار چوک سولہ ہی ہو سکتے تھے اونہین سترہ نہین کیا۔

اور نیز وہ اس اعتراض سے بھی بری ہین کہ آیا ایجاد عالم کے حق کو کچھ ضرورت تھی۔ یا بے فایدہ۔ اگر ضرورت تھے تو احتیاج لازم آتی ہے۔ اور بے فایدہ کیا تو فضولیت پائی جاتی ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ دفع اعتراض کی یہ صورت ہے۔ کہ اہل وحدت کے نزدیک نہ خدا کو غرض تھے نہ بے فایدہ ایجاد فرمایا۔ بلکہ بہ سبب حب ذاتی کمال رحمۃ سے کمالات کا اظہار فرمایا ؎

شد چو حب نظارہ دامن گیر — گشت مطلق بدام قید اسیر

اور اگرچہ خدا وند عالم کو ہر وقت مالکیت حاصل ہے۔ مگر مالک یوم الدین مین دین کی قید کیوجہ یہ ہے کہ اوس روز ہر مومن و مشرک خرد و کلان دیکھ لینگے کہ مالکیت خدا کو اور مملوکیت بندون کو حاصل ہے۔ آج تو چون و چرا کرتے ہین قیامت کے روز ندامت و سکوت کے سوا کچھ بن نہ آویگا۔ افسوس کہ اوس وقت کی ندامت و پشیمانی محض بے فایدہ ہوگی۔ جو کچھ فایدہ مند ہو سکتے ہین وہ دنیا کے اعمال و عبادت۔ اسلئے فرمایا

اِیَّاکَ نَعْبُدُ

ہم تیرے ہی عبادت کرتے ہین۔ اسمین ایاک مفعول اور نعبد فعل ہی اور یہ قاعدہ ہے کہ جب فعل پر مفعول مقدم لاتے ہین تو وہ تخصیص کا فایدہ دیتا ہے۔ اگر نعبد ایاک کہا جاتا تو یہ مطلب پورا نہ ہوتا۔ کیونکہ یہان تو یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ ہم صرف تیرے ہی عبادت کرتے ہین تو ہی ہمارا معبود ہے۔ اور نعبد ایاک کے یہ معنے ہین کہ ہم تیری عبادت کرتے ہین۔ اس صورت مین ممکن تھا کہ ہم خدا کی بھی عبادت کرتے اور بتون کی بھی پرستش کرتے کیونکہ عبادت کا حصر تو خدا پر تھا ہی نہین۔

دوسرے یہ بات ہے کہ عبادت کرنے والے پر لازم ہی کہ ہر عبادت مین معبود کی طرف توجہ مقدم رکھے اور یہ سمجھے کہ میری عبادت وسیلہ و واسطہ ہی معبود سے تقرب حاصل کرنیکا ممکن ہی کہ وابتغوا الیہ الوسیلہ مین یہ بھی داخل ہو۔ عبادت کے معنے۔ عاجزی۔ انکسار۔ ذلت۔ کہ جو کسیکی تعظیم کے لئے عمل مین لائین۔ اوسکی دو قسمین ہین۔ ایک وہ جو کہ بظاہر اعضاے بدن سے مخصوص ہو۔ اور دوسرے وہ کہ جو باطنی قوتون سے علاقہ رکھتی ہو۔

ان دونون قسمون کے دو دو درجہ ہین۔ ایک یہ کہ ثواب کی خواہش عذاب کے خوف سے عبادت کرے دوسرے یہ کہ خدا کیواسطے عبادت کرے۔ اسکے دو درجہ ہین۔ ایک تو وہ کہ جسمین بندہ کے اعضا و افعال و اقوال خدا کے ہو جاتے ہین جیسے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ مین بندہ کے وہ ہاتھ ہو جاتا ہون جس سے کام لیتا ہے وہ پاؤن ہو جاتا ہون جس سے چلتا پھرتا ہے وہ آنکھین ہو جاتا ہون جس سے دیکھتا ہی الخ دوسرا وہ درجہ ہی کہ جسمین بندہ کی ذات۔ حق تعالے کی ذات مین فنا ہو جاتی ہے یہ وہ عظیم الشان مرتبہ

ہے کہ یہاں پہونچکر ہر شخص خود اپنی ہی عبادت کرتا ہے ۔
اور لفظ نعبد کے لانے مین یہ مصلحت ہی کہ اگر اعبد کہتے تو یہ معنی ہوتے کہ مین تیری عبادت کرتا ہون
اور نعبد مین ایک قسم کا انکسار ہی کہ مین کیا چیز ہون ہم سب کے سب تیرے ہی عبادت کرتے ہین ۔

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

اور ہم خاص تجھ ہی سے نہ ہی عبادت خاصہ مین مدد مانگتے ہین ۔ کیونکہ بغیر تیری اعانت کے ہم تیری عبادت گذاری مین کامیاب نہین ہو سکتے ۔

ان دونون جملون سے دو فرقون کی تردید مطلوب ہے ۔ ایک جبریہ جنکا یہ خیال ہے کہ ہمین کچھ اختیار حاصل نہین ۔ پتھر مٹی کی طرح ہم سے بے اختیار اضطراری حرکتین صادر ہوتی ہین ۔ دوسرا قدریہ جو ہر قسم کے افعال کو اختیاری جانتا ہے ایاک نعبد سے تبلایا گیا ہے کہ عبادت ہمارا فعل ہی ۔ اور ایاک نستعین سے یہ کہ بغیر اوسکی مدد کے کچھ نہین ہو سکتا ۔ ہمین جتنا اختیار وہ دیتا ہے اوسکے مطابق کرتے ہین ۔ یہ دونون فرقہ مردود ہین جبریہ تو یون کہ تکلیف شرعی کو بالاے طاق رکھدیتے ہین ۔ اور قدریہ اسلئے کہ کارخانہ خالق مین دست اندازی کرتے ہین ۔

بعض اہل تصوف نے استعانت سے ایک عجیب نکتہ نکالا ہے گو الفاظ مساعدت کم کرتے ہین مگر بسان اشارہ ہے کہ ہم تجھسے عینیت چاہتے ہین ۔ کہ فراق متخیلہ کی نفی کر کے محو ذات ہو جائین ۔ اسکی نسبت اللہ تعالے اپنی کلام مبارک مین یہ فرماتا ہے ۔ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اے نفس مطمئنہ (جو عبد مقید) اپنے پرور دگار رب مطلق کی طرف رضا و رغبت کے ساتھہ متوجہ ہو اور اوسکا بندہ بنکر اوسکی جنت مین داخل ہو ۔ یعنی ذات حق مین محو و مخفی ہو جا سے ۔ کہ جنت بمعنی پوشیدہ بھی آتی ہے اس سے وہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے جسکی نسبت حضرت مولانا روم فرماتے ہین ۔

دست او را حق چو دست خویش خواند   تا ید اللہ فوق ایدیہم بر اند

کمال تو یہ ہے کہ عبد مقید کی ذات ۔ حق تعالے کی ذات مطلقہ مین شہود اً محو ہو جاوے ۔ اسی نماز کی نسبت حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے الصلوۃ معراج المومنین فرمایا ہے ۔ کیونکہ جسطرح حق تعالے اپنے

کی صورت تک متنزل ہوا ہی - ویسے ہی اسمین عبد مقید مقام ذات کی طرف عروج پاتا ہی مگر

کلاہ خسروی و تاج شاہی ۔۔۔ بہرکل کے رسد حاشا وکلا

ہر شخص کو یہ رتبہ کہان ملسکتا ہے - ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء، یہ تو خدا کا فضل ہے جسے چاہے اوسے دے - جبپر اوسکی عنایت سبقت فرمائی وہی فیض یاب ہو سکتا ہے - ہان دعا کرنا خواستگار و طالب رہنا ضرور ہے

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود ۔۔۔ مرد باید کہ ہراسان نہ شود

بندہ کا یہ فرض ہے کہ اپنی پروردگار سے خواہان خیر رہے - اور ہمت نہ ہارے - ہر وقت و ہر لحظہ دعا مین مصروف رہی کیونکہ حدیث مین آیا ہے - الدعاء مخ العبادۃ دعا عبادت کا مغز اور اصل ہی فی الحقیقت جو عجز و انکسار دعا مین ہی وہ کسی اور شے مین نہین - جسطرح دعا عبادت کی اصل ہی اسیطرح دعا کی اصل ذلت و انکسار ہی - اگر ہمت باندہی ہوئی ریاضت و محنت کرتا رہیگا تو امید ہی کہ نجات کا سیدہا راستہ مل ہی جائیگا جسکی نسبت ارشاد ہی -

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

ہمین سیدہا راستہ بتلا - یعنی راہ توحید -

ہدایت کے معنے - ارائۃ الطریق یعنی راستہ بتلانا - مگر اوسکے خاص خاص استعمال سے مختلف معنی بدل جاتے ہین - جب ہدایت کا لفظ الے کے ساتھہ استعمال کیا جاتا ہے - وہان ارائۃ الطریق اصلی معنی لئے جاتے ہین جیسے انک لتہدی الی صراط مستقیم یعنے تو سیدہا راستہ بتلاتا ہے - اور ہتدی پر لام نافعہ داخل کرنے سے ایصال الی المطلوب (یعنی مطلب تک پہونچا دینا) کے معنے ہوجاتے ہین جیسے ہدی للمتقین یعنے یہ کتاب متقیون کو مطلب تک پہونچا دیتی ہی - اسیطرح جب ہدایت ہتدی کی طرف متعدی ہو تب بہی ایصال الی المطلوب کے معنے آتے ہین - جیسے ان اللہ لا یہدی القوم الفاسقین - یعنے اللہ تعالے فاسقون کو کامیاب نہین فرماتا - اور انک لا تہدی من احببت[1] - یعنی تو جسے چاہے کامیاب نہین کر سکتا

[1] اس آیت کا منطوق مثل آیت و ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کے ہی - اور شان نزول یہ ہی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب پر ایمان پیش کیا اور وہ اس شرم سے ایمان نہ لائے کہ چہوٹے بہتیجے کے تابع ہونا شرم کی بات ہی - تو اللہ تعالے نے فرمایا کہ جیسے چاہے تو ہدایت نہین کرتا - بلکہ وہ ہدایت تو ہم کرتے ہین تیرا ہدایت کرنا عین ہمارا ہدایت کرنا ہی - تیری ہدایت میری ہی ہدایت ہی ۱۲

اگر کوئی یہ کہے اما ثمود فهدینا هم فاستحبوا العمی علی الهدی کی بہی یہی شکل ہی۔ گروہ گروہ تو کافر ہوگیا تہا اوسکا جواب یہ ہی کہ اکثر قوم ثمود ایمان لاکر مرتد ہوگئی تہی۔ اگر سرے سے ہی کوئی شخص اونمین ایمان نہ لاتا تو یہ قاعدہ قایم نہین رہتا۔ اور اس صورت مین توایصال لے المطلوب ہوا مگر اون بدقسمتون کی تیرہ باطنی کہ مرتد ہوگئے۔

فایدہ۔ اگرچہ اہدنا کے طلب سے ظاہر ہے کہ راہ مستقیم سے خاص طریقہ اسلام ہی مراد ہے مگر ہر مذہب والا کر سکتا ہے کہ راہ مستقیم ہمارا ہی راستہ ہین۔ دوسرے یہ کہ حسب آیہ ربنا من وابنتلاہم واخذ بناصیتہا ان ربی علی صراط مستقیم ہر چلنے والا یہ جانتا ہے کہ میرا ہی راستہ سیدہا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے کے حکم ارادے سے اہل جنت سیدہی جنت کے راستہ پر اور اہل دوزخ دوزخ کے راستہ پر سیدھی ہین۔ اسلئے حکم شرعی کی خصوصیت کی ضرورت ہی۔ نظر بران ارشاد

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

اون لوگون کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا۔ ان لوگون کی قرآن شریف مین دوسرے مقام پر چار فرقہ کے ساتھہ تفسیر فرمائی ہے۔ انبیا۔ صدیقین۔ شہدا۔ صالحین۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ یعنے جو خدا و رسول کی اطاعت کرے اور اونکے ارشاد پر عمل کرے۔ وہ اون لوگون کے ساتھہ ہوگا جن پر خدا وند عالم نے انعام و احسان فرمایا۔ اور وہ انبیا و صدیقین و شہدا و صالحین ہین اور یہ گروہ اچھا رفیق ہے۔ معلوم ہوا کہ پسندیدہ راستہ ان ہی لوگون کا ہی پس اہدنا الصراط المستقیم مین راہ حق کی طلب ہے اور صراط الذین انعمت علیہم مین طلب رفیق ہے کہ الرفیق ثم الطریق فرمایا گیا ہے۔

تفصیل حقایق

نبی نبوت سے مشتق ہے اور نبوت کے معنی خبر دادن کے آتے ہین۔ مگر اصطلاحاً نبی اوسے کہتے ہین جو باختصاص آلہی خبر دے اور اوس پر وحی تشریعی نازل ہو سکے۔

نبی کی حقیقت یہ ہے کہ وہ انسان ہوتا ہے۔ اور ہر انسان کے متعلق دو قوتین ہین۔ ایک قوت نظریہ اور دوسرے قوت عملیہ۔ قوت نظریہ سے اشیا کی شناخت کرتا ہے۔ اور قوت عملیہ سے نیک و بدکام صادر ہوتے ہین۔ پس حق تعالے بلا کسی توسط کی انبیا کی اسطرح پرورش کرتا ہے۔ کہ نور قدس کی تاثیر اونکی قوت نظریہ

میں وہ اثر کرتی ہے جس سے غلطی اور اشتباہ اوسکی معلومات و اخبار میں واقع نہیں ہوتا۔ اور اونکی عملی قوت میں وہ کیفیت عنایت فرماتا ہے جس کے سبب کمال رغبت و نہایت اخلاص سے نیک عمل ادا ہوتے ہیں۔ اور بالطبع بری باتوں خراب کاموں سے معصوم رہتے ہیں۔ ہاں اتفاقیات کا استثنا قرآن شریف سے ثابت ہے۔ اسلئے آدم علیہ السلام سے عصیان و غوایت کا صادر ہونا جیسے آیہ عصی آدم ربہ فغوی سے ان کی عصمت و نبوت میں دھبہ نہیں لگاتا۔

جب انسان کی بدنی قوتیں کمال درجہ پہونچ جاتی ہیں۔ اور تجربہ و عقل انتہا کو حاصل ہو جاتی ہے۔ اوسے تکمیل خلقت کے لئے مبعوث فرماتا ہے۔ اور معجزات دیکر اوسکی تصدیق کراتا ہے۔

معجزات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قولی جیسے قرآن شریف کہ اسکے بعد کوئی شخص نزول کلام الٰہی کا دعویٰ نہیں کر سکتا اگر دعوے کرے تو مار ڈالا جاوے جیسے مسیلمہ وغیرہ مارے گئے۔ دوسرے فعلی جیسے انگلیوں سے پانی جاری ہونا۔ اور معجزات کے ساتھ آیات عقلیہ بھی ایسی ہوتی ہیں کہ جو خاص خاص لوگوں کی رہبری کرتے ہیں جیسے ہی قرآنی معجزہ کہ حقیقتاً عقلی ہے۔ اور نیز اخلاق کریمہ و علوم صادقہ بیان فرمائی۔ والا ثبوت ناقص لوگوں کے لئے معجزات فعلی اور کامل الاستعداد حضرات کیلئے یہ کمالات خاصہ ایکسے ہی کام دیتے ہیں خصوصاً یہ وہ کمالات ہیں جن سے روحانی امراض کی شفا یعنی معاینت حقیقی و معاینہ ذاتی حاصل ہوتا ہے۔

ان انبیا میں سے بعض نبی رسول ہوتے ہیں۔ اور بعض محض نبی دونوں میں مختلف فرق بیان کئے گئے ہیں […] یہ ہے کہ رسول اوس نبی کو کہتے ہیں جو خبر دینے کے علاوہ الزام دینے والا بھی ہو۔ اور نبی […] سکتے ہیں جو باختصاص الٰہی آیندہ واقعات و معاملات سے مطلع کرے۔

صدیق۔ صدق کی تعریف پہلے رسالہ میں بیان کر چکے ہیں یہاں صرف اسقدر بیان کرتے ہیں کہ صدیق وہ لوگ ہیں جنکی قوت نظریہ و عملیہ انبیا علیہم السلام کے قریب قریب ہوتی ہے اور ابتدا سے نبوت اونمین

[…] نبوت کا دروازہ کھلا ہوا تھا اس مرتبہ کے لوگ نبی کہلاتے تھے اور جب یہ راستہ بند ہو گیا تو اب وہی لوگ ولی کہلاتے ہیں۔ اور اون پر جو وحی نازل ہوتی ہے اوسے الہام کہتے ہیں […] الہام غیر تشریعی ہوتا ہے اور معجزہ کو کرامت کہتے ہیں ۱۲

وہ مادہ ہوتا ہے کہ جسکے سبب معاصی کے مرتکب نہیں ہوتے اور ہر عمل مین پورا پورا خلوص رکھتے ہین اور راسخ العزم صابر۔ صادق القول صادق الفعل ہوتے ہین۔ کیسے ہی مصائب کی گھٹائین الام کے بادل گھر آئین مگر وہ صبر واستقلال سے کام لیتے ہین۔ تعبیر رویا کا علم انہین کمال کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔ یہ ادن ابدہ اوراوتار واقطاب کا رتبہ ہے جو معصوم تو نہین مگر محفوظ ہوتے ہین۔

شہید۔ وہ لوگ ہین کہ جنکا قلب مشاہدہ الٰہی مین متحقق ہو۔ ان کی نسبت آیہ او القی السمع وہو شہید مین اشارہ فرمایا ہی۔ یہ لوگ شہود اقرب الٰہی ہوتے ہین۔ اور قرب دو قسم کا ہوتا ہے ایک قرب نوافل اسمین بندہ کے اعضا وجوارح سے غیریت اٹھہ جاتی ہے جیسے فرمایا گیا ہے لایزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی اکون احب الیہ الحدیث اس مرتبہ کا نام مرتبہ احسان ہی۔ اس مرتبہ مین مغائرت ذاتی باقی رہتی ہے۔ اسلئے یہ کہا جاتا ہی۔ کہ گویا وہ خدا کو دیکھتا ہے۔ حضرت نظامی رحمتہ اللہ علیہ اس شعر مین

کسے کز تو در تو نظارہ کند ٭ در قبائے بیہودہ پارہ کند

اسی قرب نوافل کی طرف اشارہ فرماتے ہین۔

دوسرے قرب فرایض۔ اسمین بندہ اپنی انانیت کو انانیت حق اپنی ذات کو ذات حق کا مظہر سمجھتا ہے حضرت مولانائے موصوف اسی مرتبہ کو ان دو بیتون مین ظاہر فرماتے ہین

نشاید ترا جستہ بہ تو یافتن ٭ عنان باید از ہر طرف تافتن
نظر تا بہ اینجاست منزل شناس ٭ ازین بگذری در دل آید ہراس

اس مقام پر پہونچکر ایسی حیرت دامن گیر ہوتی ہے کہ قدم ہی نہین اوٹھہ سکتا۔ اور فی الحقیقت مقام ذات ایسی حیرت اور خاموشی کا ہے کہ اوس سے آگے ہراس ہی ہراس ہے۔

صالح وہ لوگ ہوتے ہین کہ جو معاصی سے پاک اور اونکے باطن اعتقادات فاسدہ اخلاق ذمیمہ سے دور ہون٭

اللہ تعالیٰ ان چارون گروہ کو دوست رکھتا ہی۔ اور اکثر ان کے رزق کی کفالت کرتا ہے۔ انہی دشمنون سے محفوظ رکھتا ہے اونکے دلون مین اپنی وہ عزت بہر دیتا ہے۔ کہ یہ لوگ امرا و روسا کیطرف مطلق التفات ہی نہین کرتے

جن کی تحقیق

قاعدہ کی بات ہے کہ ہر شے کے موافق و مخالف دونون قسم کے لوگ ہوتے ہین - خصوصاً یہ بحث تو نہایت ہی مختلف - فیہ ہی جسکے ہر زمانہ مین بہت لوگ اقرار کرنے والے رہے ہین اور بہت لوگ منکر - مگر مسلمانوں کی جماعت کثیرہ ان کے وجود کی اچھی طرح اقرار کرتے رہے ہی - کیونکہ قرآن مجید مین جنون کے افعال و اقوال بکثرت پائے جاتے ہین - ہان بعض وہ مسلمان جو اپنی حکمت اور عقلی نا تمام قوتون اور قیاسون کو صرف کرکے یہ سمجھ گئے ہین کہ جو کچھ ہے وہ یہی عالم مشاہدہ ہی - اور اسکے سوا کچھ نہین اونہین اپنے اسلامی دعوے کے وجہ سے ایسے ایسے دور و دراز رکیک تاویلات کی ضرورت پڑی ہے کہ گویا وہ اون جنون کے منکر ہی ہو گئے ہین جن کی صفت قرآن و حدیث مین صراحت سے آمد و رفت جسم پکڑ لینا - ہوا مین اوڑنا کسی جسم سے متعلق ہو جانا - آنکھون سے غائب ہونا وغیرہ وغیرہ پائی جاتی ہین - جیسے سر سید احمد خان صاحب بہادر اپنی ذہنی جودت اور ریفارمری کی ذہن مین بے دھڑک صفحہ کے صفحہ سیاہ کرتے چلے گئے ہین - یا ابو علی بن سینا جسکا یہ قول ہے کہ جن کوی وجود خارجی نہین رکھتا - جو مختلف صورتین بدل سکتا ہو بلکہ جن ایک فرضی اسم ہی جسکے معنے موجودات ہوائی کے مقرر کرلئے ہین - اور بعض فلاسفہ متوسطین نے بھی ان کی نفی مین اپنی دماغی قوتین صرف کر کے انکار کیا ہے - مگر جمہور فلاسفہ متقدمین اور اصحاب روحانیات اچھی طرح اجنہ کا اقرار کرتے ہین - اور اونکا نام ارواح سفلیہ مقرر کرتے ہین - اب ان اقرار کرنے والون مین تین فریق ہین -

ایک فریق کہتا ہے کہ اجنہ جسمانیات کی قسم سے نہین ہین - بلکہ بنفسہ جوہر قایم ہین - بعض جن نیک بخت ہوتے ہین کہ بھلے کامون کو پسند کرتے ہین - اور بعض شریر ہوتے ہین کہ آفتین برپا کرتے ہین - مگر ان کی نوعین اور قسمین معلوم نہین -

دوسرا فریق کہتا ہے کہ یہ انسانی روح یعنی نفس ناطقہ جب بدن سے جدا ہو کر اپنے عالم ارواح مین پہونچتا ہے - اوسکی قوت کمالیہ بڑھ جاتی ہے - کیونکہ عالم ارواح مین انکشاف اسرار بہت بڑھا ہوا ہی -

جب اس نفس ناطقہ کے روبرو کوئی ایسی شکل جو اوسکے پہلی شکل کے مشابہ تھی آتے ہیں وہ تشابہ اور مجانست کے سبب اوس سے تعلق قبول کر لیتا ہے۔

اسکی دو حالتین ہین۔ اگر وہ نفس ناطقہ پہلے کسی خوش افعال شخص سے متعلق تہا تو اس متعلق ثانی کے حرکات و سکنات اوسے رنگ کے ہو جاتے ہین۔ اور اس جسم کو اس نفس کا ناطقہ سے ایک قسم کی انکشافی اعانت ہو پہنچتی ہے۔ اور اوس شخص سے خواہ کیسا ہی بدمعاش کیون نہ ہو۔ افعال حسنہ صادر ہونے لگتے ہین۔ اس حالت مین یہ نفس معین ملکوتی کہلاتا ہے۔ اور اسکی وجہ سے جو اعانت اور مدد انکشاف حقایق و معاملات مین پیش آتے ہے وہ الہام مین داخل ہے۔ اور اگر وہ نفس خبیث و شریر تہا تو اوس سے افعال خبیثہ و سیئہ کا ارتکاب ہوتا ہے۔

تیسرا ذریعہ کہنا ہے کہ اجنہ جسمانیات مین داخل ہین۔ ان مین بھی دو قسم کے لوگ ہین۔ ایک تو یہ کہتے ہین کہ ان اجسام کی ماہیت تو مختلف ہے مگر حیز و مکان و جہات مین ہونا اور عرضی و طولی و عمقی تقسیم قبول کرنا صفت مشترک ہے۔ تو اس صفت مشترکہ سے ماہیت مین شرکت لازم نہین آتی۔ دوسرے یہ کہتے ہین کہ تمام ماہیت مین اجسام مساوی ہین۔ اسمین بھی دو مذہب ہین۔ ایک تو یہ کہ اجسام کیلئے ترکیب شرط نہین۔ کیونکہ اگر ترکیب حیات کی شرط ہوتی تو اوسکی یہ صورت ہوگی کہ یا تو ایک ہی حیات دو جزو مین قایم ہوگی۔ اس سے لازم آتا ہے کہ عرض واحد۔ محل کثیر مین پایا جائے یہ محال ہے۔ یا یہ کہ ہر ہر جزو مین جدا جدا حیات واحدہ قائم ہو۔ اسکی دو حالتین ہین۔ ایک تو یہ کہ ہر ہر جزو قیام حیات مین دوسرے پر مشروط مانا جائے۔ تو دور لازم آتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ایک جزو مشروط ہو اور دوسرا جز نہ ہو تو ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے۔ یا کوئی بھی انمین سے مشروط نہ ہو۔ یہی مقصود ہے۔ جب ثابت ہوا۔ تو کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ جواہر فردہ کو بہت سے امور کا علم عطا فرمائے اور بڑی سے بڑے اور سخت سے سخت چیزون پر قدرت و تصرف مرحمت فرمائے۔ خواہ اجسام لطیفہ ہون۔ یا کثیف چھوٹے ہون یا بڑے۔

دوسرے گروہ کا یہ خیال ہے کہ حیوۃ کے لئے ترکیب شرط ہے۔ جسم کے لئے ایسی سختی ہونی چاہئے کہ افعال شاقہ پر قادر ہو۔ یہ معتزلہ کا خیال ہے ٭

صاحب انسان کامل فرماتے ہین۔ کہ جنون کی چار قسمین ہین۔ عنصری۔ ناری۔ ہوائی۔ خاکی
عنصری۔ اتنے بسیط ہین کہ عالم ارواح پر تصرف رکھتے ہین اور اونکے تصرفات عالم ارواح سے
نہین نکلتے عنصر عالم ارواح نہایت وسیع اور صاحب انکشاف ہے اسیطرح انمین یہ قوت بڑھی ہوئی
ہے۔ یہ قسم ملائکہ سے مشابہت رکھتی ہے۔ ناری۔ عالم مثال پر تسلط رکھتے ہین۔ اور اوسنے عالم مین طرح
طرحکی صورتین بدلکر بڑی بڑی شرارتین کرتے ہین۔ ان کا شر بڑھا ہوا ہے۔ ہوائی عالم حس و
شہادت سے متعلق ہین۔ پھر گروہ اپنی صورتونکا عکس ڈالکر مجنون بنا دیتے ہین۔ خاکی۔ جامہ انسانی
اور حیوانی مین آکر تکلیف پہونچاتے ہین۔

فائدہ۔ جنون کے رسول ہونے مین اختلاف کیا گیا ہے جو لوگ کہ اقرار کرتے ہین اون کی دلیل تو
یہ ہے۔ وما من امۃ الا قد خلا فیہا نذیر۔ ایسی کوئی امت نہین جسکے لئے کوئی ڈرانے والا نہ بھیجا گیا۔ پس
ممکن نہین کہ اجنہ کے گروہ عظیم مین کوئی رسول نہ مبعوث ہوا ہو۔ اور جو انکار کرتے ہین اونکی یہ دلیل ہے
ان اللہ اصطفی آدم و نوحاً الآیہ۔ اسمین اصطفا سے نبوت ہی مراد ہے۔ پس آدم کے سوا کسی گروہ مین
نبوت نہین ہوسکتی ہان جسقدر انبیاء سے وقت گذرے اون کی نبوت قوم اجنہ پر بھی ہوتی رہی ہے۔

مذہب تحقیقی

یہان تک وہ اختلاف بیان کئے گئے جو جن کے متعلق پرانے لوگون کے تھے اب ہم تفسیر غایۃ البرہان
کی تحقیق سناتے ہین

جن کے لفظی معنے پوشیدہ و مخفی کے ہین۔ جنت کو جنت اسی لئے کہتے ہین کہ آنکھ سے غائب ہے
اور مجنون کو مجنون اسلئے کہتے ہین کہ عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے۔

واضح ہو کہ جیسے روح اعظم مظہر وجود وصفات کمال سے مقرب بارگاہ رحمن ہے ویسے ہی اوسکا عکس
شیطان العالم الخلائق ہے جسطرح روح اعظم بے شمار وجوہ و نسبتین و لغات رکھتا ہے اسیطرح شیطان بھی
اوسمین سے ایک جن بھی ہے جو نار سموم سے پیدا ہوا ہے۔ حدیث کے موافق ان کی تین قسمین ہین

ایک وہ کہ جنکی نسبت حدیث مین آیا ہے کہ زمین مین چھپے رہتے ہین اور انسان کا بچا ہوا اخور کہانا کھاتے ہین - اس قسم کے جن سانپ بچھو زہریلے تکلیف دینے والے جانور ہین - کہ جو زمین مین پوشیدہ رہتے ہین - چنانچہ سنج چیونٹی کا قاعدہ ہے کہ گرا ہوا کہانا یا ہڈی وغیرہ کھاتی ہے - اور ان جانورون کا زہردار ہونا ازسموم کا خاص اثر معلوم ہوتا ہے -

دوسرے وہ جنکی نسبت حدیث مین آیا ہے کہ ہوا مین اوڑتے ہین - اور گرا پڑا کھانا کہاتے ہین جیسے مکھی - بر - وغیرہ ایذا دینے والے جانور - اسکی ایک قسم ہے کہ جنکی نسبت حدیث مین آیا ہے وبا مین جن آگ مارتے ہین - اسپر لوگون کو نہایت حیرت تہی - اب ثابت ہوا کہ وبا کے ایام مین چھوٹے چھوٹے جانور پیدا ہوتے ہین - اور وہ سانس کے ساتھہ دل مین پہونچکر سمیت پھیلا دیتے ہین اور اتنے چھوٹے ہوتے ہین کہ اعلی درجہ کی خوردبینون سے بمشکل نظر آتے ہین - ایسے ہی یہ ظاہر ہوا ہے کہ مرگی کے مرض مین ایک قسم کے کیڑے دماغ مین پیدا ہو جاتے ہین ؛

تیسرے وہ کہ جو مکانات مین آتے جاتے ہین - بڑے بڑے سخت کام کر گذرتے ہین - طرح طرح کی تکلیفین پہونچاتے ہین - اور جن کے اقوال قرآن مجید مین بیان ہوئے ہین - یہ نفوس ناطقہ جزئیہ مادّہ سے مجرد ہین ؛

جیسے تار برقی کا مادہ کہ ایک دم مین لاکھون میل طے کر سکتا ہے ایسے ہی انہین بہی ایسی لطافت ہے کہ چشم زدن مین ہزارون لاکھون کوس کا سفر کر سکتے ہین - بہت سے کام محال عادی کر گذرتے ہین - ہوا مین پرواز کر سکتے ہین - طرح طرح کی صورتین پکڑتے ہین ؛

حضرت شیخ محی الدین عربی رحمتہ اللہ علیہ آیہ وما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید کے نیچے فتوحات مکیہ مین فرماتے ہین کہ آدمی کی آواز منہ سے نکلکر ہوا مین قایم رہتی ہے - اسپر تمام دنیا کو حیرت والکار تہا کہ آواز نہ ٹہیرنے والی چیز ہے - وہ ہوا مین کیسے قایم رہ سکتی ہے - اس زمانہ مین ثابت ہوگیا کہ آواز ٹھہر سکتی ہے اسیطرح ان جنون کے وجود مین جن لوگون کو انکار ہے اونہین یہ سمجھہ لینا چاہیے - کہ جب ٹیلیگراف مین یہ قوت حاصل ہے کہ وہ بے حد رفتار تھوڑی دیر مین قطع کر دیتے ہے - تو یہ کیا مشکل ہے کہ موجودات مجردہ مین

ایسی قوت ہو جس سے وہ مختلف کام کر سکین اور نیز مسمریزم کی بہت سے حیرت انگیز تماشون سے ایسی قوتون کا کامل ثبوت ملتا ہے ‏•

اسلامی تمدن و تدبیر منزل

مسلمانون کے دین کا نام اسلام و شریعت ہی اور قرآن مجید اون کی وہ کتاب منزل ہے جو نبی اخرالزمان پر نازل ہونے کے سبب تمام کتابون اور اونکی خوبیون کو جامع ہی۔ اور یہی اسکا اعلی معجزہ ہی کہ جب یہ خاتم المرسلین پر نازل ہوئے تو انکے بعد کوئی شخص نبوت کا دعوی وحی نازل ہونیکا ادعا نہین کر سکتا۔ اوسکے احکام ایسے معتدل ہین کہ اوامر قابل تعمیل نہ ایسے مشکل و کہٹن کہ جن کی برداشت نہ ہوسکے یا طبیعت اُکتا جائے۔ نواہی اوسکے لایق ترک نہ ایسے دشوار گذار جن سے بچنے اور اونکے چھوڑنے مین مصیبت کا سامنا ہو اوسکے مسایل ایسے سہل و اسان ہین کہ یہود کی طرح غلام نہین بناتے۔ نہ ایسے مطلق العنان ہین کہ نفسانی کی طرح بے قاعدہ و بے ضابطہ بنا دین۔ بلکہ متوسط درجہ کے نہایت مفید و آسان ہین۔ ان الدین یسر جسطرح اونمین آخرت کی رعایت ہے اوسیطرح کر اصلاح دنیا بخوبی ملحوظ ہے۔ نہ اونکا معتقد قیود و سلاسل مین گرفتار نہ بالکل بے قید خستہ و خوار۔ بلکہ پابندی و متانت کے ساتھ ازاد۔ اوسکے تسلیم کرنے والون کی طبیعتین انصاف پسند۔ اونکی عادتین شک و احتمالات سے محفوظ۔ جسطرح اونمین حکمت علمیہ نظریہ کے مسایل خوبی سے پائے جاتے ہین۔ اسیطرح حکمت عملی کے اصول نہایت پاکیزگی سے محفوظ۔ جیسے۔ قضا۔ جہاد عشر۔ زکوۃ وغیرہ وغیرہ انتظامی معاملات۔ قضا کی خوبی جو مسلمانون مین ہے وہ کسی قوم مین پائی نہین جاتی جہاد کی وہ ضروری کارروائی بے نظیر مصلحت پر مبنی ہے کہ سو پچاس آدمیون کے سر کٹوا کر بے شمار خدا کے بندون کو دائمی ازادی بخشی جاتی ہے۔ دیکھئے کہ آجکل گورنمنٹ انگریزی دنیا کو غلامی سے ازاد کرنے کیلئے کسقدر کوشش کرتی ہے۔ اور بے تعداد فوج کٹوا دیتی ہے۔ پس جبکہ مسلمانون کو صریح یقین ہے کہ اونکے سوا تمام طریقہ بالکل باطل اور جملہ ادیان منسوخ ہو گئے تو وہ جسقدر کوشش ہمیشہ کی ازادی پیدا کرنے مین صرف کرین وہ باقاعدہ ہے ‏•

عشر - مسلمانون سے زمین کی آمدنی کا دسوان حصہ انتظام مملکت کے لئے اور کافرون سے پانچوان حصہ زمین کی مالگذاری کا لیکر اونکی جان و مال کی حفاظت کی جاتی ہے یہ کیسی نرمی اور آسانی کی صورت ہے - نہ جیسے ہماری انگریزی جابر گورنمنٹ کی طرح کہ نصف سے زاید حصہ کھسوٹ لیتے ہے ٭

زکوۃ مسلمانون پر کار خیر کے لئے زکوۃ مقرر فرمائی اور کفارہ جزیہ کی نہایت مختصر اور کم مقدار کی رقم اون سے ہر قسم کے غربا و مساکین کی خبر گیری کیجاتی ہے - نہ ہماری موجودہ سرکار کی طرح کہ ٹکس پر ٹکس لگا کر تباہ کر ڈالا -

اسیطرح فقہ کی کل تمدنی مسایل ایسے ہی لاجواب ہین جنکی نظیر ہرگز نہین ملسکتی - وہ قانون جسمین رعیت کو ہر صورت سے آسایش ہر طرح ارام ہی ارام ہو - اسلامی قانون ہے - اور وہ اسلامی ہی گورنمنٹ ہے کہ جسمین کسی قسم کی دقت پیش نہین آتی ٭

آج ہماری سرکار موجودہ کی حالت دیکھئے کہ غریب زمین دارون سے بے انتہا مالگذاری بے حد ٹکس وغیرہ لیکر بھی تو یہ نہین ہوتا کہ کچھ رعایت کی جائے - ادہر یہ انصاف کہ اون بیچارون کے پاس چھوڑا ہی کیا جاتا ہو اور پھر یہ عدالت کرکچہری جاہیئے تو ذرا ذرا سی بات پر بے انتہا اسٹامپ بے حد رسوم طلبانہ محنتانہ اور خدا جانے خرچ کی ہزارون بلائین ہاتھ دھوکر پیچھے پڑ جاتی ہین - یہ خوبی صفت ہماری سرکار با اقتدار کی حکومت مین ہے - کہ جو شخص مقدمہ جیتتا ہے وہ ہار جاتا ہے - اور جو ہارتا ہے وہ بالکل مرجاتا ہے - مگر سرکار صاحبکو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے دونون طرح پیدا سرکار کے ہی ہاتھ رہتا ہے - واقعی عدالت کا منصف و انصاف کا مقتضی یہی ہے ٭

گر ہمین مکتب است و این ملا
کار طفلان تمام خواہد شد

اگر یہی حال رہا اور یہ تک یہ عملداری سے یہی حالت رہیگی تو کوئی دن مین ہندوستان کے بڑے بڑے رئیس مٹی کی ٹوکریان ڈھو ڈھو کر اوقات بسر کرینگے ٭

تعجب ہے کہ ہماری سرکار نے ارمینا کے نمک حرام باغی محسن کش رعایا کی جہوٹی درخواستون پر وہ وہ رنگ بدلے کہ تمام دنیا مین ہل چل مچادی ایک طوفان بے تمیزی اوٹھا دیا - آج فوجین جاتی ہین کل جہازون کے

(باقی آیندہ)

اعلان

منظہر الاسلام تین چار ماہ سے آپکی خدمت گذاری کر رہا ہے - ابتک بعض حضرات نے

خریداری و عدم خریداری سے ہمین مطلع نہ کیا بعض حامیان اسلام نے پیشگی

قیمت سے ہماری دستگیری فرمائی - جزاہم اللہ خیرا لجزا ؛ باقی حضرات بھی توجہ فرمائین

مضامین ذیل منظہر الاسلام کیلئے ہمنے مقرر کئے ہین ؛

(۱) ۸ صفحہ مین قرآن شریف کی تفسیر عام فہم اردو مین - (۲) مخالفین اسلام کی مسلمہ کتابون سے

اسلام کی بدیہی پیشین گوئیان (۳) حدیثون کا تعارض یا جو آجکل مخالفین اعتراض کرتے ہین

وہ رفع کئے جائینگے (۴) مضامین تصوف (۵) گذشتہ نامور مسلمانون کے حالات

(۶) تحقیقات جدیدہ کی دلچسپ مسائل (۷) مسائل طب (۸) اسلامی تمدن و تدبیر منزل

جو صاحب منظہر الاسلام کی خریداری منظور نہ فرمائین وہ براہ عنایت کل پرچہ واپس

بھیجدین اور اپنا صاف نام لکھدین تاکہ اون کا نام زمرۂ خریداران سے خارج کردیا جائے -

شوال تک رسالہ وقت پر شاید نہ پہونچے گا کیونکہ اڈیٹر کو ماہ شوال تک سفر درپیش ہے - مگر

انشاء اللہ اسکے بعد ٹھیک وقت پر رسالہ پہونچا کریگا -

رسالہ کی قیمت اون روساسے جنکی آمدنی کم سے کم دوسو روپیہ ماہواری ہے للعہ سال پیشگی اور

معمولی حضرات سے عہ سال مقرر ہے - جملہ خط و کتابت پتہ ذیل سے ہونی چاہیے

المشتہر

ابو المؤید (حکیم) محمد منظہر الہادی سہیل امروہی - کوٹھی نواب حاجی محمد خان صاحب مرحوم - اجمیر شریف

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الإِسْلَامُ

بابت ماہ شوال سنہ ۱۳۱۳ ہجری جلد (۱) نمبر (۵)

صداقت وتحقیق کا آئینہ حقایق علمیہ کا گنجینہ یعنی رسالہ

مظہر الاسلام

بسرپرستی حضرت زبدۃ المفسرین قدوۃ المحدثین مولانا حکیم سید محمد حسن صاحب قبلہ امروہوی

خادم الاسلام ابو المؤید (حکیم) محمد مظہر الہادی سہیل امروہوی نے

مطبع الٰہی میں چھپوا کر اجمیر شریف کوٹھی نواب حاجی

محمد خان صاحب مرحوم سے شائع کیا

محصول [illegible]

سالانہ قیمت [illegible]

بسملہ

الٰہی تا ابد باشی باقبال

جوان بخت و جوان دولت جوان سال

یہ تو سب جانتے ہیں کہ دنیا فانی ہے۔ لیکن ایسے بہت کم لوگ ہیں گے جنھیں دنیا میں بابرو رہنے اور دنیا کے سامنے معزز جانے کی فکر ہو۔ کونے کونے دنیا میں نام کرنے کو تو ہمارے معزز قدردان اور نہایت ہی معین الاسلام عالیجناب معلی القاب جناب نواب عالمگیر محمد خان صاحب بہادر ہیں۔

کہ جن کی سرپرستی اور فیاضانہ بخشش نے ہماری امید میں کامیابی کے پھول کھلا دیئے۔

آپ کی ذرا سی توجہ سے اس اعزازی رسالہ کے قدم جم گئے منظہر الاسلام کو شایع ہوتے دیر نہ ہوئی تھی کہ آپ نے سو روپیہ کا منی آرڈر بھیج دیا۔ ہم کسی طرح آپکی مدح وستائش میں زبان نہیں کھول سکتے۔ کیونکہ یہ اعانت آپکی فیاضی کی ادنے مثال ہے۔ یقین ہے کہ آپ ہمیشہ اسی طرح سرپرستی فرماتے رہیں گے ✦

اسے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

ہم کیا اور ہماری تحریر کیا جو اپنے مخلص قدیم فضیلت مآب مستغنی عن الالقاب جناب والا نواب محمد رستم علی خان صاحب چشتی نظامی صمدانی اکبرآبادی کی انعامات کا شکریہ ادا کر سکیں کہ جناب ممدوح نے رسالہ منظہر الاسلام کی سرپرستی پر نظر فرما کر ایک عظیم الشان رقم مبلغ ایکسو پچیس روپیہ ہمارے حوالہ کر دیئے۔

ہمارے ہر ایک عزیز دوست نے خدو ساتھ دینی کے پورا کرنے میں اعلی درجہ کی شہرت پیدا کی ہے۔

یہ نقشبندیہ طریقت میں نہایت عالم دوست متبع خیالات انظام ظاہر میں و باطن فقیر ہیں ✦

آپ کی تصنیفات میں سے علم تصوف میں حدایق المعانی نہایت ادق اور پر لطف کتاب ہے ✦

ہمیں سنا ہے کہ نواب صاحب موصوف آجکل فوائد الفواد شریف کی شرح تحریر کر رہے ہیں۔ یقینا نامی منظر اور سرا پا شوق آنکھیں کب اس بےنظیر شرح کی زیارت سے فرحت بخش ہوں ✦

منظہر الہدایۃ العلیہ ترجمہ مواعظ القادریہ

مرحبا اے پیک مشتاقان بدہ پیغام دوست　　تا کنم جان از سر رغبت فدائے نام دوست

واقعی اگر آپ حقیقت و تحقیق کی آنکھ سے دیکھین گے تو بے تامل یقین کر لین گے کہ حضور غوث الثقلین سیدنا و مولانا شیخ محی الدین محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالے کے بےمثل وعظ کیسے قدر و منزلت کے قابل ہونگے ۔ آپکے نامتناہی فضل و مرتبت سے ہر مسلمان واقف ہے اسی پر قیاس کر سکتے ہین کہ آپکی نصیحتین کس درجہ موثر آپکے وعظ کسقدر فائدہ مند آپکے مبارک ارشاد کیسے نفع رسان دارین ہونگے تھوڑے دن ہوئے کہ یہ کتاب ایسی نایاب اور بے پتہ تھی کہ اور ملکونکو تو چہوڑیے ہندوستان بہر مین شاید کہین دو ایک کتابین ہون گی ۔ ہم آپکو خوشخبری سناتے ہین کہ نفع خلائق کیلئے ہم نے ان بے عدیل وعظون کا نہایت سلیس اردو مین ترجمہ کیا ہے جسکا نمونہ منظہر الاسلام کے دوسرے نمبر مین دکھلا چکے ہین یہ ترجمہ اتنا سہل اور آسان ہے کہ ہر استعداد و بے استعداد کا آدمی بخوبی سمجھ کر فائدہ اوٹھا سکتا ہے ۔ عورتون بچون کی حالت اسکے پڑہنے سے نہایت اطمینان کے قابل ہو جاتی ہے ۔ جوانون کے لئے ناصح مکرم کا کام دیتا ہے ۔ بڈہون کے لئے تصوف کی تعلیم دینے والا مرشد کامل ہے ۔ پانچسو درخواست آنے پر ترجمہ کی جلد اول جسمین چالیس وعظون کا ترجمہ کیا گیا ہے چھپنی شروع ہو جائیگی اور دوسرے جلد اسکے پہونچنے پر مکرر درخواست لیکر چھپوائی جائیگی اسلئے ہم بالفعل قیمت جلد اول کی تشریح کرتے ہین ۔　جو لوگ کتاب چھپنے سے پہلے روپیہ بھیجدین ۔ کاغذ عمدہ　عہ کاغذ سپی عٓ جو بعد مین قیمت ادا کرین　کاغذ عمدہ　عہ کاغذ سپی عٓ جو ویلیو پی ایبل منگائین　عٓ عہ

قیمت جلد　عمدہ جلد عہ　معمولی ۸

ضروری اطلاع

اگر منظہر الاسلام کے معزز معاونین یہ تدبیر کرین کہ ہر ہر صاحب ایک ایک خریدار عنایت فرمائین تو ہم ہمیشہ بجائے آٹھ صفحہ کے ۱۰ صفحہ تفسیر بھیجا کرینگے ۔ اور اسکے علاوہ ۱۴ صفحہ مین باقی مضمون ہوا کرینگے ۔ کل حضرات نہ سہی اگر چار سو درخواستین یا ساڑہے تین سو بھی آجائین تو ہم اپنے ارادہ مین کامیاب ہونگے فقط

المنتہی ——————— تھا

ابو المؤید خادم العلما محمد منظہر الہادی سہسوانی امروہوی عفی عنہ ۔ کوٹھی نواب حاجی محمد خان صاحب مرحوم اجمیر شریف

ہم حضرات ذیل کے نہایت مشکور ہین جنہوں نے حسب ذیل خریدار مرحمت فرمائے جناب نواب محمد محمود علیخان صاحب بہادر ۱۵ جناب ماسٹر مولوی ریاض الدین احمد صاحب بریلوے ۳۰ ۔

اور ایسی ہمت بلند دیتا ہے کہ دنیاوی آلودگی مین مبتلا ہی نہین ہوتے - اون کے دل اوس نور سے ممور ہوتا ہے کہ جس سے اونہین مخفی چیزین خود بخود معلوم ہوجاتے ہین جن پر کوئی جد وجہد کوشش و محنت سے مطلع نہین ہوسکتا - بعضون کو وہ ہیبت عطا فرماتا ہی کہ سرکش اور جبارون کے دلون مین اثر پیدا ہوجاتا ہے - بعض کے کلام مین وہ برکت دیتا ہے کہ اونکے ہم صحبت وزائرین فوز یاب ہوتے رہتے ہین - اور اونکو وہ مرتبہ دیتا ہی کہ مستجاب الدعوات ہوتی ہین اور جو اون سے توسل چاہتا ہے اوسکی حاجت روائی کرتے ہین ٥

اولیا راہست قدرت از اله تیر جستہ را بگرداند ز راہ

ترتیب

چونکہ یہود کو دعوے تھا کہ ہم برگزیدہ ہین اور نصاری کو ادعا تھا کہ ہم اہل حق ہین - اسلئے شناخت تبلاتا ہی کہ بھلا مغضوب وضالین کیسے اہل حق ہوسکتے ہین - پس دوسرا بدل فرماتا ہے

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

نہ اون یہودیون کا راستہ جن پر تو نے عتاب فرمایا - بوجہ اسکے کہ مسیح کو تسلیم نہ کیا - اور نہ اون گمراہ نصاری کا راستہ جنہون نے معجزون اور پیشین گوئیون کے مطابقت اور تمام واقعات کی صداقت دیکھکر ہی ختم المرسلین کو تسلیم نہ کیا اور آخرکار نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالی شمشیر بران سے ہلاک ہوئے -

غضب ایسی کیفیت ہی کہ جس سے خون مین جوش پیدا ہوتا ہے اور روح حیوانی اپنی ناپسندیدہ شے کے دفع کرنیکی طرف متوجہ ہوتی ہی مگر یہ معنی غضب الہی کے نہین ہین کیونکہ وہان جوش خون - روح حیوانی وغیرہ سے کیا تعلق بلکہ غضب الہی کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالے حکمت کے اسباب مغضوب سے اوٹھالیتا ہی - کہ وہ اپنے مقصد اصلی سے کامیاب نہین ہوتا غضب کے پیدا ہونیکا سبب اکثر ناشکری و نافرمانی ہوتی ہے - اور اسکا اثر مذمت ولعن ہی - اور اسکے مقابلہ مین رضا ہے اوسکی اصلیت یہ ہی کہ حکمت و آسودگی کے اسباب مہیا کئے جاتے ہین - اور اوسکا سبب شکر وحمد اور اثر ثنا وعطا ہوتا ہے جسطرح نافرمان لوگون پر اس آیت مین غضب فرمایا ہی - اسیطرح انعمت علیہم مین اہل شاکر کی تعریف فرمائی ہے +

ضلال - وہ راستہ اختیار کرنا ہے جو مطلب تک نہ پہونچا سکے - یہ اختیار کرنا کبھی تو غفلت سے ہوتا ہی جیسے بچون کے نزدیک لہو ولعب دنیا وما فیہا سے بڑھکر ہے - اور کبھی غلط فہمی کے سبب جیسے بے قاعدہ پ

گہ نقد قرض سے بہتر ہوتا ہے کوئی یہ سمجھ لے کہ دنیا کی نقد ملتی ہوئی لذتوں کو آخرت کے قرض پر اوٹھا رکھنا بے فائدہ ہے۔ حالانکہ یہ اوسکی غلط فہمی ہے کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ ایک نقد سے قرض کے دس ہر حالت میں بہتر ہوتے ہیں اسی طرح دنیا کے ایک نیک کام کے بدلے آخرت میں دس ملینگے ؛

کبھی یہ کہ خواہش نفسانی کا غلبہ اس حد کو ہوپنچے کہ اچھی باتوں سے تنگدل اور برے کاموں پر برانگیختہ کرے یہ مرتبہ نہایت خطرناک ہے۔ کیونکہ اسکی مداومت سے مرض رین پیدا ہو جاتا ہے۔ جسکے معنے نسبت نفس میں جیسے حق تعالےٰ فرماتا ہے بل ران علیٰ قلوبہم ما کانوا یکسبون اسکے بعد غشاوہ پڑ جاتا ہے۔ جسکی نسبت وعلی ابصارہم غشاوہ میں وارد ہے۔ اوسکے بعد طبع کا مرتبہ ہے۔ بل طبع اللہ علیٰ قلوبہم اوسکے بعد ختم کی نوبت پہونچتی ہے۔ ختم اللہ علیٰ قلوبہم اسکے بعد موت قلب کا مرتبہ ہے۔ کہ جسکی نسبت لا ینفع الآیات والنذر وارد ہے کہ جسمیں کوئی تخویف کوئی معجزہ کوئی نصیحت کام نہین دیتی۔ اور اگر نفس کے غلبہ پر صبر واستقلال سے کام لیا تو پھر کشادگی سینہ اور تقوے اور سکینت اوسکا اجر ہے ؛

ان دونوں لفظوں (یعنی غضب وضلال) کے لانے سے یہ غرض ہے کہ طریق مستقیم دو طرح چھوڑا جاتا ہے اونمیں سے ایک موجب غضب ہے اور دوسرا سبب گمراہی۔ خواہ کفر تک نوبت پہونچے یا نہ پہونچے ؛

پس مغضوب علیہ وہ شخص ہے کہ جان بوجھ کر احکام الٰہی کا انکار کرے یا قصداً گناہ کا مرتکب ہو۔ جیسے یہودیوں کی نسبت فرمایا گیا ہے۔ الذین آتیناہم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم وان فریقاً منہم لیکتمون الحق وہم یعلمون۔ یعنے جن لوگوں کو ہمنے توریت دی ہے وہ پیغمبر اور قرآن کو اسیطرح پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو اور اونمیں سے ایک گروہ جان بوجھکر حق چھپاتا ہے ؛

اور گمراہ وہ شخص ہے کہ جو باپ دادی کی پیروی سے یا نافہمی کے سبب کفر کرتے ہیں جیسے نصارے کی نسبت وارد ہے وضلوا عن سواء السبیل یعنے ہموار راستے سے گمراہ ہو گئے۔

چونکہ سورہ فاتحہ کے آخر میں یہود مغضوب وگمراہان نصارے کا ذکر تھا۔ اور یہودی اسلام کی خوبیوں پر طرح طرح اعتراض کرتے تھے مناسب معلوم ہوا کہ اول اون کا دفعیہ کیا جائے۔ اسلئے سورہ بقر میں اونکے اعتراضات کے جواب دیئے گئے۔ اور اسے الحمد کے بعد رکھا۔ اور نصارے کے اعتراضات کے جوابات سورہ آل عمران میں دیئے گئے

سورہ بقر

یہ صورت مدینہ منورہ مین نازل ہوئی ہے- اسمین چھیالیس رکوع اور دو سو چھیاسی آیت اور چھ ہزار اکیس کلمہ پچیس ہزار پانچسو حرف ہین ۔ اس سورت مین یہود کے مقابلہ مین جو قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونیکا بلا دلیل انکار کرتے تھے بڑی بڑی واضح اور روشن دلیلین عقلی ونقلی بیان فرمائی گئی ہین - اور منافقین کے دہوکون اور شبہیون اور شکوک وشبہات کے کامل جواب دئیے گئے ہین - اور بہت سے حکمت عملی کے ایسے بے نظیر ومفید مسائل جو یونانی تحقیقات سے ثابت نہ تھے اور نئی تحقیق سے بخوبی ظاہر ہوئے ہین- اس سورت مین پہلے سے ذکر کئے گئے ہین. مگر لوگون کو ادہر توجہ کا اتفاق نہین ہوا اسلئے ہم بعض امور تمہید کے طور پر بیان کرتے ہین کہ جو اپنے اپنے موقع پر تفسیر کے سمجھنے مین کام آئینگے ،

(۱) اس سورت مین الواح موسی وانبیاے ما تقدم کے صحیفون سے بہت سے نفیس علم بیان کئے گئے ہین- بالخصوص آدم وابراہیم ویعقوب اور اون کی اولاد وموسی علیہم السلام کی پیشین گوئیان اسلام کی نسبت تفصیل سے بیان کیگئی ہین. بعض مفسرین نے اسی مضمون کی روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے سورۂ بقر کا اوائل الواح موسی سے عنایت ہوا ہے- اسلئے الف اوائل ولام الواح ومیم موسی سے براعت کی گئی- اور نیز معالم مین مرفوعا مروی ہے کہ سورہ بقر ذکر اول سے ہے- یعنی عہد عتیق مجموعہ توریت سے ہے بالفعل عہد عتیق مین چالیس کتابین پائی جاتی ہین جو اکتیس پیغمبرون پر نازل ہوئے ہین- اسلئے یون براعت فرمائی گئی کہ الف کے اکتیس یعنی اکتیس پیغمبر اور میم کے چالیس یعنی چالیس کتابون کی اسمین تصدیق ہے- اور نیز یون بھی براعت ہوسکتی ہے کہ اصل مجموعہ عہد عتیق مین اکہتر کتابین تہین جو کم ہوتے ہوتے چالیس باقی ہین- اور الف- لام- میم کے اکہتر عدد ہوتے ہین- اور نیز جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے الم یہود کو سنایا تو یہود سمجھے کہ جس دین کی مدت صرف اکہتر سال ہے وہ کیا دین ہے- یہ سنکر حضور نے تبسم فرمایا کاش اگر یہ لوگ الم سے یہ سمجھتے کہ اس سے مجموعہ عہد عتیق کی تصدیق مراد ہے تو کامیاب ہوتے ۔

ان معاملات کے علاوہ اس سورت مین بڑے بڑے واقعات کا بیان ہے- فتح بدر- فتح احد- جسمین حضرت

امیر حمزہ شہید ہوئے - فتح خندق - فتح مکہ اور بہت سے فتوحات کی پیشین گوئیان تشریح کے ساتھ بیان فرمائی ہین جو اپنے اپنے مقام پر ظاہر کی جائین گی - اور بہت سے پسندیدہ امثال و بے حد نصیحتون پر مشتمل ہے - بعض مفسیرین کہتے ہین کہ پانچ سو احکام شرعی اسمین مندرج ہین -

(۲) بقر کی وجہ تسمیہ دو ہین - ایک یہ کہ بقر کثرت علم کو کہتے ہین اسی سے باقر بمعنی علامہ مشتق ہے چونکہ اس سورت مین کثرت سے علوم نفیسہ بیان کئے گئے ہین اسلئے بقر سے موسوم ہوئے دوسرے یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین کسی شخص نے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا حضرت موسیٰ کو اوسکا پتہ معلوم نہ تھا اور یہودی اوسکا نام چھپاتے تھے - اللہ تعالےٰ نے یہ انوکھی ترکیب بتلائی کہ گاے ذبح کرکے اوسکی زبان مردہ پر ڈالی جاے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب مردہ پر گاے کی زبان ڈالی گئی مقتول نے زندہ ہو کر خود قاتل کا نام تبلا دیا یہ قصہ اس سورت مین بدین وجہ نظیر کے طور پر بیان فرمایا کہ جسطرح تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین قاتل کا نام چھپاتے تھے اور اللہ تعالےٰ نے اوسے ظاہر کردیا اسی طرح تم جو اسلامی امور چھپاتے ہو یہ جہالت کی بات ہے کیونکہ حق تعالےٰ ان مخفی باتون کے ظاہر کرنے پر قادر ہے - اس خصوصیت سے اس سورت کا نام بقر رکھا گیا کسی اور سورت مین اس واقعہ کا بیان نہین ہے ؂

(۳) چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وجود آدم سے ساتوین ہزار سال مین مبعوث ہوئے ہین (جیسا کہ آگاہ حرب کے رسالہ مین تفصیل سے بیان کرچکے ہین) اور فصل ۱۲ یوحن مین پچھلے روز والے نبی مقرر ہوئے ہین اس وجہ سے فصل ۲۲ تکوین مین سارا نے کہا کہ میری اولاد کی وراثت کے وقت نبوت کی وراثت اسماعیل کی اولاد مین نہ ہو کیونکہ سبت کے روز یعنے ہزار ہفتم مین دولت اسلامی کا ہونا الواح موسیٰ مین لکھا ہے - اور پانچسو ستر مسیحی مین آپکی ولادت باسعادت فصل نہم دانیال مین لکھی ہے -

(۴) نبوت موقوف ہے نزول کلام خدا پر اور اسمین سب کلام مشترک ہین - مگر اس کلام مجید مین یہ خصوصیت ہے کہ خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا ہے - اور ختم نبوت کی یہ شان ہے کہ اوسکے بعد کلام تشریعی نازل نہو سکے اور اگر نازل ہو تو مفہوم خاتمیت باطل ہوتا ہے - نظر بران فصل اٹھارہ سفر تثنی مین بابت قوم بنی اسرائیل کی نسبت ارشاد فرمایا گیا ہے کہ تمہارے بھائیون مین نہ کہ تمہاری اولاد مین ایک نبی عظیم الشان کے منہ مین

ہمارا کلام ہوگا۔ (پارہ پارہ) اور اوسکا یہ نشان ہے کہ جو اوسکے بعد دوسرا شخص نزول کلام الٰہی کا دعوی کرے وہ مارا جاوے۔ اور اوسکی پیشین گوئی راست نہ آوے ۔

پس اس دلیل خلف سے ارشاد ہے کہ اگر تمہین قرآن کی منزل من اللہ ہونے مین شک ہے تو اپنی کتاب مسلمہ کے مطابق اسوقت ہزار ہفتم آدم مین تم اوس نبی موعود کا پتہ بتاؤ اور نبوت کے لئے ادنی امر یہ ہے کہ ایک آیت ہی کے برابر دعوے نزول کے ساتھ لے آوے اور جو ختم نبوت کے بعد ایک آیت بھی دعوے نزول سے لائے وہ مارا جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جسنے مسیلمہ و سجاح و اسود وغیرہم کی طرح دعوے کیا۔ اوسکا یہی حشر ہوا اسوجہ سے قرآن شریف کی ہر ہر آیت معجزہ ہے پس قرآن مجید کا اصلی معجزہ یہ ہے کہ اسکی ایک آیت کے برابر کوئی شخص اس دعوے کے ساتھ نہین لاسکتا کہ یہ منزل من اللہ ہے۔

(۵) گو قرآن کی فصاحت اور بلاغت بے نظیر ہے مگر یہ قرآن ہی کے ساتھ مخصوص نہین ہے جملہ کتب الٰہی ایسی ہی فصیح و بلیغ ہونی چاہئین۔ کیونکہ توریت کے وقت مین خدائے تعالی کم عمر نہ تھا جسکا کلام بوجہ خرد سالی کے ادنی درجہ کا تھا اور انجیل کے وقت مین جوان نہ تھا کہ متوسط درجہ کا کلام ہوا اور قرآن شریف کے وقت مین بڈھا ہوکر اعلی درجہ کا افصح و ابلغ نہین ہوگیا جب وہ الان کما کان ہے تو اوسکا کلام بھی ہمیشہ یکسان ہونا چاہیئے۔

(۶) حروف مقطعات کی نسبت بہت سے قول ہین ۱ سورتون کے نام ہین ۲ یہ حروف منجملہ اسماے الٰہی ہین ۳ ہر حرف خدا کے کسی کا نام کا خلاصہ ہے یا کسی دوسرے نام کا جیسے الٓمٓ مین الف سے اللہ اور لام سے جبرئیل اور میم سے محمد مراد ہے یعنی اللہ تعالے نے بتوسط جبرئیل کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ۴ ان حروف سے کفار کو اعجاز قرآن دکھلایا ہے یعنے باوجودیکہ قرآن بھی انہین حرفون سے مرکب ہے مگر تم اسکی ایک آیت کی برابر نہین لکھسکتے ۵ یہ حروف ابجد کے حساب سے خاص خاص واقعات کے سنہ ہین ۶ ان حرفون کے لانے مین ایک عجیب و غریب صنعت ملحوظ ہے وہ یہ ہے کہ جو حروف سورتون کے اول مین لاے گئے ہین کل چودہ حرف ہین کہ جو تمام حروف تہجی کے نصف ہین بشرطیکہ الف کو حرف مستقل نہ شمار کیا جاوے اور ان کو انتیس سورتون کے ابتدا مین بہ تعداد حروف تہجی ذکر کیا پھر اون حروف کے لانے مین ایک عجیب رعایت رکھی ہے کہ جسقدر حروف کی قسمین ہین اونین سے بقدر نصف ان حرفون مین موجود ہین۔ دیکھئے اول حروف کی یہ تقسیم ہے

مہموسہ یعنی نرمی سے ادا ہونے والے ہین یا مجہورہ سختی سے ادا ہونے والے۔ مہموسہ دس ہین۔ س۔ ت۔ ش۔ ح۔ ث۔ ک۔ خ۔ ص۔ ف۔ ہ انمین سے پانچ ح ہ ص س ک قرآن کے مقطعات مین موجود ہین اور مجہورہ اٹھارہ حرف ہین۔ انہین سے نو حرف مقطعات قرآنی مین موجود ہین اسیطرح دو اور قسمین ہین شدیدہ کہ سخت آواز سے پڑھے جاتے ہین رخوہ کہ نرم آواز سے پڑھے جاتے ہین۔ شدیدہ آٹھ حرف ہین انمین سے نصف چار حرف مقطعات قرآنی مین موجود ہین۔ اور باقی بیس رخوہ ہین انمین سے دس حرف قرآن مجید مین لائے گئے ہین۔ اسیطرح دو اور قسمین ہین ایک مطبقہ جن کے ادا ہونے وقت زبان تالو مین لگ جاتی ہی اور زبان اور اوسکے محاذات مین آواز رک کر نکلتی ہے۔ دوسرے منفتحہ کہ جن کے ادا ہونے وقت زبان تالو مین نہین لگتی اور آواز بلا رکاوٹ کے نکلتی ہے۔ پس مطبقہ چار ہین انمین سے دو قرآن مجید مین موجود ہین اور منفتحہ چوبیس ہین انمین سے بارہ حرف قرآن مجید مین موجود ہین ۔ نہایت لطیف قول باب مدینۂ حکمت حضرت علی مرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کا ہے کہ یہ حروف اون سورتون کے خلاصہ ہین (یعنی براعت استھلال) جن پر وارد ہوئی ہین اور یہی قول حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہما کا ہے کہ یہ الفاظ سر ہین اور سر کے معنے خلاصہ کے بہی آتے ہین چنانچہ حضرت علی مرتضے اللہ تعالے عنہ حم عسق کے عددون سے ہر آیندہ واقعہ کے سنہ بیان فرمایا کرتے تہے ۔ جسطرح ابراہیم علیہ السلام کو کہلی ہوئی نو نشانیان مرحمت فرمائی گئی تہین اوسیطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تسع آیات بینات عطا ہوئین تہین۔ انکی توریت مین پیشین گوئی کے طور پر اسلام کی بہی دس کہلی ہوئی نشان پہلے سے بیان فرما دیے گئے ہین۔ وہی دس نشانیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مبین مین بیان فرمائی ہین۔ یہ کیسے مطابقت کی بات ہے جس سے دین اسلام کی بشارت صاف طور سے ظاہر ہوتی ہے چنانچہ فصل ١٨ سفر مثنے مین نبی راستگوی اسماعیلی کی یہ صفت موجود ہی[ل۱] کہ خدائے یگانہ کی پرستش کی تعلیم فرمائینگے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا حکم۔ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد کا دیا جسمین واضح طور سے توحید الٰہی بتلائی ہے۔ اور اسی فصل مین نبی موصوف کی تعریف یہ کی ہے کہ وہ صاحب حکومت و عدالت ہونگے۔ اسیطرح فصل ١٢ یوحنا مین لکھا ہے کہ وہ جو آنیوالا ہے سزا دہندہ و جزا دہندہ

ل۱ کم کہ اسمہ ایک ہے یعنی نیا نہ

بقیہ مضمون تمدن و تدبیر منزل

بٹیرہ جاتے ہین مگر آخر دہی ہوا تا ئین ملا ئین فش ۶ ۔ چہ اکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ۔ کہان ہین وہ لارڈ کیسنڈون صاحب بہادر اور او مکلے وہ پر زور اسپیچ جس سے لندن کے ہر ہر عیسائی کے خون مین مذہبی جوش پیدا کر کے بہادری دکھانے کی امنگین سرکٹانے کی ہوس پیدا کر دی تہی ۔ اور کدہر ہین وہ لارڈ سالسبری کے جہوٹے دعوے کہ ترکون کو تکا بوٹی کر کے کہا جاؤ ۔ ان ہی نا عاقبت اندیش لوگون سے انگریزی گورنمنٹ کی توہین کرائی ۶ چہپا ہے کہین خاک ڈالے سے چاند ۔ ذرا اپنے گریبان مین تو منہہ ڈالکر دیکھین کہ اپنی رعیت کی اصلاح تو ہو ہی نہین سکتی ۔ دوسرون کی کیا خبر لوگے ۵

تو کار زمین را نکو ساختی　　　　که با آسمان نیز پرداختی

ترکون کی انصاف پسندی عدالت گستری کا یہ نتیجہ نکلا کہ ہمارے معلحت بین گورنمنٹ کا کسی سے ساتھ نہ دیا اور آخر لارڈ سالسبری جیسے لبرل شخص کو کہنا پڑا کہ سلطان نے آرمینیا مین کوئی ظلم نہین کیا بلہ اس بدنیتی کے صرف قصد کا اتنا بدلہ ہوا کہ دنسرولہ وغیرہ کے ذلیل لوگون سے دبکر صلح کرنی پڑی ۔ اور خدا جانے لڑتے تو کیا ہوتا سلطنت ٹرکی مین جو اعزاز ایک ذلیل وسٹریل عیسائی کو حاصل ہے وہ ہندوستان مین کسی والی ملک کو ہی حاصل نہین +

حضرات یہ خوبی صرف مسلمانون ہی مین نظر آتی ہے کہ ہر مسلمان سے بڑہنے والے مال مین سے چالیسوان حصہ لیکر غریب محتاجون کی پرورش کی جاتی ہے ۔ امیرون کی یون عیش سے گذرے تو غریبون کی یون اوقات بسری ہو ۔ بہلا کہین اور تو دکھا دیجئے ۔ کہ غریبون کی اسطرح فکر کی جاتی ہے ۔ آج ہندوستان مین ہزارون بیچارے آفت زدہ غریب ننگے بہوکے مرے جاتے ہین مگر سرکار کو پرورش کی جگہ شاید یہ خیال ہوگا کہ کب اس بیچارے کی روح پرواز کرے اور کب اسکے کپڑے فروخت کر کے خزانہ کی توفیر کی جائے +

یہ توکسیقدر سیاست مدن کے مسائل تھے اب تدبیر منزل مین سے ایک نکاح ہی کو دیکھئے کہ پہلے تمام ممالک ایشیا خصوصاً یہودیون اور یونانیون اور ہنود مین نکاح ایک قسم کی تجارت تہے جسمین لڑکی کے باپ کو

روپیہ دیکر جورو خریدی جاتی تھی مگر قرآن نے نکاح کو ایک عقد قرار دیا جسمین طرفین کی پوری رضامندی ضرور ہے۔ اور مہر کا روپیہ عورت کے باپ کو نہین ملتا۔ بلکہ خود عورت کو ملتا ہے۔ جیسے فما استمتعتم[1] بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضۃ۔ فرمایا ہے۔ اس پاکیزہ حکم سے قرآن نے مرد و عورت کے باہمی گذران مین کمال عدالت و نسبت کو برابر رکھا ہے۔ کہ جسکے سبب نکاح فسخ ہونے کی صورت مین بسر اوقات کرنیکا ذریعہ بتلایا ہے۔ اور ہمیشہ کو ملے رہنے کی تدبیر کردی۔ اور پھر اسی طمانیت اور محبت و نرم دلی کو جو باہم مرد و عورت مین ہونی چاہیے۔ ایک دائمی اور غیر قابل انتزاع اور لازوال تشبیہ مین بیان فرمایا۔ ہن لباس لکم و انتم لباس لہن وہ پوشاک ہین تمہارے اور تم پوشاک ہو انکی اور چونکہ نکاح کی اصل غرض تدبیر منزل اور انتظام خانہ داری و تحصین فرج ہے اور یہ سب باتین بغیر دائمی نکاح اور آپسمین مثل لباس باہم محتاج رہنے کے نہین ہو سکتین۔ اسلئے آشنائی اور متعہ وغیرہ کی صورتین حرام فرمائین اور اسی وجہ سے نکاح مین شہرت کی شرط مقرر کی تاکہ ویدکے اوس شرمناک طریقہ کا انسداد ہو جسے نیوگ کہتے ہین۔ اور قرآن نے حسن معاشرت کے فواید و منافع بیان کر کے آپسمین محبت و میل جول سے رہنے کی نہایت تاکید فرمائی۔ سورۂ روم مین ہے۔ و خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا و جعل بینکم مودۃ و رحمۃ یعنے تمہارے نفع کیلئے تم مین سے عورتین پیدا کین تاکہ تم اون کے پاس رہو اور تم مین اور اونمین محبت و رحمت ڈالدی۔ اور یہ سب مصلحتین جو نکاح کے دائمی قایم رکھنے سے خیال مین آسکتی ہین ان دو لفظون مین بیان کر دین۔ محصنین غیر مسافحین عورتون کے حفاظت کرنے والے ہو نہ کہ شہوت نکالنے والے نکاح سے غرض اصلی شہوت رانی نہ ہونی چاہیے کیونکہ یہ بہیمیت کا خاصہ ہے بلکہ مکان داری کی تدبیر اپنی حفاظت وغیرہ امور نکاح کا اصل مقصد ہے۔

نہ یہ کہ جیسے ایک غریب آریہ تحصیل علم یا کھانے کمانے کے لئے مسافرت کی صعوبت جھیلے اور یہان بیوی صاحبہ دوسرے قوی ہیکل جوان سے رنگ رلیان منا کر بچے جن رکھین اور جب وہ کمائی کر کے لادین تو اون نیوگی بچون کی نذر کر دے۔ شرم شرم باشرم!

[1] اور جو تم کام مین لائے اون عورتون مین سے اونکو دو وہ حقوق جو مقرر ہوئے ہین ۱۲

اور قرآن مجید نے تمام اختیارات وحقوق مین عورتون کو مردون کے ہمرتبہ اور جملہ قابلیتون مین مردون کی
مساوی قرار دیا ہے - جیسے سورہ بقر مین ہے - لهن مثل الذی علیهن بالمعروف عورتون کا بھی اون پر
ایسا ہی حق ہے جیسا اونکا دستور کے موافق - اور للرجال نصیب مما اکتسبو وللنساء نصیب مما اکتسبن سورہ
نساء مین ہے کہ مرد کو اپنی کمائی کا حصہ ہے اور عورتون کو اپنی کمائی کا حصہ ہے - سوا اس فرق کے کہ الرجال
قوامون علی النساء مرد حاکم ہین عورتون پر یا وللرجال علیهن درجہ مردون کو عورتون پر درجہ ہے - اور کل حقوق مین
دونون برابر ہین -

عورتون کے حقوق کے باب مین قدیم رسوم سے قطع نظر کرکے صرف انگلستان کے قانون کو دیکھا جائے
کہ ان لوگون نے باوجود دعوے اصلاح وتہذیب عورتون کے حقوق مین کیسے ظلم سے کام لیا ہے اور
اور اونہین بالکل مردون کی تابع کر دیا ہے - نکاح کے بعد بہت سے احکام ہین کہ جن مین عورت کا وجود کچھ
سمجھا ہی نہین جاتا اوس کی ذات ہی کالعدم ہو جاتی ہے - وہ اپنے نام سے کوئی معاہدہ نہین کرسکتی اوسکی
ذاتی جائیداد جو نکاح سے پہلے تھی وہ بھی شوہر کے ملک مین آجاتی ہے اور اوسے اختیار ہوتا ہے جیسے چاہے
خرچ کر دے جسے چاہے دیدے - عورت کا اتنا بھی حق حاصل نہین کہ وہ اپنے نام سے یا اپنی ذات خاص
کے لئے ضروریات خرید کرے - گو مرد پر عورت کا نان ونفقہ واجب ہے مگر رسم انگلستان مین اوسکے تعمیل
کرانے کا کوئی ذریعہ نہین - نہ عورت کو روٹی کپڑے کی نالش کا حق ہے - اور نیز بہت سے مدارج بدسلوکی اور
اذیت کے ایسے ہین جن سے مخلصی کے کوئی تدبیر نہین - گو عورت شوہر سے عرصہ تک جدا رہکر کوئی جائیداد حاصل
کیے وہ شوہر ہی کی ہوگی - جو اسباب کہ شوہر کے مرنے پر عورت بطور خود حاصل کرے اوسے شوہر کے قرض دار
چھین سکتے ہین مرد کو کل جائداد کا اختیار حاصل ہے کہ اپنی عورت کی جائداد جسے چاہے دیدے
عورت کچھ نہین کرسکتی -

بعض صورتون مین مردون کی بے حد حق تلفی ہے - عورتون کی بیہودہ رعایت ہے عورت کو یہانتک
پروانگی ہے کہ زنا کی سزا سے محفوظ ہے -

اور مسلمانون مین نکاح سے پہلے خلوت صحیحہ کسی طرح درست نہین جیسے آجکل مہذب قومون مین اکثر بیاہ سے پہلے خوب

شوک بجا کر دیکھ لیتے ہین اور مہینون لطف صحبت اٹھا کر کہین قاعدہ کی پابندی گوارا کرتے ہین - اسکا نتیجہ ہوتا ہے کہ اکثر کنواری عورتین استقاط حمل کی مصیبتین اوٹھاتی ہین - چنانچہ اتفقت جر جلیس نے جب اپنا تالاب صاف کرایا تو اوسمین چھ ہزار بچون کی کھوپریان برآمد ہوئین اور نہ مسلمانون مین یہ لغویت ہی کہ ہندونکی طرح سیکڑون ہزارون کو س برہمن کے کہنے پر بے سوچے سمجھے شادیان کردی جاتی ہون ..

ایک اور بات ہے کہ مہذب گروہ مین صرف ایک شادی جائز رکھی گئی ہے - دوسری کی اجازت نہین مگر کوئی اُنسے یہ تو پوچھے کہ حال کی مردم شماری سے ظاہر ہوا ہے کہ مردون کی تعداد سے بارہ کثر وڑ عورتین زیادہ ہین اگر دو نکاح جائز ہوتے تو وہ عورتین کیا کرین بجز حرام کاری کے اور کیا صورت نکل سکتی ہی اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر سال لندن کے بدرو مین سے ہزارون استقاط شدہ بچے نکلتے ہین معاذ اللہ -

دوسری بات ہے کہ جن ایام مین حمل ہوتا ہے یا بچہ دودھ پیتا ہے عورت سے مقاربت کرنا نہایت ہی مضر ہے پھر تبلائیے کہ دو تین برس تک بیچارا جوان آدمی کیا کرے یا تو یہ کہ اُن مہذب حضرات کے طرح مزے اوڑاے یا مجرد رہکر مختلف بیماریون مین مبتلا ہو -

غرض یہ ہے کہ مسلمانون کی جو بات ہے دنیاوی یا دینی ایسی ہی لاجواب ہے + (باقی آیندہ)

رسید قیمت رسالہ

شیخ محمد حیاالضا صاحب رئیس میرٹھ (عہ) مولوی شبیر احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر (عہ) جناب محمد یحیی خان صاحب سپرنٹنڈنٹ گرامی (عار) منشی احمد حسین صاحب ہیڈ ریڈ کسی میواڑ (عہ) مولوی عبدالقادر صاحب مدرس مشن اسکول (عہ) مولوی ظہور الحسن صاحب نارنولی (عہ) منشی سید قاسم علی صاحب نائب تحصیلدار (عہ) منشی ضیاءالدین صاحب قانون گو (عہ) منشی محمد شفیع اللہ صاحب نائب تحصیلدار (عہ) مولوی حبیب علی صاحب علوی وکیل اٹاوہ (عہ) منشی سید کبیر حسین صاحب مذور (عہ) منشی سالار بخش صاحب ناظر (عار) منشی احمد حسن صاحب ضلعدار (عہ) منشی متبانہ احمد صاحب گرداور (عہ) مولوی عبدالغنی صاحب عرف ہنسی آنریری مجسٹریٹ (عہ)

فلسفہ جدید

آئینۂ سکندر جام جم است بنگر + تا بر تو عرضہ دارد احوال ملک دارا۔

سچ ہی کہ تحقیق اور تجربہ عجیب چیز ہے۔ کہ جس سے نئی نئی ترکیبین حیرت انگیز تماشے نظر آتے ہین۔ انگریزی تحقیقات سے آجکل ایسے ایسے مفید اور کام کی باتین نکلی ہین کہ پہلے کبھی یونانی حکما کے خیال و خواب مین بھی نہ گذری ہون گی ۔ مگر افسوس ہی کہ ہمارے پرانی لکیر پیٹنے والے مولوی صاحبان ابھی تک اونہین خیالی میدانون کی خاک چھان رہے ہین۔ اونکے نزدیک وہی فلک القمر فلک العطارد وغیرہ کے مقعر محدب وہی ہیولے وصورت کے افسانے وہی صورت نوعیہ وصورت جسمیہ کے قصے وہی فلک الافلاک کی بساطت وہی زمین کا مرکز عالم ہونا وہی کرہ زمہریر کرہ نار کے سبز باغ تفریح طبع کے اسباب ہین ۔ عناصر اربعہ علی حالہ غیر مرکب ہین۔ حالانکہ بدیہی اور مشاہدی ثبوت سے اون خیالات کا بطلان ہو چکا ہے مگر ان حضرات نے آنکھین بند کر لی ہین کانون مین انگلیاں ٹھونس رکھی ہین ۔ انھین کچھ پرانے ٹھیکرون مین ایسا مزہ آتا ہے کہ رات دن صدرے وشمس بازغہ مین اوقات ضایع کرتے ہین حالانکہ انصاف کی نظر سے اگر دیکھا جاے تو علم فلسفہ مین انگریزون کا مبتدی طالب علم اچھی طرح ایک اعلی درجہ کے فاضل اجل کے یقینیات ارسطو سے کو ہباءً منثورا کی طرح پراگندہ کر سکتا ہے ۔ کاش اگر ایسا ہوتا کہ ان تحقیقات جدیدہ کے ترجمے عربی زبان مین کرکے (جن سے تمام دنیا کے کارخانہ چل رہے ہین) داخل درس کیے جاتے تو یہ تضیع اوقات جو بے نتیجہ ہوتی ہے ۔ اس سے محفوظ رہتے ۔ اور کام کی باتین ہاتھ آتین ۔ ہمارا ارادہ ہے کہ فلسفہ جدیدہ کے مضامین ہمیشہ کچھ نہ کچھ مظہر الاسلام مین لکھا کرین اسلیے بالفعل عناصر اربعہ مین سے آگ کا مرکب ہونا ثابت کرتے ہین اور پھر ہوا کا پھر پانی کا پھر مٹی کا اور ان سب کے بعد یونانی فلسفہ کی تحقیق اس بارہ مین لکھکر موازنہ کرینگے ۔ اگر آپ سب حضرات پسند کرین تو ہم بقدر فرصت ایسی کتابون کا ترجمہ عربی مین شروع کردین گے۔ اس عظیم الشان کام مین ہمین معزز و محترم مکرم فاضل محقق مولوی عبد الغفور صاحب اعظم گڈہی مدرس اول مدرسہ چشتیہ اجمیر شریف اور مولوی سید احمد اللہ صاحب ایم اے امید دلاتے ہین کہ وہ کامل طور سے

مدد دیا کرین گے ؛

آگ مرکب ہے کاربونک ایسڈ اور اکسیجن و ہیڈروجن و پانی سے

اس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک موم کی بتی لیکر اوسے روشن کرین - تو جون جون وہ بتی جلتی جاتی ہے اوسیقدر اوسکا حصہ غائب ہوتا جاتا ہے - یہان تک کہ وہ تمام موم اور اوسکے اندر کی کل بتی جل جاتی ہے - مگر اب دیکھا جائے کہ یہ موم جلکر کیا ہوا - ایا معدوم محض ہوگیا یا اوسی طرح باقی ہے یا اوسکی صورت بدل گئی جیسا تھا ویسا تو ہے نہین - اور معدوم بھی نہین ہوگیا کیونکہ آیندہ ثابت ہوگا - جیسے شکر پانی مین ڈالیے تو اوسکی صورت تھوڑی دیر مین آنکھون سے غائب ہوجائیگی - مگر حقیقتاً یہ شکر معدوم نہین ہوئی بلکہ صورت بدل گئی ہے - کیونکہ اوسکا مزہ باقی ہے - اور جب چاہین علم کیمیا کے ذریعہ اوسے نکال سکتے ہین - اسی طرح موم کی بتی وغیرہ کیطرح جتنی چیزین جلتی ہین اون کی صورت بدل جاتی ہے - مگر سرے سے بالکل جاتی نہین رہتین ؛

اب ہمین اسکا سراغ لگانا چاہیے کہ موم بتی جلکر کیا ہوئی اوسکی یہ ترکیب ہے کہ ایک موم بتی لو اور ایک کانچہ کی صاف تنگ گردن کی بوتل لیکر اوسمین بتی جلاؤ تو یہ بتی بوتل کے اندر دو چار منٹ تک اچھی طرح جلیگی - اور بعد ازان درجہ بدرجہ مدہم پڑتی جائیگی - اب یہ سوچنا چاہیے کہ یہ بتی دہیمی کیون ہوگئی اور اوسکے بعد گل کیون ہوگئی - اس بات کے سمجھنے کے لیے آپ کو یہ خیال کرنا پڑیگا - کہ بوتل مین جو ہوا ہے - وہ جیسی بتی جلانے سے پہلے تھے ویسی ہی ہے یا کچھ بدل گئی - اگر ہوا جیسے پہلے تھی ویسی ہی ہے تو اسکی کیا وجہ کہ پہلے تو بتی اچھی خاصی جلتی رہے - پھر مدہم پڑی آخر گل ہوگئی - اس سے سمجھ مین آگیا کہ بوتل کے اندر کی ہوا مین کوئی اور کیفیت پیدا ہوگئی - اب اسے یون دیکھنا چاہیے کہ ایک اور صاف بوتل لین - اور ظاہر ہے کہ اس بوتل مین بھی ہوا بھری ہوئی ہے مگر فرق یہ ہے کہ اسمین موم بتی نہین جلائی گئی - اس نئی بوتل مین تھوڑا سا چونے کا صاف پانی ڈالین - اور پہلے بوتل مین بھی ویسا ہی پانی ڈالین - تو نئی بوتل مین پانی جیسا تھا ویسا ہی رہیگا اور جس بوتل مین بتی جلائی گئی تھے اوسکے پانی کا رنگ دودیا ہوجائیگا - اس تجربہ سے ظاہر ہوا کہ جس بوتل مین بتی جلائی گئی تھے اوسکی ہوا مین بتی جلنے سے کچھ فرق آگیا ہے اور یہ دودیا رنگ کھریا مٹی کا ہوتا ہے اور کھریا مٹی کاربانک ایسڈ اور چونے سے بنتی ہے - اور کاربانک ایسڈ گاس

ایک ایسی ہوا ہوتی ہے جسکا کچھ رنگ تو نہین ہوتا مگر اوسکی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ چونے کے پانی کا رنگ دودیا کر دیتی ہے - اور جلتی ہوئی بتی اوس سے گل ہو جاتی ہے - اس تجربہ سے معلوم ہوا کہ موم کی بتی جلکر اوسکا ایک حصہ مرکاربانک ایسڈ بن گیا ہے - یعنی اس جلی ہوے موم کی کاربن بوتل کے اندر اس نہ دیکھنی والی ہوا کیصورت مین موجود ہے - اور اسکا کچھ حصہ جو جلکر ہوا کو نہ بنا تھا وہ دہوئین کی طرح بوتل مین سے نکلتا ہوا معلوم ہوتا تھا - چنانچہ اگر بتی کے اوپر تہوڑی دیر تک سفید کاغذ تھامے رہو وہ سیاہ ہو جائیگا - اصل مین وہ سیاہی کاربن کا دھبہ ہے - اس سے ثابت ہوا کہ آگ مین ایک جزء تو کاربونک ایسڈ ہے - اور دوسرا حصّہ پانی کا ہے - اوسکا ثبوت یہ ہے کہ ایک شیشی کا گلاس لین اور اوسے ٹھنڈا کر لین اور موم کی بتی جلاکر رکھے اوپر گلاس ہاتھ سے تھامے رہین تہوڑی دیر بعد وہ صاف گلاس سیاہی مائل ہو جائیگا - اور خوردبین سے یا غور سے دیکھین تو اوسکے اندر پانی کے چہوٹے چہوٹے قطرہ نظر آئین گے - اور اگر کچھ دیر گلاس یون ہی رکھین اور کچھ ایسی ترکیب کرین کہ جس سے وہ گلاس گرم نہ ہونے پائے تو تمام بتی کے جل جانے پر خاصہ ایک دو تولہ پانی نکل آئیگا - اور سرد نہ ہونے کی حالت مین وہی پانی بہاپ کی صورت مین اڑ جائیگا -

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ آگ ان چیزون سے مرکب ہے ایک کاربانک ایسڈ گاس دوسرے آکسیجن تیسرے ہیڈروجن چوتھے پانی سے - (باقی آیندہ)

(۱) سنون منجہن

یہ حیرت انگیز منجن ملتے ہی دانتون کا درد - مسوڑہون کی سوجن - بیس منٹ کے اندر جاتی رہتی ہی فی تولہ ۸ر

(۲) حبوب طحال - یعنی تلی کی گولیان -

ان گولیون سے بہت سے لوگون کی تلیان بالکل جاتی رہے ہین - ایک آدمی کیلئے عہ

(۳) سفوف مشتہی یعنی بہوک لگانے والا

اس سفوف کے استعمال سے اسقدر بہوک بڑہ جاتی ہے کہ آدمی بے تاب ہو جاتا ہے اور کہانا ہضم ہو جاتا ہے - عار

(۴) حبوب الحدید یعنی دافع فساد آب و ہوا

ان گولیون کے استعمال سے آب و ہوا کا فساد اثر نہین کرتا اور ہر جگہ کا پانی موافق آجاتا ہے فی تولہ عہ ر

(۵) روغن مسہل

یہ نہایت مفید تیل حکمی دوا ہے۔ کہ اس کے ایک قطرہ سے ایک دست اور دو سے دو دست آسانی سے آجاتی ہین اور طبیعت صاف ہوجاتی ہے۔ ایک شیشی مین تین ماشہ ہوتا ہے۔ قیمت عہ

(۶) روغن بال نکالنے والا۔

اس تیل کی مالش سے بہت جلد بال جم جاتے ہین قیمت فی بوتل جسمین پاؤ سیر ہوتا ہے۔ عہ

(۷) طلاے مہاسہ

اسکی مالش سے مہاسہ نہین نکلتے۔ ایک آدمی کے لئے۔ قیمت ۱۲/

روغن نمبر ۱۳ و شربت کے سوا کل دوائین ہم اپنے صرف سے روانہ کر سکتے ہین۔ مگر قیمت پہلے آنی چاہئے یا ویلیو پی ایبل منگوای جائین فقط۔

المشتہر

ابو المؤید خادم الاطبا محمد مستظہر الہادی سہیل عفی عنہ مالک رسالہ مظہر الاسلام کوٹھی منشی حاجی محمد خالق حسین صاحب مرحوم واقع اجمیر شریف

تصحیح اغلاط رسالہ ماہ شعبان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۰	ودام	داء	۱۱	۱۹	سیعر	سیعیر
۴	۱۷	بسم	بسم اللہ	۱۲	اس صفحہ مین چند قرآنی و توریتی ایات مین لکیر نہین کھینچی ہے۔		
۶	۴	وایاک نستعین	×				
"	۱۴	مثالی	مثانی	۱۴	۲۱	اسرار حسین	ابرار حسین
۹	۱۵	ملاو	ملاک	رمضان			
۱۱	۵	والزین	والذین	۲	۲	ہمین	ہمینا مطمئین
				۳	۸	زبانی	زمانی

اعلان

مظہر الاسلام تین چار ماہ سے آپکی خدمت گذاری کر رہا ہے - ابتک بعض حضرات نے
خریداری و عدم خریداری سے ہمین مطلع نہین فرمایا - بہت سے حامیان اسلام نے پیشگی
قیمت سے ہماری دستگیری فرمائی - جزاہم اللہ خیر الجزاء * باقی حضرات بھی توجہ فرمائین -

مضامین ذیل مظہر الاسلام کیلئے ہمنے مقرر کئے ہین *

(۱) ۸ صفحہ مین قرآن شریف کی تفسیر عام فہم اردو مین - (۲) مخالفین اسلام کی مسلمہ کتابون سے
اسلام کی بدیہی پیشین گوئیان (۳) حدیثون کا تعارض جو آجکل مخالفین اعتراض کرتے ہین
وہ رفع کئے جائینگے - (۴) مضامین تصوف (۵) گذشتہ نامور مسلمانون کے حالات
(۶) تحقیقات جدیدہ کے دلچسپ مسائل (۷) مسائل طب (۸) اسلامی تمدن و تدبیر منزل

جو صاحب **مظہر الاسلام** کی خریداری منظور نہ فرمائین وہ براہ عنایت کل پرچہ واپس بھیجدین
اور اپنا صاف نام لکھدین تاکہ اون کا نام زمرہ خریداران سے خارج کر دیا جاوے - شوال
تک رسالہ وقت پر شاید نہ پہونچے گا - کیونکہ ایڈیٹر کو ماہ شوال تک سفر درپیش ہے مگر انشاء اللہ
اسکے بعد ٹھیک وقت پر رسالہ پہونچا کریگا *

رسالہ کی قیمت اون روساے جنکی آمدنی کم از کم دو سو روپیہ ماہوار ہے للعہ سال پیشگی اور معمولی
حضرات سے عہ سال مقرر ہے جملہ خط و کتابت پتہ ذیل سے ہونی چاہیئے *

المشتہر

ابوالمؤید حکیم محمد مظہر الہ آبادی سہیل امروہی - کڈہی نواب حاجی محمد خان صاحب مرحوم - اجمیر شریف

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

بابت ماہ محرم الحرام و صفر المظفر سنہ ۱۳۱۴ھ نمبر ۸ و ۹ جلد ۱ -

صداقت و تحقیق کا آئینہ حقایق علمی کا گنجینہ اعنے رسالہ

مظہر الاسلام

بسرپرستی حضرت زبدۃ المفسرین قدوۃ المحدثین مولانا حکیم سید محمد حسن صاحب قبلہ امروہوی

خادم الاسلام ابو المؤید حکیم محمد مظہر العابدین سہیل امروہوی نے

مطبع معین الہند اجمیر میں چھپوا کر کوٹھی نواب حاجی محمد خان صاحب

مرحوم سے شایع کیا۔

قیمت سالانہ روساسے للعہ ۸ معمولی حضرات سے عہ ۸ پیشگی

جو لوگ کفر پر مصر ہین

کفر کی اصل کفر بفتح کاف بمعنی چھپانا ہے - جیسے اللیل کافر رات چھپانیوالی تاریک ہے - یا میوہ جات
کے غلافون کو کافور کہتے ہین - اور اصطلاح مین کفر احسان نہ ماننے کا نام ہے - اور عرف شرع مین کفر کی
تعریف یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کرنا - اور جو آپ پر وحی نازل ہوئی
اوس سے منکر ہونا

سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ٥

برابر ہے کہ تو اونہین ڈراوے یا نہ ڈراوے - وہ ایمان نہ لائین گے - سوآء ان کی خبر ہے - اور
اسم ہے بمعنی مستوی کی - مصدر سے فعل کیطرف اسلیئے عدول کیا کہ تجدد پیدا ہو جائے - اور ہمزہ
ولام کے داخل ہونے مین خوبی پیدا ہو جائے - انذار خوف دلانا - مگر وہ خوف جو عذاب الٰہی سے
دلایا جائے - یہان انذار پر اقتصار کر کے بشارت یون نہین فرمایا کہ خوف دلانا بنسبت خوشخبری
سنانے کے زیادہ موثر ہوتا ہے - اور نفع کے حاصل کرنیسے نقصان کا دفع کرنا اہم ہے - اور
ڈرانا ہی کچھ فائدہ نہین دے سکتا تو اوس سے نفع نہ دینے کی بشارت خود بخود ثابت ہو گئی -
لا یؤمنون جملہ مفسرہ ہے اجمال ماسبق کیواسطے یا حال موکدہ ہے یا بدل ہے - یا ان کی خبر ہے -
اور جملہ ماقبل چونکہ حکم کی علت واقع ہوا ہے اسلیئے جملہ معترضہ ہے - اس آیت سے تکلیف مالا یطاق
کا جواز ثابت کیا جاتا ہے - کیونکہ جب خود خداوند عالم لا یؤمنون کا حکم لگاتے ہین - اور پھر تمام
دنیا کو دعوت اسلام کرتے ہین - پھر اگر یہ ایمان لے آتے تو خبر خداوندی دروغ ہو جاتی - اور
وہ ایسا ایمان لاتے کہ ایمان نہ لاتے - اس صورت مین اجتماع ضدین لازم آتا - ہم اسکا یہ جواب
دیتے ہین کہ ان الذین کفروا مین موصول معرفہ واقع ہوا ہے اور اوس سے وہ خاص خاص لوگ
مقصود ہین جنکا ایمان نہ لانا علم الٰہی مین متحقق تھا - اور وہ حقیقتاً محکوم و مکلف ہی نہ تھے - گویا یہان
اونکی نسبت پیشین گوئی فرما کر معجزہ ثابت کیا ہے -

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ - مہر کی

اللہ تعالے نے اونکے دلون پر بوجہ کفر و انکار قیامت کے اونکی سمع اور اونکی بینائیون پر پردہ ہیز
اس آیت مین حکم سابق کی علت بیان فرمائی گئی اور حکم جسکو چاہتا ہے اوسکا بیان ہے۔
یعنے انذار و تخویف کیلئے فائدہ نہونیکی وجہ یہ ہے کہ اونکے دل اور کان اور آنکہونمین سمجہنے
سننے دیکہنے کا مادہ ہی نہین ہے۔

ختم کے معنے۔ کتم یعنے چہپانیکے ہین۔ چونکہ مہر لگا کر کسی شے کو چہپایا کرتے ہین اسلئے
ختم مہر کو کہنے لگے۔

حقیقتاً اونکے دلون پر کوئی مہر یا پردہ وغیرہ نہ تہا۔ بلکہ اوس سے کنایتہ یہ مراد ہے کہ اونکے
نفوس مین کفر اسقدر مضبوطی کے ساتہہ بیٹہہ گیا ہے کہ وہ گناہ و شرک و ایمان و طاعت مین
تمیز ہی نہین کر سکتے۔ اور بوجہ تقلید آبائی اونکے قلوب کفر مین اسدرجہ منہمک ہین کہ اون میز
حق کا نفوذ ہو ہی نہین سکتا۔

جبکہ کفار نے حق سے اعراض کیا اور اونکے دلونمین گمراہی قایم ہوکر مثل طبیعت کے ہوگئی
تو اونکو ایسے وصف سے موصوف کیا جو خلقی ہوتا ہے۔ اور اگرچہ ایمان سے باز رکہنا افعال
شیطانی سے ہے لیکن چونکہ قدرت الہی کے احاطہ مین شیطان بہی داخل ہے اور مضل بہی اوسکا
نام ہے اسلیئے مسبب اصلی کیطرف فعل کو نسبت دی اور نیز جبکہ کفر اونکے دلونمین رسوخ
کر گیا اور ایمان حاصل کرانیکا کوئی طریقہ نہ رہا تو اونکے اس استحکام کو ختم کے ساتہہ مجازاً تعبیر
کیا۔ کیونکہ یہ انکار ایمان کے لیئے سد ہے۔ اور اسمین اونکی بیحد گمراہی و غوایت کیطرف اشارہ ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

اور اونکے لیئے دردناک عذاب ہے جلاوطن کا اور قتل کا جیسے فصل ۱۹ سفر مثنی مین قرآن مجید
کے نہ ماننے والون کی نسبت تفتیش بیان فرمائی گئی ہے۔ پس حسب فصل ۲۴ یشعیا کے بنی
نضیر اولاد لاوی جلاوطن ہوئی۔ اور بنی قریظہ اولاد شمعون قتل کیئے گیے۔ ہمین افسوس ہے کہ
سر سید احمد خان بہادر نے باوجود دعوے اسلام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کی

تحقیر کی ہے - معاذ اللہ مسلمانی کا دعوی اور ایسے ناپاک خیالات مگر وہ کیا کرین - اون بیچارونکو کیا معلوم کہ خاتم المرسلین کی کیا عظمت ہے -

اور ان دونون قومونکی نسبت پہلے ہی سے خدا نے کیا ارشاد فرمایا تہا - اگر یہ صورت پیش نہ آتی تو قرآن مصدقاً لما معکم نہ ہوتا - اسمین کچہہ کلام نہین کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ مین خصوصاً ان دونون قومونکے متعلق جو احکام صادر فرمائے ہین وہ سراپا حق ہے وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ -

اور یہودیون مین بعض ایسے لوگ ہین مثل سعد حنیف و زید سلیت وغیرہ جو یہ کہتے ہین کہ ہم اللہ اور روز آخر ہزار ہفتم مقدس پر ایمان لائے - حالانکہ وہ مومن نہین ہین یوم آخر و یوم آخرۃ مین عجیب و غریب فرق ہے - یوم آخرۃ سے تو قیامت کا دن مراد ہے اور یوم آخر کتب سابقہ مقدسہ کی اصطلاح مین سبت مقدس کا نام رکہا گیا تہا اسلئے اس سے مراد محمد رسول اللہ کی تصدیق ہوتی ہے - یہ ہی قاعدہ یاد رہے کہ آیات مکیہ قبل از ہجرت مین ناس سے مراد اہل مکہ ہوتے ہین اور مدنیہ مین اکثر یہود مراد ہوتے ہین - مگر بعض جگہ اسکے خلاف بہی ہوتا ہے - جیسے سورہ حج مین ناس سے مراد قیدیان بدر اہل مکہ ہین - اب ان لوگونکے ایمان نہ لانے کی وجہ فرماتا ہے

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ

اللہ تعالے کو فریب دیتے ہین اور ہیز ایمان دارونکو - اور وہ اپنے نفسون ہی کو فریب دیتے ہین مگر جانتے نہین -

یہانسے اللہ تعالے شانہ نے منافقین کی چار خباثتین اور شرارتین ذکر فرمانی شروع کی ہین اونمین سے ایک اس آیت مین ذکر کیگئی ہے - اس آیت مین دی چار باتین توضیح طلب ہین اول تو یہ کہ مخادعت کیا چیز ہے - دوسرے یہ کہ خدا کے ساتہہ مخادعت سے کیا مراد ہے تیسرے مخادعت کیون کرتے تہے چوتہے ما یخدعون الا انفسہم سے کیا مراد ہے -

فِی قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ فَزَادَہُمُ اللّٰہُ مَرَضًا وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ ٥

اون یہودیونکے دلونمین انکار کا مرض ہے کہ مسیح کو تسلیم نہین کرتے۔ پس زیادہ کردیا اللہ نے اوراونکا مرض اسوجہ سے کہ قرآن مجید مین مسیح علیہ السلام کی تقدیس فرمائی اوراونکے لیئے دردناک عذاب ہے اسلیئے کہ جھوٹ بولتے ہین۔ چنانچہ اون لوگون نے یہ فساد و شرارت کی کہ آدم سے تارح تک تورات عبرانیہ کے سنون مین تغیر کردیا۔ اسلیئے فرماتا ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَہُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ٥ اَلَآ اِنَّہُمْ ہُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ٥

اورجب اونسے کہاگیا کہ زمین مین فساد نہ ڈالو یعنے سبعۃ مقدس کے سنون مین تغیر نکرو۔ تو کہتے ہین کہ ہمتو اصلاح کرتے ہین۔ آگاہ ہوجاؤ کہ وہ مفسد ہین لیکن بے شعور ہین۔ کہ عبداللہ بن سلام جیسے عالم کے ہوتے ہوئے تغیر کرتے ہین۔

اس آیت مین منافقین کی دوسری شرارت بیان فرمائی گئی ہے اسمین توضیح طلب چار امر ہین۔ اول تو یہ کہ لا تفسدوا کا قائل کون ہے۔ دوم فساد فی الارض سے کیا مراد ہے۔ سیوم انما نحن مصلحون کا قائل کون ہے۔ چوتھے صلاح کیا چیز ہے۔

۱۔ بعض کے نزدیک لا تفسدوا کا قائل خداوندعالم ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مقولہ ہے۔ بعض کہتے ہین کہ بعض مسلمانونکا قول ہے۔ ان سب خیالات مین احتمال غالب یہ ہے کہ اسکے قائل کو مشافہت کی ضرورت ہے اورکفار سے خداوندعالم نے بالمشافہ گفتگو نہین فرمائی لہذا یا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے یا مسلمانونکا۔ مگر اس قول پر محکوم خداوندعالم کیطرف سے اول حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہوئے۔

۲۔ فساد کے معنی یہ ہین کہ کسی شئے کا ایسا خراب ہوجانا کہ جو نفع اوسکے متعلق تھا وہ زائل ہوجائے اوراوسکی نقیض صلاح ہے اوسکے معنی یہ ہین کہ شئے کا اپنے متوقع نفع پہونچانیمین کامل ہونا۔

۳۔ زمین مین فساد ڈالنے کے معنی بظاہر تو یہ ہین کہ منافقین مسلمانونکے راز و مشورہ اپنے ناقص فہم کے

مطابق کفار کو پہونچاتے تہے اور یہ سن سنکر اونکے دلونمین شورش وحمیت جاہلیت کو فروغ ہوتا تہا
کہ جس سے امن کی جگہ فتنہ وفساد ہوجانیکا کہٹکا لگا رہتا تہا - مگر حقیقت مین فساد فی الارض سے
مراد وہی بہت سے سنون مین تغیر کردینا ہے کہ جسکی وجہ سے عیسے علیہ السلام کا انکار ثابت کرین
اور پہر اسلام کی مخالفت کرین -

۴- انما نحن مصلحون کے قائل منافقین یہود تہے -

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ أَلَا إِنَّهُمْ
هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ○

اور جب اونسے کہا گیا کہ تم ایمان لاؤ جیسے عبداللہ بن سلام مسیح وانجیل پر ایمان لائے تو کہنے لگے کہ
کیا ہم ایمان لائین جیسے بیوقوف ایمان لے آئے - آگاہ رہو کہ وہی بیوقوف ہین لیکن یہی بیوقوفی
کو نہین جانتے - اس آیت مین تیسری شرارت منافقین یہود کی ذکر فرمائی ہے اسکی توضیح یہ ہے
قاعدہ کی بات ہے کہ انکے حاصل ہونیکی مجموعی دو امر ہوتے ہین اول تو ناسزاوار باتونکا ترک کرنا
اوسکے متعلق لاتفسدوا مین نہی فرمائی گئی - دوسرے جو ضروری العمل کام ہین اونپر عمل کرنا - اسکی
نسبت اس آیت مین حکم دیا گیا -

یہان چند امور قابل تذکرہ ہین الناس مین لام دو قسم کا ہوسکتا ہے - لام عہد جس سے خاص خاص
مسلمان یا عبداللہ بن سلام وغیرہ مراد ہین یا لام جنس اوسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ قبیلہ اوس
وخزرج کے اکثر لوگ تو مسلمان تہے مگر یہ منافقین اونہین سے خارج تہے لیکن مقدار مین بہت کم تہے
اور قاعدہ ہے کہ لفظ عام کبہی اکثر پر ہی بولا کرتے ہین - اسلیئے لام جنس مراد لے سکتے ہین -
دوسرے یہ کہ جو شئی جس کام کیلئے پیدا کیگئی ہے اگر وہ اوس کام مین آتی ہے تو ٹہیک ہے -
ورنہ اوسکا وجود کالعدم ہے تو چونکہ انسان کی پیدائش عبادت کے لیئے ہوئی ہے اور کفار نے
اوس غرض کو چہوڑ دیا - اسلیئے وہ گویا آدمیت سے ہی خارج ہوگئے -

سفیہ - خفیف العقل - منافقین کو اسلیئے سفیہ کہا گیا کہ وہ دلیل عقلی ونقلی کو لغو سمجہکر صاحب

صاحب معجزات سے منکر ہوئے - اسلیئے سفیہ ہین - دوسرے جو اپنی آخرت سے دنیا کو بدل لے وہ سفیہ ہے - تیسرے یہ کہ جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کرے وہ قطعًا سفیہ ہے کہ جان بوجھکر انکار کرے -

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ج وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

اور جب مسلمانون سے ملتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے اور جب ابو عامر وغیرہ اپنے شیطانون سے خلوت مین ملتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم تمہارے ساتھ ہین - ہمتو اونسے تمسخر کرتے ہین کہ اسلام ظاہر کرتے ہین - اللہ اونسے ٹھٹھا کرتا ہے اور اونہین اسدرجہ طغیانی مین ڈالتا ہے کہ وے بہٹکتے ہین - یہ منافقین کی چوتہی شرارت کا بیان ہے -

استہزا ہزء یہزء - اسکے لفظی معنے سرعت کے ہین اوسکی تعریف یہ ہے کہ تمسخر کے طور پر ظاہر میں تعریف کرنا اور باطن مین ہجو و مخالفت کرنا - مگر اس تعریف پر یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ استہزا مین تلبیس ہوتی ہے اور خدا کیلیئے تلبیس ماننا صفت مذمومہ ہے اور نیز استہزا مین جہل لازم آتا ہے - جیسے خود حقتعالے فرماتا ہے اتتخذنا هزوا قال اعوذ بالله ان اكون من الجاهلين (کیا تم ہمسے ٹھٹھا کرتے ہو تو کہا کہ خدا کی پناہ اس سے کہ مین جاہل ہون یعنے استہزا کرنا جہالت کا کام ہے - پہر خدا پر اس لفظ کا اطلاق کیسے صحیح ہو سکتا ہے اسکا جواب کئی طرح دیا گیا ہے -

۱ - خداوند عالم جو قہر اون پر کرنا چاہتا ہے وہ جزاء استہزا ہے اوسکا نام استہزا اسلیئے رکہا گیا کہ حسب قاعدہ عربیت کسی چیز کی جزا کو اوسکے نام سے موسوم کر دیتے ہین -

۲ - اونکے استہزا کا وبال خداوند عالم اونہین پر ڈالتا ہے یہ بہی استہزا کی صورت ہے -

۳ - استہزا کا نتیجہ یہ ہے کہ دوسرے کو حقیر و ذلیل سمجہنا تو جب وہ مسلمانونکو ذلیل سمجہتے ہین تو خدا اونہین تحقیر سے یاد فرماتا ہے

۴ - اللہ تعالے نے اونکے ساتھ وہ معاملہ فرمایا کہ جو دنیا و آخرت مین صورتًا استہزا تھا -

دنیا مین تو یہ لوگ اسطرح اپنی منافقتون کو چھپاتے تھے - خداوند عالم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہر فرما دیا تہا - اور آخرت کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ " اللہ تعالے منافقون کیلیے دوزخ مین جنت کا دروازہ کہولیگا - جب منافق مسلمانونکی آسائش وآرام ونعیم جنت کو دیکھکر دروازہ کیطرف تیزی سے لپک کر جنت مین داخل ہونا چاہین گے فوراً یہ دروازہ بند کردیا جائیگا - یہ ایک قسم استہزا ہے -

فی طغیانہم یعمہون - طغی یطغی طغیا بمعنی شورش - اور چڑہاؤ عمہ بہٹکنا -

اولٰئک الذین اشتروا الضللۃ بالھدی فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین

ان لوگون نے ہدایت کو گمراہی کے بدلے خرید لیا اسلیئے ان کی تجارت نے کچھ نفع نہ دیا اور یہ راہ یاب نہین ہین - اگرچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام جہان کیلیے ہے - مگر اونمین سے کفار و منافقین کیساتھ زیادہ خصوصیت رکہتی ہے اسلیئے اونکی نسبت زیادہ سرگرمی ظاہر کی جاتی ہے اور مفہوم مذکورہ بالا مع غلو اول کفار کی مثل فرمائی - جنکے دلون پر کفر کی مہر کردی اور بینائی وشنوائی پر پردہ ڈالدیا - اور دوسری مثل منافقون کی بیان کی - پہلی مثل کی تفصیل بخاری کی حدیث سے دریافت ہوتی ہے - جیسے ابوہریرہ بالمعنی یون روایت کرتے ہین کہ جیسے اندہیری رات مین روشنی کیغرض سے آگ سلگائی جاتی ہے اور نیز یہی کہ چلتے پہرتے ہین ٹھوکر نہ لگے - مگر قاعدہ ہے کہ پتنگ وغیرہ اس روشنی سے اندہے ہوجاتے ہین اور جل جل کر آگ مین گر پڑتے ہین - وہ نہ کسیکی سنتے ہین جو اونہین روکے اور نہ جواب دیتے ہین بلکہ اندہون کیطرح اوسمین گرجاتے ہین - ایسے ہی ان کفار کا حال تہا کہ جنکے لیئے قرآن معظم شمع ہدایت بناکر بہیجا گیا تاکہ وہ خطرناک گہاٹیون سے بآسانی گذرجائین مگر اونہین اس ہدایت نے اور انکار کے مرض مین مبتلا کردیا - ہر چند حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار کو آتش دوزخ کے خوف سے ڈرایا - نعیم جنت کی بشارتون سے بہلایا - مگر اون اشقیا نے بہرے گونگے اندہے ہونیکے سبب ایک نہ سنی وہی مرغے کی ایک ٹانگ گاتے رہے ——

اگر کوئی یہ کہے کہ گمراہی کا ہدایت کے بدلے خریدنا تو جب ہو سکتا تہا کہ پہلے اونہین مسلمان مان لیا جاتا - کیونکہ معاوضہ مین ایک چیز دیکر دوسری چیز لی جاتی ہے - جب یہ کفار ہدایت سے محروم تہے تو ہدایت سے گمراہی کو بدل کیسے ڈالا - ہم اوسکے جواب مین یہ کہتے ہین کہ جب ہدایت اونکے سامنے موجود تہی اور یہ کہ معجزات سے تجربہ کر کے آزما چکے تو گویا یہ ہدایت مان لی - اور پہر اوسکے بعد اوس سے انکار کرنا اور گمراہی کو ترجیح دینا تبادلہ و معاوضہ ہے - یہان ایک اور خدشہ پیش آتا ہے کہ ہدایت وضلالت ایسی چیزین نہین ہین کہ خرید و فروخت مین آسکیں اور اگر مجازاً یہ استعمال جائز قرار دیا جاسے تو پہر اوسکے ساتہ نفع نقصان کا تذکرہ گمراہی کی حقیقت پر محمول کرنیکا پتہ دیتا ہے - اس خدشہ کا جواب یہ ہے کہ اعتراض حقیقتاً اعتراض نہین ہے بلکہ قاعدہ ہے کہ جب مجاز کے ساتہ حقیقت کے لوازمات بیان کئے جاتے ہین تو اوسکی فصاحت مین قوت اور قریب الفہم ہونیکا لطف بڑہ جاتا ہے - اسلیئے یہ کلام غایت فصاحت مین بے نظیر ہے - اب کفار کی مثل سنیئے -

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝

گروہ کفار و بعض منافقین کی حالت اوس شخص سے مشابہ ہے جسنے آگ جلائی اور آگ نے اپنے چارون طرف کو روشن کر دیا - کہو دیا اللہ نے اونکی روشنی کو اور اونہین اندہیرے مین چہوڑ دیا - کہ وہ کچہہ نہین دیکہتے - بہرے ہین کہ سچی باتین گوش قلب سے نہین سنتے - گونگے ہین کہ زبان تصدیق سے اسلام کا اقرار نہین کرتے - اندہے ہین کہ آیات معجزات دیکہہ کر بہی عبرت نہین پکڑتے - تو وہ ہدایت کیطرف نہین پہرتے - ایسے لوگون کو ڈرانا بشارتین سنانا لاحاصل ہے - یہ لوگ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً کے مصداق ہین - ان کی سختی پتہر سے بدرجہا بڑہی ہوی ہے -

مثل کے بیان کرنے سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس پیرایہ مین آکر ہمیشہ مضمون مین دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے

اور تاثیر و تاثر کی کیفیت کہلجاتی ہے اور وہ مضامین کہ جو بوجہ دقت موضوع یا مقام کے
مشکل و دشوار ہوتے ہین اس صورت مین قریب الفہم و سلیس ہوجاتے ہین اور وہ مخفی
مطالب کہ بدشواری سمجھ مین آئین اس ذریعہ سے بہت جلد ذہن نشین ہوجاتے ہین کیونکہ امور
غائب شے کو حاضر کے ساتھ اور عقل کو حس کے مطابق کر دکہلاتے ہین - اب خداوند عالم اکثر
منافقین کی مثل بیان فرماتا ہے - اسیواسطے اونکے عام کیلیئے لفظ اَوْ استعمال کیاگیا - یہان
او بمعنے وَ عطف کے نہین ہے جیسے اکثر مفسرین نے خیال کر لیا ہے - بلکہ بطریق منع خلو
تردید فرماتا ہے -

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ج

یا اون منافقین کا حال مثل اوس بڑی بڑی بوند والے مینہ کے ہے کہ جو آسمان سے تاریکیون
اور کڑک اور بجلی کے ساتھ نازل ہو -

اسی مثل مین تشبیہ مفرق سے کام لیا ہے کہ اوسکی ہر ہر شے کو جدا جدا چیزون سے تشبیہ دی ہے
قران مجید کو بارش سے کیونکہ اوس سے مردہ دل زندہ ہوجاتے ہین - اور کفار کے شبہات
کو ظلمات سے اور قرآن کے وعدون اور وعیدونکو رعد و برق سے اور جس سے ان منافقین
کو نقصان پہنچا اوسے صاعقہ سے تشبیہ دی - یہان تین چیزین بطور لف کے بیان فرمائی ہین
اونکے نشر غیر مرتب طور سے بیان فرماتا ہے -

يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ

کڑک کی آواز سے مرجانیکے خوف سے اپنی انگلیان کانون مین دیتے ہین اور اللہ محیط ہے
کافرون کو - کہ اونہین جلاوطن کرے یا قید کرے یا ذمی و غلام بنا دے -

قاعدہ ہے کہ ناگوار آواز کے خوف سے کانون مین انگلیان دے لیا کرتے ہین - وہی ان
کفار منافقین کی مثال ہے کہ اسلام کی سراپا ہدایت نصیحتون کے سننے سے اپنے کان
سننے کے ناقابل بنا دیئے - یہ کمبخت اسلامی خوشخبریونکا سننا اپنے عقائد مہلکہ کی موت سمجھتے ہین

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا اَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيْهِ ۝ وَاِذَا اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا

قریب ہے کہ اسلام کی واضح اور روشن دلیلون کی بجلی اونکی آنکھونکو خیرہ کردے - اپنے کمال نور ہدایت سے - کہ جب وہ چمکے تو اوسمین چلنے کا ارادہ کرین یعنے معجزات دیکھکر تو مسلمان ہوجانے پر آمادہ و مائل ہون - مگر جب اوپر تاریکی لائے تو وہ کہڑے رہجاتین یعنے جب وہانسے جدا ہون تو پہر ویسی تیرہ و تاریکی مین مبتلا ہوجائین -

وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور اگر چاہتا اللہ تو کہو دیتا اونکی شنوائی و بینائی کو - بیشک اللہ ہرشے پر قادر ہے - مگر یہ امر مصلحت کے خلاف تہا - کیونکہ گو کفار منکر نبوت و رسالت تہے مگر امت دعوت مین ضرور داخل تہے - اسلیئے اونہین دیکہنے اور سمجہنے کی قوت مرحمت فرمائی لیکن اونکا امکان اسیکا مقتضی تہا کہ دوزخ کی غذا بنائے جاوین -

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اے لوگو دل وجان سے اپنے اوس پروردگار کی عبادت کرو جسنے تمہین اس مقدس زمانہ مین پیدا کیا اور تمہارے اگلے بزرگونکو خاتم المرسلین کا متبعین کو بنا کر دنیا مین بہیجا امید ہے کہ تم بچوگے -

- اس آیت مین چند باتین بیان فرمائی ہین (۱) جب خداوند عالم تینون گروہ یعنے اہل اسلام و کفار و منافقین کے احکام بیان فرماچکا تو اب اونسے خطاب والتفات فرماتا ہے - اسمین کئی نفع ہین - ایک تو یہ کہ قصہ و مثالین سناکر جب کسی شخص سے التفات کرتے ہین تو وہ اثر پہونچانے مین زیادہ کام دیتا ہے - دوسرے یہ کہ پہلے کلام مین تو خداوند عالم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو واسطہ بنایا تہا - اور یہان خود اپنے ارشاد سے مخاطبین کو محکوم فرماتا ہے - یہ اوسکا فضل وکرم ہے - تیسرے یہ کہ اگر بندہ عبادت مین تقرب پیدا کرے تو ہمیشہ اسطرح سے خداوند عالم خطاب کے لایق ہوجائیگا -

(۲) یا ایہا الناس مین یا حرف ندا ہے اور اصل مین ندائی بعید کیلئے آتا ہے یعنے دور کے

شخص کو اس سے پکارا کرتے ہین لیکن جب کوئی امر مہم یا مقصد ضروری کیلئے پکارتے ہین تب ہی اسیکا استعمال کیا جاتا ہے جیسے یا اللہ - یا رحمٰن - یا رحیم ظاہر ہے کہ خداوند عالم سے بڑھکر اور کیا شئے قریب ہو سکتی ہے جو کہ شہرگ سے بھی زیادہ قریب ہے - اس آیت مین خداوند عالم کو منظور یہ ہے کہ بھاگے ہوئے بندونکو عبادت کے ذریعہ سے تقرب کا مرتبہ عطا فرمائے -

(۳) یا ایھا الناس اعبدوا - اے لوگو عبادت کرو - یہ خطاب عام ہے مسلمانونکے لیئے - کیونکہ کفار مکلف ہی نہین مگر اسمین سے بچہ دیوانہ غافل مستثنا ہین - جیسے حدیث شریف مین آیا ہے - رفع القلم عن ثلاثۃ عن الصبی والمجنون والنائم - تین شخصوں سے قلم اوٹھالیا گیا - بچے اور مجنون اور سوتے ہوئے سے اور نیز جو شخص کسیطرح عبادت کی قوت نہ رکھتا ہو اوسے بھی عبادت معاف ہے خدا فرماتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا خداوند عالم کسیکو قوت سے زیادہ تکلیف نہین دیتا -

(۴) لعلکم تتقون - امید ہے کہ تم متقی ہو جاوگے لعل ترجی کا حرف ہے - یعنی امید کا اور امید علم کے خلاف ہوتی ہے - اور خداوند تعالےٰ عالم الغیب ہے پھر اوسنے کلمہ امید کیون فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ یہان لعل کا لفظ کے کی جگہ استعمال کیا گیا ہے - یعنے - تاکہ تم متقی ہو جاؤ

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ص وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ ۰

۵ وہ پروردگار جسنے تمہاری آسائش کیلئے زمین کو بچھایا تاکہ تم اوسپر زراعت کرو اور آسمان کو بلند کیا - اور بلندی سے پانی برسایا اور اوس سے تمہارے کہانیکے لیئے طرح طرح کے پھل پیدا کیئے -

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۰

پس جبکہ خداوند عالم نے تمپر بے انتہا احسان فرمائے ہین تو تم بھی غیر خدا کو حلال و حرام کے احکام مین خدا کے برابر و مثل نہ سمجھو - حالانکہ تم جانتے ہو کہ توریت مین اوس امر کی صریح ممانعت ہے

یہ آیت کفار یہود کی شان مین نازل ہوی ہے جو اپنے علما کے خوف سے بے انتہا ڈرتے تہے۔ اور توریت وغیرہ کے احکام پر توجہ نکرکے اونکے کہنے کے مطابق جسے وہ حرام بتاتے تہے حرام اور جسے وہ حلال بتلاتے تہے اوسے حلال سمجھتے تہے۔

وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝

اور اگر تمہین شک ہو اوس چیز مین کہ ہمنے اپنے بندہ پر اوتاری تو تم ایک ہی آیت اسکے مثل (اس دعوے کے ساتہہ کہ ہم پر خدا نے نازل کی ہے) لے آؤ اور اپنے حاضرین زمانہ کو خدا کے سوا بلاؤ (جنمین اسوقت پر نبی ختم المرسلین کا ہونا آدم کے وقت سے مقرر ہوچکا ہے) اگر تم سچے ہو اس آیت مین خداوند عالم نے قرآن کا یہ معجزہ عظیم الشان بیان فرمایا ہے کہ اس پیغمبر کے سوا کوئی شخص یہ دعوے نہین کرسکتا کہ ہمپر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے۔ کیونکہ فصل ۱۸ سفر تثنیہ مین جہوٹے نبی اور خاتم المرسلین کا فرق پہلے ہی سے یہ بیان فرما دیا گیا ہے کہ خاتم المرسلین کی پیشین گوئیان صحیح ہونگی اور وہ محفوظ رہینگے اور جہوٹے مدعی کی یہ نشانی بتلای ہے کہ اوسکی خبر راست نہ آئیگی اور وہ جان سے مارا جائیگا۔ چنانچہ مسیلمہ و اسود و سجاح وغیرہ جن لوگون نے یہ کہا کہ ہمپر خدا کا کلام اُترتا ہے ہم نبی ہین۔ وہ مارے گئے۔ اور جو لوگ فصاحت و بلاغت قرآن کو معجزہ قرار دیتے ہین وہ دہوکہ مین پڑگئے ہین۔ کیونکہ قرآن مجید مین بہت ایسی عبارتین ہین جو بعینہ یا خفیف تغیر سے قرآن مین نازل کی گئین کیا اونہین ہی قرآن کی برابر فصیح مانینگے یا نہین۔ اگر اونہین فصیح قرآن کی برابر مانتے ہین تو خدا کے اور بندونکے کلام کی مماثلت پیدا ہوکر دعوی اعجاز قرآن باطل ٹہیرتا ہے۔ اور اگر وہ فصیح نہین تو سارا قرآن فصیح نہ رہا۔ اور دوسرے یہ بہت دہری ہے۔ کیونکہ وہی بعینہ یا ذرا سے تغیر کے ساتہہ خدا کا کلام بنکر فصیح مان لیا گیا۔ مثلاً ابوجہل کا یہ قول تہا۔

اجعل الالہۃ الٰہا واحدا کیف یسع الخلق کلہم الٰہ واحد ان ھذا الشیٔ عجاب

امشوا و اصبروا علی آلھتکم ان ھذا الذی نزلہ من زیادۃ اصحاب محمد
لشی یراد بنا ما سمعنا ھذا فی الملۃ الآخرۃ ان ھذا الا اختلاق اءنزل
علیہ الذکر من بیننا — اوسکا اسقاط قرآن مین یون فرمایا گیا - اجعل الالھۃ الھا
واحدا ان ھذا لشی عجاب وانطلق الملاء منھم ان امشو واصبروا
علی الھتکم ان ھذا لشی یراد ما سمعنا بھذا فی الملۃ الآخرۃ ان ھذا
الا اختلاق اءنزل علیہ الذکر من بیننا —

اسی طرح سورۂ انفال مین نضر بن حارث کا قول منقول ہے - لونشاء لقلنا مثل ھذا
ان ھذا الا اساطیر الاولین اللھم ان کان ھذا الذی یقولہ محمد ھو الحق
من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم
اسمین سے صرف یقولہ محمد کم کیا گیا ہے باقی اوسی حالت پر ہے -

اسیطرح ایک روز عبداللہ بن سرح کاتب وحی نے تحریر کے وقت فتبارک اللہ احسن
الخالقین کہا وہی قرآن مین نازل ہوا - اسیطرح بخاری شریف کی کتاب الصوۃ باب
ماجاء فی القبلہ سے ظاہر ہے کہ عسی ربہ ان طلقکن او یبدلہ الآیت تمام حضرت عمر کا
قول تہا - اور یہی آیات بعینہ قرآن مین نازل ہوگئین - اور ایسے ہی کتاب صلوۃ بخاری مین
انا سمعنا قرآنا کی انیس آیاتین پہلے جنون کے قول تہے اور وہی بعینہ نازل کر دیے گئے -

اسکے علاوہ یہ ثابت نہین کہ کسی شخص نے فصاحت و بلاغت مین کوئی دعوٰی قرآن کے
مقابلہ مین پیش کیا ہو - اگر قرآن کا معجزہ فصاحت و بلاغت ہوتا تو قریش مین سے کوئی تو
دعوے پیش کرتا - پس مجبوراً یہی ماننا پڑیگا کہ قرآن کا معجزہ وہی ہے جو ہمنے بیان کیا - اور
جسکے مقابلہ مین بہت سے دعویدار کھڑے ہوئے اور سزا کو پہونچے -

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ
اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ۝

اور اگر تم ایک آیت بھی اس دعوے کے ساتھ نہ لاؤ کہ یہ خدا کیطرف سے ہے - اور ہرگز نہ لا سکوگے
پس بچو اوس آگ سے کہ جسکے ایندہن آدمی اور پتھر ہین - وہ کافرونکے لیئے تیار کیگئی ہے -
پس ہر ہر آیت کا یہ معجزہ ہے کہ اگر کوئی آیت بناکر بھی یہ کہے کہ یہ خدا نے مجھپر نازل کی ہے -
اوسکی پیشین گوئی اولٹی ہوجاے اور وہ مارا جائے - مگر واضح ہو کہ حاضرین زمانہ کی قید اسلیئے
لگائی گئی ہے کہ یہ گفتگو معاصرین زمانہ نبوت تک ہے اگر آج کوئی دعوے کرے کہ مجھپر خدا کا
کلام نازل ہوا ہے اوسکے لیئے ایذا و تکلیف پہونچنا ضرور نہین - کیونکہ یہ مقرر ہوچکا تہا کہ فلان
سنہ اور فلان وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوگا - اور اونکے مقابلہ مین اگر کوئی
دعوے کریگا تو سزایاب ہوگا -
الحاصل جبکہ دلائل مذکورہ سے قرآن مجید کا نزول خدا کیطرف سے ثابت ہوگیا تو اہل حق کے لیئے
بشارت لازم آئی - نظر بران فرماتا ہے -

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ

اور خوشخبری دی اون لوگونکو جو ایمان لائے اور اُنہون نے اچھے کام کیئے اونکے لیئے ایسے باغ
ہین جنکے نیچے نہرین جاری ہین - اس جانفزا البشارت کا اثر دنیا مین تو یہ ہوا کہ ممالک طائف و شام
و کابل وغیرہ جنت نما مقامات کی سکونت ملی اور آخرت مین خدا جانے کیا کچھ عطا فرمایا جائیگا
جبتک مسلمانون کے عمل اچھے رہے دنیا مین روزافزون ترقیان کرتے چلے گئے اور جب انکے
قدم ڈگمگائے تو یہ عروج سے تنزل مین گرنے لگے رفتہ رفتہ اب جو حالت پہونچی ہے وہ
ظاہر ہے - اب بھی اگر سنبھلین تو خدا اپنے عہدون اور وعدون کو پورا کرنے مین سخاوت سے
کام لے -
چونکہ اصل مین مخاطب بنی اسرائیل یہودی ہین اسلیئے اپنی عنایت و کرم کو خداوند عالم
یون ظاہر فرماتا ہے کہ ان لوگون کو دو اجر دیئے جائینگے ایک یہودیت کا دوسرا مسلمان
ہونے کا - نظر بر آن فرماتا ہے -

عالم خواب مین اوسے ایک فرشتہ کی صورت نظر آئی جو یہ کہتا تہا کہ تیمور تو خواب خرگوش مین ہے
اور فتح تجہے ڈہونڈتی پہرتی ہے - تیمور یہ سنتے ہی کہڑا ہوگیا - اور فوج آراستہ کرکے لشکر دشمن
شبخون مارا - اور سیکونوک دم بہگا دیا - اور تیمور تعاقب کرتا ہوا خواجہ الیاس کو دریائے سیحون کے
کے پار بہگا آیا - اس فتح سے تیمور کی بڑی شہرت ہوئی - مگر اس شہرت نے ملک مین اسکے رقیب
بہت پیدا کردیئے لیکن چونکہ تیمور کا ستارہ اقبال اوج پر تہا اسلیئے رفتہ رفتہ تمام مخالفین سے قرب و
جوار کے ملک پاک ہوگئے - آخر ۱۳۶۹ء مین بلخ مین پہونچکر تاج شاہی نے اوسکے سر صدقہ ہونیکی
عزت پائی - جو باج گذار بادشاہ اوسکے دربار مین زرق برق پوشاکین پہنے ہوئے حاضر تہے
اونہون نے بیشمار زر و جواہر نثار کیا - اور انبوہ خلایق نے یہ نعرہ لگایا کہ شاہ عالمیان کی شان
یہ ہے - تیمور نے اسجگہ کچہہ دن فارغ البالی سے بسر کیئے اور اپنی صحبت کا رنگ کسیقدر بدلدیا
یہ پہلے محض جری اور جنگجو سپاہی ہر وقت اسکی تفریح طبع کے اسباب تہے - مگر مولانا جلال الدین
کی مجلس مین داخل ہوتے ہی بادشاہ کا مذاق علم پسند ہوگیا - اور مولانا کی تجویز و تحریک سے
بلخ مین مدرسہ جلالیہ کی بنیاد ڈالی کہ جو اب تک اوسوقت سے متصل جاری ہے - اسمین امام
صالح بن یونس - مالکی محدث اور محمد سلیمان فقیہ حنفی اور شیخ علی النطاکی فقیہ شافعی اور یونس بن
حبیب فقیہ حنبلی انکے علاوہ اور چند مدرس اپنے اپنے علوم متعلقہ کے فرید وقت تعلیم کے لیئے
بلائے گئے تہے - اور عبداللہ بن عبدالرحمن جو کہ فن انجنیرنگ مین نہایت استاد وقت جانا جاتا تہا
نہایت عزت و احترام کے ساتہہ اسکا منتظم اور مدرس انجنیری مقرر کیا گیا مگر افسوس کہ اسکے بیٹے
متین بن عبداللہ کی اس لغو حرکت سے کہ اوسنے شراب کے نشہ مین ایک نامور رئیس کے کم عمر
لڑکے سے خلاف وضع فطرت کا کام کیا تہا - اور عبداللہ نے اپنے بیٹے کی طرفداری بیجا مین
حد سے زیادہ پیروی کی - لوگون نے تین ماہ کے اندر اندر اوسکا نام دنیا سے بالکل نیست
ونابود کردیا - کچہہ عرصہ کے لیئے یہ عہدہ بالکل خالی رہا اور کوئی شخص اس قابلیت کا نہ پیدا
ہوا کہ جو اس امانت کا حامل و امین ہوسکتا - لیکن تین ماہ کے بعد تترک عیسوی المذہب

انجنیرنگ کا پروفیسر بنا یا گیا - مگر اہتمام کی ذمہ دار ایک کمیٹی مقرر کیگئی کہ جو صرف آمدنی وخرچ کا تعلق رکہتی تہی - مدرسے کی نگرانی کیلیئے سولانا جلال الدین کو بمشکل رضامند کیا - کہ جو انتہا درجہ کے آزاد اور بہت ہی بے تعلق تہے - ان کامون کے علاوہ تیمور نے مولانا جلال الدین کی رائے سے جنمین خداداد ورع واتقا کے علاوہ بلاکی ذہانت کا مادّہ تہا - ایک مختصر لشکر کے ساتھہ انجنیرونکی جماعت ممالک ترقان کیطرف اس غرض سے روانہ کی کہ یاجوج وماجوج کی سد دریافت کرین چہہ ماہ تک تیمور کا مشغلہ یہ تہا کہ وہ رات دن مین کم سے کم دو گہنٹہ ہمہ تن مولانا جلال الدین کی دلچسپ تقریرسنا کرتا تہا اور جمعہ کے جمعہ عام جامع مسجد مین عوام کے ساتھہ مولانا کے وعظ سے بہت کچھہ متاثر ہوا کرتا تہا - کبہی کبہی مدرسے جاکر طلبا کی حالت تعلیم دیکہکر طلبا کو انعام و اکرام بہی دیتا تہا -

چہہ مہینے بہی اس فارغ البالی سے نہین گذرے تہے کہ مولانا جلال الدین نے دور وزہیضہ مین مبتلا رہکر انتقال فرمایا - اس واقعہ سے تیمور کو بے حساب رنج ہوا - اور اوسنے اپنے ملال کے دفعہ کرنے کی صرف یہی ترکیب پیدا کی کہ اپنی اوسی زندگی سے کام لے کہ جو اسکی اولوالعزمی کیوجہ سے بڑے بڑے بہادرونکو اسکے قدمون پر ڈالدیتی تہی - یہ خیال کرکے قرآن مجید سے فال نکالی تو یہ آیت نکلی -

تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء

جسے چاہے تو ملک دیتا ہے اور جس سے چاہے ملک نکال لیتا ہے

تیمور کی سچی خوابین اور اوسکی ایمانداری اور استحکام عہد اسدرجہ قابل قدر مانی جاتی تہین کہ اوسکی سپاہ اوسکے ہر فعل کو بایائے ایزدی سمجھتی تہی - اس خوش اعتقادی نے یہ مشہور کردیا تہا کہ تیمور کے پاس داؤد علیہ السلام کے ہاتہہ کی بنائی ہوئی زرہ بکتر ہے - اور اوسکی انگشتری کے نگینہ مین یہ عجیب وغریب اثر ہے کہ جب کوئی جہوٹ بولے تو اوس نگینہ کا رنگ بدل جاتا ہے -

کارساز حقیقی کی قدرت کے قربان کہ تہوڑے دنون مین اس مصیبت و عسرت کے بعد تیمور کے پاس ہر طرح کے عشرت و عیش کا سامان مہیا ہوگیا - پہلے اوسکے کمپ مین چند سیاہ خیمے ہوا کرتے تہے - اب ہزارون عالیشان خیمے کمپ مین موجود ہوگئے - اور یہی خیمے تیس سال تک تیمور کے دار الخلافت رہے - خاص تیمور کے لیئے سرخ اطلس کا نہایت وسیع سراپردہ تیار کیا گیا تہا اور اوسپر زردوزی کا کام بنایا گیا تہا - اور اوسکے چارون طرف جواہرات کی جہالر لٹکتی تہی - بہت سے خیمے مسجدونکی جگہ کام مین لائے جاتے تہے - اسکی خاص مسجد کا خیمہ بہی نہایت بیش قیمت کپڑے سے ترتیب دیا گیا تہا اور اوسمین بیشمار جواہرات آویزان تہے، اوس مسجد کا ممبر اور ممبر کی سیڑہیان بڑی لاگت سے تیار ہوئین تہین + اس سراپردے اور مسجد کے خیمہ کی وسعت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہر خیمہ ایسے ارابہ پر لادا جاتا تہا کہ جسکا دُہرا جہاز کے مستول کی برابر تہا اور جسکے ہر پہیئے مین دوسرے پہیئے سے بیس فٹ فاصلہ تہا - اور ہر ہر گاڑی مین گیارہ گیارہ جوڑیان بیلون کی لگائی جاتی تہین - یہ تمام خیمے ہر سفر مین تیمور کے ساتہ رہتے تہے -

تیمور کے خیمون کی داستان جو شاہزادۂ فرامرز نے لالہ رخ کو سنائی تہی اوسکے کچہہ فقرات ہدیہ ناظرین کرتے ہین -

" وہ زردوزی خیمے کہان ہین جلسے وہ راستہ رکا ہوا تہا جو کل بالکل سونا پڑا ہوا تہا اس شیر نے طرفۃ العین مین ایکنئی دنیا پیدا کردی - جسنے چہل منار کی اونچی اونچی دیوارین بنائی تہین - اُس دنیا کا عالم ہی نرالا تہا - جہانتک نظر کام دے سکتی تہی قبے ہی قبے نظر آتے تہے اور سلح خانہ مین ہتہیار ایسے چمکتے تہے جیسے آفتاب سیکڑون کا شانہائے شاہی نصب تہے اوسمین سرخ اطلس کے زرق برق پردے ان کی بلندیون پر سنہری کلس نہایت نظر فریب تہے - بیشمار کوتل گہوڑے روپہلی سازو یراق سے آراستہ - اونکی زنجیرین - اونکی لگامین - اونکی رکابین آفتاب سے

زیادہ چمکتی تھین اونٹونکے گلون مین سونے روپے کے ہار سنہری زنگولے ریشمی قلاوے
آویزان تھے - کل ہی کا ذکر ہے کہ یہ وسیع میدان بالکل ویران تھا - کوسون تک اسکے
گرد ایک پہاڑی نالے کے پانی کی آواز یا کبھی کسی پرندہ کے پرواز کے سوا کوئی
صدا کان مین نہ آتی تھی - آج اس جنگل مین منگل ہو رہا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی بولتا ہے
کہین رسالہ کے گھوڑے ہنہنا رہے ہین کہین باربرداری کے اونٹ بلبلا رہے ہین -
کہین ساربان ہدی خوان اپنی دھن مین گاتے ہوئے چلے جاتے ہین - ہتھیارونکے
چپقلش کی آواز چلی آتی ہے اور دس ہزار شامیانونکے آگے نشانونکے پھریرے
ہوا مین اڑ رہے ہین - کبھی طبل جنگ کی آواز کروبیونکے کان کر دیتی ہے -
اس لشکرگاہ کی یہ صورت تھی اور اوس سپہ سالار کا یہ عالم تھا جو الیشیا روندنیکے
لیے نکلا تھا جسکے جلوس مین تیس برس تک برابر فتح و نصرت ہمرکاب رہے -

ان ایام کی مفصل تاریخ شرف الدین علی یزدی نے چھ جلدون مین لکھی ہے - لیکن تیمور کے
بے انتہا معرکون اور لڑائیون کا خلاصہ یہ ہے کہ کبھی تو دیکھتے ہین کہ اوسنے شاہان فارس
پر چڑھائی کی ہے اور بڑے بڑے شہر مثل اصفہان - شیراز - قرمز - کابغداد اور ادیسہ
فتح ہو گئے اور دجلہ و فرات کے ممالک تیمور کے مطیع ہو گئے - کبھی ہم دیکھتے ہین کہ فوجین
اوسکے سامنے سے بھاگی جاتی ہین - کبھی ہم دیکھتے ہین کہ بڑے بڑے کشورستان بادشاہ
مثل منصور احمد ابراھیم مظفر کے سر نیاز اوسکے آستانہ پر جھکے ہوئے ہین - جسنے فوراً
لب فرش شاہی کا بوسہ لیا بچگیا اور جسنے ذرا تامل کیا فوراً پیوند زمین کیا گیا -

ایک دفعہ ابراھیم شاہ البانیا صلح کی غرض سے تاتاری دستور کے موافق نو پارچہ نو گھوڑے
نو رقم جواہرات اور نو غلام لیکر حاضر ہوا - جب تیمور نے دیکھا کہ سب چیزین تو پوری نو نو ہین
مگر غلام آٹھ ہی ہین تو ابراہیم سے پوچھا کہ نوان غلام کہان ہے؟ ابراھیم نے سر نیاز جھکا کر عرض کیا
کہ نوان غلام مین خود ہون - اس شاطرانہ جواب سے تیمور نہایت خوش ہوا اور شاہ البانیا کو اوسکا

ملک بخش دیا۔
تیمور کی اطاعت سے جو شخص سرتابی کرتا اوسکا برا حال ہوتا۔ اوسوقت جوش غیظ وغضب سے وہ دیوانہ ہوجاتا تہا۔ وحشت شیر کیطرح اوسکے سر پر سوار ہوجاتی تہی۔

کہتے ہین کہ جب شہر اصفہان کی کنجیان اوسکے سپرد ہوگئین تو اوسنے اہل شہر کی جان بخشی کی۔ اور اونکے زر و مال کو بالکل نہ چہوڑا۔ مگر شبکو شہریون مین سے چند اوباشیون نے بلوہ کیا اور تیمور کے چند آدمی تلوار کے گہاٹ اتارے۔ اوسوقت تیمور کو سخت غصہ آیا اور حکم دیا کہ شہر تہ تیغ کیا جائے۔ چنانچہ حکم ہوتے ہی سات ہزار آدمیونکے سر قلم کردیے گیے۔ اور اونکے سرون سے اپنے چند مقتولون کی لاشون پر اونکی یادگار مین ایک بڑا مینار بنا دیا۔ اس مینار عبرت کے دیکہنے والے یہ نہین بتا سکتے تہے کہ یہ مینار دنکو زیادہ ہیبت ناک معلوم ہوتا تہا یا راتکو۔ دن کو ہزارون گدہ اور چیل کوے اوسکے گرد منڈلاتے تہے اور رات مین گیدڑ لومڑی بہیڑیے وغیرہ اس مینار سے اپنا پیٹ بہرتے تہے۔ اب تیمور ملک فارس کے شہرون۔ باغون۔ محلون اور خزانون سے سیر ہوکر دشت قفچاق کیطرف روانہ ہوا۔ کہ اسکی غیر حاضری مین اس قوم کے سردار تقتمش نے تیمور کے ایک افسر کو اوس ملک کے دبانیکی دہمکی دی تہی۔ اب تیمور اوسکی گوشمالی کے لیئے روانہ ہوا۔ اوس زمانہ مین تیمور کے پاس اتنی بڑی فوج تہی کہ جسکے یمین ویسار مین تیرہ میل کا فاصلہ تہا۔ تیمور یہ فوج لیکر بحیرہ کاسپین کیطرف چلا۔ اور کوہ انعفاق کی چوٹی پر جسکے چارون طرف نہایت وسیع میدان اور سبزہ زار تہے اپنے آنے کی یادگار مین ایک بلند مینار تیار کرایا۔ وہانسے آگے چلکر ایک اجاڑ بیابان مین پہونچا۔ چہ ماہ کے عرصہ مین اس مصیبت ناک رستہ کو طے کیا۔ اس ویرانہ مین اوسکی فوج کا گذارہ صرف شکار پر رہا۔ یا کبہی کبہی ہر سپاہی کو نصف پیالہ شوربے کا ملجاتا۔ آخر جب اس بیابان سے عبور کرکے غنیم کا لشکر سامنے آیا وہ تیمور کے لشکر سے بہت بڑا تہا۔ اور ستیزہ آزمائی سے اوسپر فتح پانا تیمور کو مشکل معلوم ہوا۔ اسلیئے تیمور نے یہ چال چلی کہ مخالف کی فوج مین ایک جاسوس بہیجا اور اس سے کہا کہ رشوت دیکر دشمن کے نشانچی کو اپنی طرف ملالینا۔

چنانچہ نشانچی رشوت پر راضی ہوگیا۔ اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب میدان کارزار گرم ہو رہا تھا نشانچی نے اپنا نشان زمین پر ڈالدیا۔ اس شکست کے نشان کو دیکھتے ہی خان کی سپاہ حواس باختہ ہوکر بھاگ نکلی اور کھیت تیمور کے ہاتھ رہا۔ ہزارون قیدی بیشمار مویشیون کے گلے تیمور کے ہاتھ آئے۔ انکی کثرت سے میدان وسیع جانورونکا سمندر معلوم ہوتا تھا۔ واپسی سے پہلے تیمور نے ایک مہینہ دریائے والگا کے زرخیز وادیون کی سیر و شکار مین بسر کیا اور اسی اثنا مین تین شہر ازرق سرای استرقان پر قبضہ کیا اور شمال کیطرف اسقدر بڑہتا چلا گیا کہ شہر ماسکو کے باشندونکو اوسکی آمد کی خبر سے تپ ولرزہ چڑہ آیا۔ یہان پہونچکر تیمور نے ایک ایسی جگہ دیکھی کہ جہان آفتاب مطلق نظر نہین آتا تھا۔ بلکہ دن رات ایک قسم کی روشنی رہا کرتی تھی۔ یہ دیکھکر سخت متعجب ہوا واپسی مین ایران کے قریب منصور بن زین العابدین سے سخت معرکہ پیش آیا اوسنے کئی دفعہ تیمور کے پاس پہونچکر تلوار کے وار کیئے مگر تقدیر کی خوبی کوئی ضرب کارگر نہوئی تیمور کی فوج بکثرت قتل ہوئی اور زیادہ تر بھاگ گئی صرف پندرہ آدمی منصور کے ساتھ کھڑے رہگئے تھے شاہ رخ پسر تیمور نے منصور پر آخری حملہ کیا اور اوسکا سر کاٹ کر باپ کے قدمون پر ڈالدیا واقعی اس سترہ سالہ لڑکے کی شجاعت اور اوسکا استقلال حیرت انگیز تھا۔

اسکے بعد کچھ مدت تک تیمور اپنی وسیع سلطنت کے نظم و نسق مین مصروف رہا۔ مگر ہندوستان کی دولت اور اوسکی زرخیزی کے افسانے ہر روز اسکے دل مین کشورستانی کی بے چین کردینے والی امنگین پیدا کرتے رہتے تھے ۔ اور اسکے روز افزون ولولے اور شورش انگیز ملک گیری کے خیالات نئی نئی صورتین دکھلا دکھلا کر ہمت کی کمر باندہکر کھڑے ہوجانے پر برانگیختہ کرتے رہتے تھے۔ آخر ہندوستان کی طمع خیز دولت نے اسکی توجہ اپنی طرف مائل کرلی۔ اسکے مصاحب اور امرا لشکر ہندوستان کا نام سنکر بہت بڑبڑائے مگر تیمور نے ایکی کی نہ مانی۔ مجبوراً اونہین بھی ہمرکابی کا شرف حاصل کرتے ہی بنی ۸۰۰ھ ۱۳۹۸ع مین ساٹھہ ہزار آدمی کی جمعیت سے سلسلہ کوہستان کی گھاٹیون سے گذرا جو میدان بلخ پر محیط ہو رہی ہین ۔ اور جنمین کوئی شجر و ثمر نام کو بھی نہین

پیدائش عالم

غالباً ایسے لوگ بہت ہی کم ملسکتے ہین جنہین پیدائش عالم اور آدم کی ابتدائے تاریخ سے وقفیت ہو - کیونکہ اوس زمانہ کی کوئی تاریخ دستیاب نہین ہو سکتی - اوّل تو اوس زمانہ مین اس علم کی تدوین ہی شاید نہ ہوئی ہو - دوسرے یہ کہ اگر کچہہ خداوندی صحیفون سے پتہ ہی چلتا تو وہ طوفان نوح کی نذر ہو گئے - اور اگر کچہہ اسکے متعلق بعض اسلامی مورخین نے قلم فرسائی کی بہی ہے تو وہ اونکی جودت طبع کے نتائج یا ضعیف روایات پر مبنی ہین جو صحت کے درجہ تک کسیطرح نہین پہونچ سکتے ہان اگر توریت مقدس پر نظر بسیط ڈالکر کچہہ کرنا چاہتے تو ضرور کامیاب ہوتے - کیونکہ اوسمین تکوین موسیٰ تاریخی گذشتہ واقعات سے بریز ہے اور اسمین ذرا شک نہین ہو سکتا کہ تاریخ مین ایسا قدیم اور صحیح مجموعہ کسیطرح صفحہ عالم پر بہم پہونچنا ممکن نہین ہے - اس لحاظ سے اگر اوسے اُم التواریخ کا خطاب دیا جائے تب بہی اوسکے مرتبہ سے کہین فروتر ہوگا - مین امید کرتا ہون کہ اس دلچسپ مضمون کو ہمارے باوقعت ناظرین غور و تامل سے پڑہکر کسیقدر متحیر ضرور ہونگے - مگر جب ہمارے مضمون کو خداوندی صحائف اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بے بہا ارشادات عالیہ سے مستند پائینگے اور تعصب سے قطع نظر کرکے انصاف پسند طبع مین جگہ دینگے تو وہی استعجاب وحیرت اونہین آئندہ مفصل تاریخ حاصل کرنیکا ذریعہ بن جائینگے - میرے اس عجیب وغریب مضمون کا ماخذ وہی مقدس تفسیر ہے کہ جس سے مین اپنی تفسیر مین زیادہ کام لیتا ہون یعنے **تفسیر غایت البرہان فی تاویل القرآن** جو مہتمم رسالہ ہذا سے چہہ روپیہ آٹہہ آنے مین بذریعہ ویلیوپے ایبل ملسکتی ہے - خیر اب آپ مضمون کیطرف متوجہ ہوجیئے -

جب خداوند عالم - عالم ارواح و عالم مثال کی تخلیق سے فراغت پا چکا تو اوسے عالم شہادت واجسام کی پیدائش بر بنائے حب ذاتی مدنظر ہوئی - جس سے مطلب اصلی انسان کامل کی پیدائش تہی - تاکہ اوس آئینہ جامع اور مظہر اتم مین اپنا باکمال جمال دیکہکر عرفان نفس تبلائے اور اوس سے

اوس امانت کا اظہار فرمائے جسکے اوٹھانے سے دنیا کی ہر شے نے اپنی ناقابلیت کے سبب انکار
کر دیا تہا - سب سے پہلے ھبا کو بنایا - یہ ھبا حکما کی اصطلاح مین اجزائے دیمقراطیسی اور متکلمین کے
ہان اجزاء لایتجزی کہلاتی ہے - اور ہنود انکو پرمانو کہتے ہین - ہبا اون چھوٹے سے چھوٹے
ٹکڑون کو کہتے ہین کہ جو آئندہ عملی طور سے تقسیم نہ ہو سکین - گو عقلی قسمت قبول کر سکین - ان
اجزا کے بطلان پر آجتک کوئی معقول دلیل قایم نہین ہوئی - اس پیدائش ھبا کے زمانہ کا نام -
پہلا دن ہوا - دوسرے دن اون اجزاء لایتجزی سے اکسیجن - ہیڈروجن - نیٹروجن وغیرہ
عناصر بنائے اور اون سے دخان پیدا کر کے سات آسمان کے ثوابت آفتاب وغیرہ بنائے اور انہیں
محکم و مضبوط فرمایا - بعض حدیثون مین ان ثوابت وغیرہ کو رواسی کہا گیا ہے - عوام الناس نے
رواسی کو پہاڑ سمجھکر یقین کر لیا کہ آفتاب وغیرہ سے پہاڑ پہلے پیدا ہوئے ہین - حالانکہ پہاڑ زمین کے
بعد پیدا ہوئے ہین جیسے سورۂ نازعات مین ارشاد ہے ءانتم اشد خلقا ام السماء بناھا
رفع سمکھا فسوٰھا واغطش لیلھا واخرج ضحٰھا والارض بعد ذالک
دحٰھا اخرج منھا ماءھا ومرعٰھا والجبال ارسٰھا - کیا تم سخت ہو خلقت مین
یا آسمان - اوسے بنایا اور اوسکی چھت بلند کی - پہر اوسے برابر کیا اور اوسکی رات کو تاریک کیا -
اور اوسکی روشنی ظاہر کی - اور بنظر قرب و بعد ستارونکے سات درجہ مقرر کیئے اور ہر درجہ کا نام
آسمان قرار پایا اور یہ آسمان حسب آیت والسماء ذات الحبک کے جالدار بنائے گئے کہین
بہرے کہین خالی یعنے یونانیونکے آسمانون کیطرح محض خیالات کے تابع نہین کہ ایک نرہا کا
آسمان دوسرا قسم کا اور انمین خرق والتیام منع ہو اور وہ ایسے مجسم ہون کہ ستارے
انمین نگینون کیطرح جڑ دیے گیئے ہون - بلکہ ستارون کے ہر درجہ کا نام آسمان ہے
کہ جنمین سے چھ درجہ کا حکما فعال بہی اقرار کرتے ہین ساتوان درجہ انہین تحقیق نہین ہوا - اور
چونکہ زمین و آفتاب وغیرہ مین وہ ترتیب پوری طرح قایم نہوئی تہی کہ جس سے زمین مین سبزہ
و نباتات کا ظہور ہو - اسلیئے تیسرے دن نباتات کی پیدائش کا اندازہ کیا - چوتہے دن آفتاب

وزمین وچاند و ثوابت مین وہ ترتیب و مناسبت پیدا کی کہ جس سے زمین مین سبزہ پیدا ہونیکی قابلیت ہوگئی - پانچوین دن حیوانات آبی و ہوائی طیور و بہائم وغیرہ پیدا کیئے - چھٹے روز آدم کو بنایا - ابہان یہ امر بہی ظاہر کر دینا ضرور ہے کہ یہان دن سے آٹھ پہر کے یا سو برس کے یا ایک ہزار برس کے دن مراد نہین ہین جیسے بعض مفسرین نے دہوکہ کھایا - بلکہ ہر روز سے ایک زمانہ مزید و مدت طویل مقصود کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا قالب تیار کیا گیا تہا تو اوسپر عصر کیوقت چالیس سال یا چالیس ہزار سال بارش ہوئی تہی - پس یہ خیال کرنا کہ یہ دن چار چار پہر کے تہے سفاہت ہے بہرحال جب آدم اول چھٹے روز پیدا ہوا تو اوسے قوت ناطقہ بہی مرحمت ہوئی - اور اکثر ملاء سفلی حیوانات وغیرہ بہی اوسکے تصرف مین آئے - جیسے تکوین توریت کی فصل اول ورس ۲۶ سے ظاہر ہے - لیکن اسمین بوجہ زیادہ خون ریزی وغیرہ کے وہ قابلیت نہ تہی کہ جو آدم صفی اللہ کو عطا کیگئی تہی - اسیلیئے خدا کا وہ منشا پورا نہ ہوا کہ مظہر جامع کو ملاحظہ فرمائے اسلیئے اوس آدم کو برباد کر دیا - اور اسیطرح ایک زمانہ دراز تک نئے آدم بنتے رہے - اور برباد ہوتے رہے چنانچہ ایک حدیث مین آیا ہے کہ ایک لاکہ آدم اسی طرح بنا بنا کر بے نام و نشان کر دیے کہ آج اونکے حالات سے صفحہ عالم پر کوئی واقف نہین اہلِ علم جیالوجی کے محقق کہ جنکی تحقیقات سے بیس بیس اور تیس تیس ہزار برس کی ہڈیان برآمد ہوتی ہین وہ بہی صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہین - پس ملحدین کا یہ اعتراض - کہ اہل کتاب کے ہان صرف سات آٹھ ہزار سال سے دنیا کا وجود مانا جاتا ہے حالانکہ اس سے بعید زمانہ پہلے کی ہڈیان اوس زمانہ کے آدمیون کا پتہ دیتی ہین بالکل بے اصل اعتراض ہے کیونکہ ہم سات ہزار سال سے آدم صفی اللہ کے وجود کے قائل ہین - خدا جانے ان سے پہلے کتنی نسلین پیدا ہوئین اور نیست و نابود کر دی گئین جب چھٹا دور پورا ہوگیا تو ساتوین دن کو اسلیئے مقدس کیا کہ ساتوین ہزار مین آدم صفی اللہ سے نبی کریم خلیفہ روح اعظم حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری مکہ مین مقرر فرمائی گئی - اسی ساتوین ہزار کے انتظار مین سبت کے دن کی (جو پہلے جمعہ تہا مگر یہود و نصاریٰ کی غلطی سے سنیچر وا توار کر لیا گیا) اور ہر اوس چیز کی جسمین سات کا دخل شبہ ہوا تہا بابت تعظیم مقرر ہوئی -

اور آدم کا پُتلا بنا کر جب اوسمین روح متعلق فرمانیکا قصد کیا تو زمینی فرشتون سے کہا کہ ہم زمین مین اپنا خلیفہ مقرر کرنا چاہتے ہین - وہ سمجھے کہ یہ ایک معمولی بات ہے - جسطرح پہلے بداطوار آدم گذر چکے ہین یہ بھی کوئی ایسا ہی خلیفہ ہوگا - اسلیئے فرشتون کو یہ کہنے کی جرات ہوئی کہ کیا تو ایسا شخص پیدا کرنا چاہتا ہے جو زمین کو خون ریزی سے بھردے - اور ہم تو تیری تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہین - اونکے جواب مین اللہ تعالے نے فرمایا کہ جو ہم جانتے ہین وہ تم نہین جانتے - کہ عالم طبیعت کلیہ کا کمال ظاہر نہین ہوسکتا جبتک کہ روح اعظم بصورت حضور صلعم ہمدوزنہ فرمائے اور اوسکے واسطے خلیفہ کی اشد ضرورت ہے - تب خدا نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا - اور تمام زمینی فرشتونکو جو حقیقتاً یہی حیوانات تھے آدم کے سجدہ کے لیئے محکوم فرمایا - یعنے دنیاکے تمام جانور آدم کے تابع کیئے گئے کہ گھوڑے کو لگام سے اونٹ کو مہار سے ہاتھی کو انکس سے بیل کو ناتھہ ڈالکر قبضہ مین لایا - یہ سجدہ کی حقیقت ہے - رہے ملاء اعلے یعنے وہ فرشتہ کہ قوائے کلیہ ہین اس سجدہ سے مستثنےٰ ہین - جیسے قرآن مجید مین شیطان سے فرمایا گیا کہ تو نے سجدہ کیون نہ کیا اسکی وجہ کیا اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ تو نے یا تو تکبر کیا یا اپنے کو عالین سے سمجھہ گیا - اس سے معلوم ہوا کہ ملائکہ عالیہ اس سجدہ سے بری تھے - یعنے سجدہ نکرنیکی دو صورتین ہین - ایک تو تکبر دوسرا عالین سے ہونا - صورت تکبر تو ناجائز تھی جسکا مرتکب شیطان ہوا اور دوسری صورت جائز تھی اوسمین شیطان شریک نہ تھا - اب آدم علیہ السلام کے لیئے زمین کے دو حصہ کیئے ایک جنت عدن جسکے عرض و طول کے وسط مین کہ سطحیہ واقع ہے اور باقی حصہ کا نام دوزخ زمینی قرار دیا - اور جنت عدن کے بھی دو حصے کیئے ایک بحر احمر سے شرق کی جانب دوسرا بحر احمر سے غرب کیطرف اور جنت عدن کے شرقی حصہ مین فصل دوم تکوین کے مطابق آدم کیلیئے ایک باغ لگایا جسکا نشان ابتک طائف موجود ہے - اوسکی سرسبزی و شادابی میوہ جات کی کثرت جنت ہونے پر شاہد ہین - یہان آدم علیہ السلام نے بے تکلف بود و باش اختیار کی - ابھی تک آدم پر شریعت کی پابندی لازم نہ کیگئی تھی عامہ مفسرین اکثر اہل اسلام کا یہ خیال کہ آدم علیہ السلام

جنت الخلد مین بنایا اور اھبطوا کے حکم ہونے تک وہین رہتے تھے - تعجب و حیرت سے دیکھنے کے قابل ہے - کیونکہ جنت الخلد کیلیئے حسب حدیث شریف خلود ضرور ہے اور اوسمین داخل ہونیکے بعد کوئی نکل نہین سکتا - دوسرے یہ کہ وہان شیطان کا گذر محال ہے - تیسرے یہ کہ حدیث مین آیا ہے کہ جنت آدم مین چار دریا نیل فرات دجلہ جیحون جاری ہین - یہی چارون دریا ان ممالک مین بہتے ہین - چوتھے یہ کہ قرآن مجید توریت و انجیل کیلیئے مصدق ہے مکذب نہین - اور توریت مین صراحت سے آدم کا زمینی جنت مین ہونا بیان کیا گیا ہے - ہمارے مفسرین کو لفظ اھبطوا نے دہوکہ دیا ہے جسکے معنے اوترنیکے آتے ہین - مگر اسپر توجہ نہ فرمائی کہ ان اولہ کے مقابلہ مین اگر اھبطوا کے معنے کم رتبہ ہونیکے لیئے جائین تو کیا حرج ہے لغت اور علم ادب بہی ضرور مساعدت کرسکتا ہے - بہرحال اس تحقیق سے ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام اسی زمین پر ممالک عدن مین پیدا کیئے گئے اور یہان ہی رہتے تھے - یہ سب کچھ تھا - مگر کبھی کبھی وحشت تنہائی سے اکتا کر بے لطف ہو جاتے تھے اسلیئے خداوند عالم نے انکی نسبت ہوا کیلیئے حوا علیہا السلام کو ظاہر کیا - عورتون کی طبیعت مین تو ایک قسم کی کجی ہوتی ہی ہے - ایک روز انکے پاس شیطان آیا - یا یون کہو کہ وسوسہ قلبی پیدا ہوا کہ برائی اور بہلائی کے درخت کی شناخت پیدا کرین یعنے شریعت کے پابند ہون یہ وسوسہ ہی انکے تنزل کا پہلا زینہ تھا - اور حقیقت یہ ہے کہ انکا تنزل ہی باعث عروج ہوا - خدا نے انکی درخواست منظور کرکے انکے لیئے ایک شریعت بناکر حکم دیا کہ آپسمین مجامعت نکرنا - اگرچہ حوا کے پیدا کیئے سے اصلی مطلب اولاد کا ظہور تھا مگر یہ ثابت کرنا منظور تھا کہ بلا ارشاد خداوندی یہ صورت جائز نہین اور اگرچہ آدم علیہ السلام کا نکاح حوا سے ہو گیا تھا مگر بمصلحت الہی مقاربت کی الہی اجازت نہین ہوئی تھی - ایک روز حوا کو شیطان نے بہکایا - یا خود اونکا وسوسہ قلب صورت پکڑ کر سامنے نظر آیا - اور دونون کو برہنہ ہو کر گندم سے مقاربت کی شورش پیدا کی - یہانتک کہ ذوق مباشرت سے مسرور ہو گئے - اگرچہ قرآن مجید مین یہ قصہ نہایت حفظ مراتب کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے

مگر توریت مقدس مین تصریح کے ساتھہ بلارعایت ظاہر کر دیا گیا ہے - لیکن سمجھنے والے قرآن مجید سے ہی بخوبی سمجھہ سکتے ہین کہ اوسمین بھی شرم گاہون کے کہولنے کا ذکر ہے - سورہ اعراف کے دوسرے رکوع مین اللہ جل شانہ فرماتا ہے - ویا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ فکلا من حیث شئتما ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین فوسوس لھما الشیاطین لیبدی لھما ما وری عنھما من سوآتھما - اے آدم تو مع اپنی بیوی کے جنت مین قیام کر اور جو چاہو وہ کہاؤ مگر اس درخت کے قریب نہ جاؤ کہ تم ظالم ہو جاؤ گے - پس دونون کو شیطان نے بہکایا تاکہ وہ ظاہر کرے اون دونون کیلئے وہ اعضاے نہانی جو پوشیدہ تہے - اس آیت کے بعد کچہہ فاصلہ سے یہ آیت ہے - فلما ذاق الشجرۃ بدت لھما سوآتھما جب مزہ پایا اوس درخت کا تو ظاہر ہوئین اونپر شرم گاہین - اور قاعدہ ہے کہ چوری کے آلات چھپایا کرتے ہین اسلیئے فرماتا ہے وطفقا یخصفان علیھما من ورق الجنۃ اور اپنی شرم گاہون کو جنت کے پتون سے چھپانے لگے - ان آیات مین چند باتین غور طلب ہین (۱) خداوند عالم نے کہین یہ نہین فرمایا کہ لا تاکلا من ھذہ الشجرۃ یعنے اس درخت کی کوئی چیز نہ کہانا بلکہ ہر جگہ لا تقربا ہے فرمایا کہ قریب نہ جانا - اس لفظ سے بزبان اشارہ معلوم ہوا کہ یہان گیہون کہانا مراد نہین ہے بلکہ کنایتاً گیہون سے عورت کی شرم گاہ مراد ہے (۲) آدم کا عصیان وہ ہونا چاہیئے جسمین اعضاے نہانی کہولنے کا موقع ملے - وہ بہی مباشرت و مقاربت کی صورت ہے (۳) ذاق الشجرۃ فرمایا گیا اکل الشجرۃ نہین فرمایا گیا جس سے اوس حرکت کا لطف و ذوق پردہ پردہ مین بیان فرمایا گیا ہے (۴) انہین اپنی برہنگی کی تمیز اور اعضا چھپانے کی فکر ہوئی - اس سے ہی ظاہر ہے کہ یہ حرکت اونہین اعضا سے تعلق رکہتی تہی جنہین چھپانا چاہتے تہے - کچہہ شک نہین کہ ان توجیہات سے ظاہر ہے کہ قرآن مجید نے بہی واقعہ کے بیان کرنے میں کمی نہین کی - مگر بات یہ ہے کہ قرآن نازل ہوا ہے ایسے نبی پر کہ سراپا تہذیب تہے - اور ایسی امت کے لیئے جو تمام خوبیون مین اشرف الامم ہے اسلیئے اوسمین پردہ رکہہ لیا گیا

ضعف باہ

یہ مرض آجکل اس کثرت سے محیط عالم ہو رہا ہے کہ فی صدی دس آدمی بھی ایسے کم نکل سکتے ہین جو اسمین مبتلا نہون - وجہ یہ کہ بداعمالی دنیا مین اسقدر پہیل گئی ہے کہ چھوٹے سے بڑے تک بچپن ہی سے چال چلن بگاڑ بیٹھتے ہین - کوئی جلق کرتا ہے کوئی عیاشی کسیکو جریان ہے کوئی سوزاک سے وائے ویلا مچاتا ہے - کوئی آتشک مین سڑ رہا ہے - کسیکو ضعف گردہ ضعف دماغ ہے - کسیکو ضعف بصارت ضعف قلب ہے - ذہن کند ہوگیا - حافظہ جاتا رہا - طبیعت گری پڑتی ہے - غرض ایک بدعملی کچھہ آلو کی خاصیت رکھتی ہے - ہر شخص تازہ مصیبت مین مبتلا نظر آتا ہے - آئندہ نسلیں اسی کمبخت کی بدولت ضعیف ہوتی چلی جاتی ہین - یہ سب کچھہ ہے اور اکثر یہی حرکات موجب ضعف باہ ہوتے ہین - مگر شاذ و نادر اسکے سوا اور صورتین بھی پیدا ہوتی ہین - ہم اونکا بیان مجمل طور پر کیئے دیتے ہین -

واضح ہو کہ ضعف باہ کبھی تو بنفسہ عضو تناسل مین ہوتا ہے اور کبھی اعضائے منی مین اور کبھی بوجہ ضعف اعضاے رئیسہ ضعف باہ پیدا ہوتا ہے - کبھی بوجہ اون اعضا کے ضعف کے جو عضائے تناسل و اعضائے رئیسہ کے درمیان واقع ہین کبھی بوجہ اون اعضا کے ضعف کے جو اعضائے جماع سے متعلق ہین - کبھی ضعف باہ اوس ریح کے پیدا نہ ہونے سے ہوتا ہے کہ جسمین پھیلانے اور برانگیختہ کرنے کی قوت ہے - خواہ تمام جسم مین ریاح نافخہ کم ہون یا خاص عضو تناسل مین کہ جس سے خیزی نہو سکے - یا ہو تو بقدر ضرورت نہ ہو -

اب سنیئے کہ جو ضعف باہ بنفسہ عضو نسل سے تعلق رکھتا ہے اوسکی یہ صورت ہے کہ کبھی تو عضو کا مزاج بگڑ جاتا ہے - مثلاً عضو مین بکثرت سردی پیدا ہو جاتے کہ خیزی نہونے دے اور کبھی کثرت جلق یا زیادتی جماع کے سبب پٹھے ڈھیلے پڑ جاتے ہین - یا اصلی صورت چھوڑ کر آگے پیچھے کو کھنچ جاتے ہین یا اونمین کسی قسم کی رطوبت آجاتے -

جو ضعف باہ کہ اعضائے منی کی خرابی سے پیدا ہوتا ہے اوسکے یہ اسباب ہین - فوطہ اور غدد

منی مین کسی قسم کی رطوبت یبوست ہوجاوے یا پیدا ہوجاوے کہ جس سے منی کا قوام درست نہ رہے اور اوسمین وہ کیڑے نہ پیدا ہون جو مادہ خلقت ہین - اور منی مین رطوبت کا زیادہ حصہ ملکر جریان پیدا کردیتا ہے اور اس سے وہ ابخرات نہین اوٹھتے کہ جو منی سے اوٹھکر پٹھے پر لگ کر گدگدی کے ساتھ تیزی پیدا کرتے تھے - یا یہ ہو کہ منی کے غدود مین ایک قسم کی خارجی حرارت پیدا ہوجاوے کہ منی کو یا تو جلادے یا اپنی حرارت کے سبب منی کے قوام کو بالکل پتلا کردے اوس سے جریان پیدا ہوجاتا ہے اور جسم کی اصلی حرارت منی کے ساتھہ خارج ہوجاتی ہے کہ جس سے روز افزون نقاہت عام اور ضعف باہ بالخصوص لاحق ہوجاتا ہے - یا اعضائے منی مین اس بلا کی خشکی پیدا ہوجاوے کہ منی کو بالکل خشک کردے کہ کتنا ہی جماع کیا جائے منی خارج نہ ہو - چنانچہ مینے خود کئی ایسے مریضون کا علاج کیا ہے کہ جو رات بھر مین کئی دفعہ جماع کرتے تھے اور انزال سے قبل تندی زائل ہوجاتے تھے -

جو ضعف کہ بوجہ ضعف اعضائے رئیسہ کے ہو وہ تین طرح پر ہے - اگر ضعف قلب سے ہے تو یہ ہوتا ہے کہ مقدار ضروری کے موافق مادہ روح حیوانی اعضائے تناسل مین نہین پہونچتا اور اگر ضعف دماغ سے ہے تو یہ صورت ہے کہ ضعف دماغ سے اعصاب مین نقصان پیدا ہونا ضرور ہے - اسلیئے وہ پٹھے جو دماغ سے عضو تناسل تک آتے ہین ضعیف ہوجاتے ہین - یا دماغ مین کوئی ضرب یا صدمہ یا کوئی زخم پہونچے تو اوس سے بھی یہی خرابی ظاہر ہوتی ہے اور اگر ضعف جگر موجب ضعف باہ ہے تو اوسکی وجہ یہ ہے کہ جگر کی خرابی سے خون صاف ہوکر غدود منی و فوطون مین نہین پہونچتا جس سے صاف منی بنتی - کہ جو باعث قوت و طاقت ہوتی ہے -

جو ضعف باہ بوجہ اون اعضا کے ضعف کے ہو جو اعضائے تناسل سے تعلق رکھتے ہین - اوسکی دو صورتین ہین - ایک یہ کہ مثانہ کا مزاج خراب ہوجاوے - اور وہ پٹھے جو مثانہ مین ہوکر گذرتے ہین ڈھیلے اور سست پڑجائین یا بوجہ اون دواؤن کے استعمال کے جو بوجہ پیشاب

بند ہو جانیکے یا کسی اور ضرورت سے استرخا پیدا کرنے والی دی گئی ہین پٹھے ڈھیلے پڑ جائین یا کسی ضرب یا گر پڑنے یا جھٹکا پہونچنے سے نظام عصبی مین فتور پیدا ہو جائے - دوسرے یہ کہ گردہ کا مزاج بدلجائے - اگر سرد ہو گیا تو اوسکے ساتھ عضو تناسل مین سستی ضرور لاحق ہو گی کبھی بواسیر کے سونکے کٹوانیسے اوس پٹھے پر ضرر پہونچ جاتا ہے کہ جو پاخانہ کی جگہ سے ہو کر عضو تناسل پر پہونچتا ہے -

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مدت دراز تک مباشرت نہ کرنیسے دل مین ہراس پیدا ہو جاتا ہے اور انسان سمجھتا ہے کہ وہ جماع پر قادر نہین ہے - یہ حقیقتاً ضعف کی قسم نہین ہے مگر مجازاً اسے ضعف کی قسم شمار کرتے ہین -

علامات

جب نقصان باہ بوجہ سستی عضو تناسل کے ہو اوسکی علامت یہ ہے کہ خیزش نہو یا بہت کم ہو اور خیزش کی حالت مین عضو پر پانی ڈالا جائے تو سست نہو اپنی حالت پر قایم رہے - بلا انتشار کے انزال ہو جائے - عضو تناسل کا دبلا ہونا - یا حد سے زیادہ موٹا ہونا - یا کہین سے موٹا اور کہین سے پتلا ہو - اور اوپر سے فربہ اور جڑ سے پتلا ہونا -

جب نقصان باہ اعضائے منی کے ضعف سے ہو - اگر سردی سے ہو منی کا دیر سے خارج ہونا - قوام غلیظ ہونا - اگر آمیزش رطوبت سے ہو منی مین رطوبت کا ملا ہونا - قوام کا پتلا اور پھٹا پھٹا ہونا اور سینک سے نفع محسوس ہونا -

جب اعضائے رئیسہ مین سے ضعف قلب مرض کا سبب ہو نبض ضعیف ہو نفس کا کم و بیش ہونا - بدن مین ایک قسم کی اندرونی حرارت محسوس ہونا - اوپر سے جسم کا سرد ہونا - دل کا بیٹھا جانا - اگر ضعف جگر کے سبب ہو خون کا صاف نہونا - ہضم درست نہ ہونا - پاخانہ قبض سے آنا یا کچا پاخانہ نکلنا - یا لمبے لمبے دست آنا - اگر ضعف دماغ کیوجہ سے ہو - دماغ پر کوئی صدمہ پہونچا - طبیعت جماع کی خواہشمند نہ ہو - منی حرکت کم کرے خفیف دردسر

کشتہ مروارید ضعف و خفقان قلب و دق و سل کیلیے فی تولہ عہ کشتہ طلا نہایت مقوی باہ و ممسک فی تولہ للعہ

کشتہ نقرہ - یہ بے بہا کشتہ جریان کی حکمی دوا ہے نہایت مجرب فی تولہ عہ - **منجن** اسکے استعمال سے پچیس منٹ مین ہر قسم کے دانتونکا درد بالکل جاتا رہتا ہے - فی تولہ ۸ / حب ذیابیطس نہایت سریع الاثر - ایک شخص کیلیے ۵ / **روغن مسہل** ایک قطرہ سے ایک دست آتا ہے اور دو سے دو

(دعائے حل المشکلات)

۳ ماشے عہ -

یہ ایک جزو کا رسالہ جسمین خداوند عالم کے اظہار نام ہین - سرآمد علمائے ربانی مولانا ابوالمکارم نقا حسین خان صاحب کی تصنیف ہمارے پاس بغرض اشاعت آیا ہے جن صاحبکو منظور ہو اکے نسخے دو ٹکٹ بھیجکر منگوائین یا فیروزآباد ضلع آگرہ سے مولانا موصوف سے طلب کرین - اسمین اہم نام کے ساتھ خاص ترکیب سے اسمائے الہی جو ہم عدد ہوتے ہین پڑھکر دعا کیجاتی ہے خدا کے فضل سے بہت جلد کامیابی ہوتی ہے نہایت بابرکت و بے نظیر رسالہ ہے - - - . ایڈیٹر -

رسید زر

جناب حکیم عبدالقیوم صاحب اجمیر عصہ	مولوی تحسین علی صاحب اجمیر عہ	خان بہادر محمد عبداللہ خانصاحب اجمیر عہ
منشی عزیز احمد صاحب انسپکٹر آراو متھرا عہ	مولوی امیر علی صاحب احمد آباد عہ	حافظ قدرت اللہ صاحب امروہہ عہ
منشی احمد علیخانصاحب آبو عہ	منشی اقبال حسین صاحب آبو عہ	مولوی عزیز اللہ صاحب وکیل ادری عہ
منشی محمد حسین خانصاحب تحصیلدار بدایون عہ	مولوی محمد حسین صاحب بہسا ور عہ	شیخ غلام حیدر صاحب سو سنع حسینا عہ
منشی مقصود علیخانصاحب ناظم بر سیہ عہ	پیرجی قادر بخش صاحب عہ	احمد علیخانصاحب ٹونک عہ
مولوی محمد اشرف صاحب جیپور عہ	مولوی محمد صدیق صاحب جیپور عہ	جناب میر ناظم علی صاحب میونسپل کمشنر حیدرآباد دکن للعہ
ڈاکٹر عبدالاحد صاحب سردار شہر عہ	شیخ محمد احمد صاحب بہار نپور عہ	ڈاکٹر نعمت اللہ صاحب جبل عہ
منشی محمد اسحق صاحب سردار پور عہ	مولوی غلام محی الدین صاحب کلکتہ عہ	سید حامد حسین صاحب مارہرہ شریف عہ
منشی عظیم الدین صاحب مانپور عہ	حاجی رکن الدین صاحب سہارنپور عہ	منشی زین الدین صاحب جمی کنڈ للعہ
حافظ سید عبدالرحیم صاحب ٹونک عہ	حکیم اطہر علی صاحب بمبئی للعہ	

اعلان

مظہر الاسلام سات ماہ سے آپکی خدمت گذری کر رہا ہے - ابتک بعض حضرات نے خریداری و عدم خریداری سے ہمین مطلع نہین فرمایا - بہت سے حامیان اسلام نے پیشگی قیمت سے ہماری دستگیری فرمائی جزاہم اللہ خیر الجزاء - باقی حضرات بھی توجہ فرمائین - مضامین ذیل مظہر الاسلام کیلئے ہمنے مقرر کئے ہیں (۱) ۸ صفحہ مین قرآن شریف کی تفسیر عام فہم اردو مین - ۲ - مخالفین اسلام کی مسلمہ کتابون سے اسلام کی بدیہی پیشین گوئیان - ۳ - حدیثون کا تعارض یا جو آجکل مخالفین اعتراض کرتے ہین وہ رفع کیئے جائین گے - ۴ - مضامین تصوف - ۵ - گذشتہ نامور مسلمانون کے حالات - ۶ - تحقیقات جدید کے دلچسپ مسائل - ۷ - مسائل طب - ۸ - اسلامی تمدن و تدبیر منزل و اخلاق - جو صاحب **مظہر الاسلام** کی خریداری منظور نہ فرمائین وہ براہ عنایت کل پرچے واپس بھیجدین اور اپنا صاف نام لکھدین تاکہ انکا نام زمرۂ خریداران سے خارج کر دیا جائے

تفسیر غایت البرہان فی تاویل القرآن

یہ عدیم المثال تفسیر زبان اردو مین حضرت زبدۃ المفسرین اسوۃ المحدثین شیخ الشریعت والطریقت حضرت حکیم مولوی سید محمد حسن صاحب قبلہ مدظلہم العالی کی تصنیف ہے اسمین اور خوبیونکے علاوہ یہ خاص خوبی ہے کہ ہر ہر آیت کی ترتیب باہمد گر بتلائی گئی ہے - دوسرے یہ کہ ہر ہر واقعہ کی تفصیل توریت و انجیل سے دکھلائی ہے - اہل تصوف بھی اس سے حظ وافر اوٹھا سکتے ہین قیمت معہ محصولڈاک (۸؍) جن صاحبکو ضرورت ہو ملک رسالہ مظہر الاسلام اجمیر شریف سے بذریعہ ویلوپی ایبل طلب فرمائین - قیمت رسالہ اون روسا سے جنکی آمدنی کم انکم سو روپیہ ماہوار ہے (للعہ) سال پیشگی اور معمولی حضرات سے (عہ) سال مقرر ہے - جملہ خط و کتابت پتہ ذیل سے ہونی چاہیے

المشتہر

ابوالمجید حکیم محمد منظور الہادی سنبھلی امروہی کوٹھی نواب ناجی محمد خان صاحب مرحوم اجمیر شریف

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

بابت ماہ ربیع الاول و ربیع الآخر سنہ ۱۳۱۴ ہجری - جلد - ۱ - نمبر ۱۰ و ۱۱

مقتدا و تحقیق کا آئینہ حقایق علمیہ کا گنجینہ اعنی رسالہ

مظہر الاسلام

بسرپرستی حضرت زبدۃ المفسرین قدوۃ المحدثین مولانا حکیم سید محمد حسن صاحب قبلہ امروہوی
خادم الاسلام ابو السویدیہ حکیم محمد مظہر الحق سہیل امروہوی نے

مطبع معین الہند اجمیر میں چھپوا کر کوٹھی نواب حاجی محمد خان
صاحب مرحوم سے شایع کیا

قیمت سالانہ روسا سے للعہ	معمولی حضرات سے پیشگی

كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ط

جب دیے جائینگے یہ مسلمان یہودی رزق تو کہینگے کہ یہ تو وہی ہے جو ہمین پہلے دیاگیا تہا اور اوسکے مشابہ ہی دیاجائیگا - یعنی جب اونہین مسلمان ہونے کا ایک حصہ دیا جائیگا اور دوبارہ یہودیت کا دوسرا حصہ دیاجائیگا - تو وہ تعجب کے ساتھ یہ کہینگے کہ یہ تو ہمین پہلے ہی دیاگیا تہا اوسکی وجہ فرماتا ہے کہ دونون رزق ایک صورت کے ہونگے - گو اونکے مزے مختلف ہون -

امام فخرالدین رح تفسیر کبیر مین لکہتے ہین کہ رزق متشابہ سے وہ رزق مراد ہے جو دنیا مین دیاگیا تہا - مگر یہ کوئی عمدہ بات نہین - کیونکہ اگر وہان کی نعمتین بہی دنیا کی نعمتون کے متشابہ ہون تو جنت مین خوبی کیا ہوئی

وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

اور اونکے لیئے جنت مین پاکیزہ بیبیان ہونگی اور وہ اونمین ہمیشہ رہینگے - اسی کے قریب باب ۱۹ متی مین حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہے کہ جو دنیا مین میرے لیے ایک جورو چہوڑے اوسکو وہان سو ملینگی - شریعت عیسوی بوجہ تنزیہ غالب تہی اسلیئے رہبانیت کی تعریف فرمائی گئی مگر چونکہ اسلام کا زمانہ کمال و جمعیت کا ہے اسلیئے ہمارے ہان یہ حکم منسوخ کردیاگیا - جوکہ فطرت الٰہی کے خلاف تہا - بلکہ اسلام مین ضرورت و وقت وغیرہ یہ لحاظ کرکے چار نکاح تک اجازت فرمائی گئی - جوکہ بالکل عقل کے مطابق ہے - کیونکہ دنیا مین گیارہوان حصہ عورتین زیادہ ہین - اگر ایک مرد کو ضرورتاً ایک سے زیادہ نکاح کی اجازت نہ ہو تو وہ گیارہوان حصہ عورتین کیا کرین - بجز زنا اور کسب کے اونکے لئے اور کونسی صورت نکل سکتی ہے - جو قومین کہ اسلام کے اس قانون عدل سے واقف نہین وہ اعتراض کرتے ہین - شاید اون کے ہان حرام کاری جائز کیگئی ہے -

جب یہ حکمت آمیز مثالین اور نصیحتین کفار کو سنائی گئین تو اون کمبختون نے اپنی ازلی شقاوت کی بناپر اعتراض کیاکہ خدا کو ایسی مثالون کے سنانے کی کیا حاجت تہی - اور اگر قرآن خدا کا کلام ہوتا تو خدا کو عورتون کے بیان مین شرم آتی اوسکا جواب دیا جاتا ہے ؎

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا

اللہ تعالے شرم نہین کرتا مثل دینے مین خواہ مچھر کی ہو یا اوس سے بھی چھوٹی چیز کی - پھر جب اللہ تعالے کو ان مثالون سے جنمین مچھر جیسے ذلیل کفار اندھون کی مثال دیگئی ہے کیون شرم آتی - امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین کہ یہان کفار نے یہ اعتراض کیا تھا کہ خدا کو مکڑی اور مکھی وغیرہ کے مثال کی کیا ضرورت تھی - خدا اور ایسی ذلیل مثالین دے اوسکے جواب مین یہ آیت نازل ہوئی - لیکن یہ امر تعجب کے قابل ہے کیونکہ مکڑی وغیرہ کی مثل کا یہان تذکرہ بھی نہین دوسرے یہ کہ مچھر کا تو کہین قرآن مین تذکرہ ثابت نہین -

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ ج

پس جو لوگ مثل نبی افریم و بنی بنیامین و بنی یہودا عبداللہ بن سلام کی مانند ایمان لائے - تو وہ سمجھتے ہین کہ یہ مثالین نہایت سچی ہین خدا کی جانب سے اور جو کچھ توریت مین فرمایا گیا تھا اوسکے مطابق یہ دین سچا ہے - اور جو پیشین گوئیان فرمائی تھین وہ سب پوری ہوئین -

وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا ۘ

مگر وہ بنی اسرائیل کا فرد منافق جو اسکے منکر ہین اور اپنے ناقص خیالات مین خود کو عالم و فاضل و توریت کا ماہر جانتے ہین - کہتے ہین کہ خدا نے ایسی مثلون سے کیا ارادہ کیا ہے - اوسے ایسی مثالون کے پیش کرنے کی کیا حاجت تھی اس قسم کی مثالین تو بندون کے کلام مین حسن مضامین کے لیے ہوا کرتی ہین -

یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا ط

قرآن ہی سے یا اس مثل کے بیان کرنیسے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہین اور اسی سے بہت لوگ ہدایت پاتے ہین - چنانچہ کتب سابقہ مین ظاہر کردیا گیا تھا کہ ایک گروہ ایمان لے آئیگا اور ایک گروہ منکر رہیگا اوسی کے مطابق ظہور مین آیا -

وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ

اور قرآن سے یا اس مثل کے بیان کرنے سے صرف وہی لوگ گمراہ ہوتے ہین جو فاسق ہین
کہ بعد استحکام کے خدا کے عہد کو توڑ ڈالتے ہین۔ یعنی وہ وعدہ وعہد کہ جو آدم کے زمانہ سے
ملاکے پیغمبر کے زمانہ تک متصل بابت ظہور خاتم المرسلین وسبت مقدس کے چلا آتا ہے اوسکے
سنون ہین ردوبدل کر ڈالتے ہین۔

وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ

اور جس شیئے کے ثانیکا خدا نے حکم دیا ہے اوسے کاٹ ڈالتے ہین یعنے صلہ رحم وموالاۃ مومنین
ترک کر دیتے ہین اور وہ تعلقات جو حق تعالے و بندہ ہین مواصلت پیدا کرتے ہین اون سے
دور ہوجاتے ہین۔ یہ تو معمولی معنے ہین۔ حقیقتاً اسکے معنے شرح کتاب دانیال مصنفہ حضرت
قبلہ وکعبہ مصنف تفسیر غایۃ البرہان اور نیز تفسیر معالات ہین ملاحظہ فرمائے جائین۔

وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝

اور زمین ہین فساد ڈالتے ہین۔ یہی لوگ نقصان اوٹھانے والے ہین۔ ان یہودیون سے
بڑھکر اور کون زیان کار ہوسکتا ہے کہ زمانِ آدم سے موسی کے زمانہ تک سبت مقدس کی
تعظیم کی تاکید ہوتی چلی آتی تھی اور جب اوسکا وقت آیا تو دیکھبھال کر منکر ہوگئے۔ بیشک یہی
لوگ بہرے گونگے اندہے ہین۔ انکی بینائیون اور شنوائیون پر پردے پڑگئے ہین۔

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ
تُرْجَعُونَ ۝

تم کیسے کفر کرتے ہو قرآن کے ساتھہ یا رسول اللہ کے ساتھہ حالانکہ تم کچھہ نہ تھے پہر تمہین اوسنے
پیدا کیا۔ پہر تمہین مارے گا پہر تمہین قبر مین زندہ کرے گا۔ پہر تم قیامت کے روز اوسکی طرف رجوع
کیئے جاؤگے۔

یہان اللہ سے رسول اللہ مراد ہین کیونکہ مخاطبین خدا کو مانتے تھے جیسے خود قرآن مجید مین بتلایا
گیا ہے ان الھنا والھکم لواحد ہمارا تمہارا خدا ایک ہے اسیواسطے شاہ عبدالعزیز صاحب

اپنی تفسیر مین یہان اللہ سے قران اللہ مرادلی ہے - پس جب قران بہی مخلوق ہے اور رسول بہی تو کچہہ نہین معلوم ہوتا کہ ہم رسول اللہ مرادلین -
اور صنعت استخدام کے طور پر تمام ضمیرین احیاکم یمیتکم یحییکم کی خدا کی طرف پہرتی ہین یہ داخل فصاحت ہے - ایک زمانہ ہوا کہ حضرت زبدۃ المفسرین مولانا حکیم سید محمد حسن صاحب قبلہ امروہوی مدظلہ العالی نے اپنی تفسیر فارسی معالم الاسرار فی مکاشفات الاخیار مین یہی مضمون عجیب وغریب شایع کیا تہا - اسپر بعض جہلا نے اپنی غلط فہمی سے یہ بیہودہ اعتراض چہپوایا تہا کہ نصاریٰ نے تو مسیح کو ابن اللہ کہا اور مفسر معالم الاسرار نے اللہ کو رسول اللہ کہدیا - اور بوجہ اپنی بے علمی کے صنعت استخدام کو نہ سمجہکر احیاکم و یمیتکم و الیہ وغیرہ کی ضمیروں مین انتشار ضمائر سمجہہ بیٹہے - لاحول ولاقوۃ - تف ہے اون نافہمون کی سمجہہ پر کہ جو محدث و فقیہ و مفسر ہونے کے مدعی ہوکر ایسی بے علمی و جہالت کے فتوے پر دستخط کر بیٹہے - تعجب ہے کہ رات دن بیضاوی پڑہا دین تفسیر عزیزی کا مطالعہ کرین - اوسکے حرف حرف پر ایمان لائین اور یہ نہ سمجہین کہ یہ اعتراض تو ان مفسرین پر بہی وارد ہوتا ہے - بیضاوی نے یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ - مین اللہ سے رسول اللہ مرادلی ہے - اور طرفہ یہ کہ بلا حذف مضاف بہی جائز بتلایا ہے -

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ق

وہ پروردگار جسنے تمہارے لیئے زمین یعنی عالم کی تمام چیزین پیدا کین

پہلی آیت مین خدا تعالےٰ نے اپنی اوس نعمت کا بیان فرمایا تہا کہ جو سب سے پہلے تہی اور اس آیت مین اون احسانون کو ظاہر فرمایا ہے کہ جو پیدا ہونے کے بعد عطا فرمائی ہین - ان نعمتون کو شمار کرانے سے یہ مطلب ہے کہ بہاگے ہوے منکر بندے اوسکے احسانات پر توجہ کرکے اپنی فلاح و بہبودی کا فکر کرین - قاعدہ ہے کہ جب کسی نافرمان کو گذرے ہوے احسان یاد دلائے جاتے ہین تو اوسے کچہہ تو شرم آتی ہے - اور یہ تو وہ احسان ہین کہ دنیا مین آنیسے پہلی شروع

اور کبھی ختم ہی نہ ہونگے -

ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ط

پہر متوجہ آسمان کیطرف تو اوسے سات درجہ کیا - آسمان و زمین وغیرہ کی پیدائش کا حال ہمنے رسالہ مظہر الاسلام کے نمبر ۸ و ۹ مین لکہا ہے اوسے ملاحظہ فرمائیے -

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ٥

اور وہ ہرشئے کو جانتا ہے کیونکہ اوسی نے پیدا کی ہے اس آیت مین بعض اون لوگون کا رد فرمایا ہے جو یہ کہتے ہین کہ خدا خالق تو ہے تمام دنیا کو پیدا تو اوسی نے کیا ہے مگر اوسے علم نہین کیونکہ اگر علم ہوتا تو سب کو برابر اور ایک ہی حالت مین پیدا کرتا - کسی کا غریب ہونا کسی کا امیر ہونا اسکی دلیل ہے کہ خدا کو علم نہین - اس بیہودہ خیال کے ہندوستان مین بکثرت قائل ہین - مگر یہ لوگ یہ نہین سمجہتے کہ ہر شخص کی جیسی قابلیت تہی اوسی کے مطابق خدا نے بنایا

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۵

اور یاد کرو جب خدا نے زمینی فرشتون سے کہا کہ مین زمین مین اپنا خلیفہ کرنیوالا ہون تاکہ اوس سے وہ امانت و حیات کا درخت وہ آئینہ ذات ظاہر کرون کہ جو میری صفات کا مظہر[۱] ہو اور سارے عالم کا نمونہ ہو[۲] - مگر چونکہ آدم صفی اللہ سے پہلے ایک کم لاکہہ آدم[۳] بداطوار و خونریز گذر چکے تہے اور تمام زمینی جاندار اون کی شرارتون سے واقف تہے - اور یہ نہ جانتے تہے کہ اب جو آدم پیدا ہونگے اونکے واسطہ سے وہ امانت ساتوین ہزار برس مین ظہور فرماے ملکہ ہوگی - اسلیئے اپنی نادانی سے خدا پر یہ اعتراض کر بیٹہے - غالبا یہ اعتراض بہی شیطان ہی کی تعلیم ہوگا -

قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ط

---

[۱] التاویل المحکم فی شرح فصوص الحکم مین حضرت قدوۃ الاصفیا مولانا حکیم سید محمد حسن قبلہ مدظلہ نے تمام صفات خداوندی انسان مین دکہلائی ہین ۱۲ [۲] شرح فصوص مین تمام جانورونکے نمونے انسان مین دکہلائے ہین ۱۲ [۳] فتوحات مکیہ مین حضرت شیخ نے حدیث نقل فرمائی ہے ۱۲

کہنے لگے کہ آیا تو زمین مین ایسا خلیفہ کرنا چاہتا ہے کہ جو اوسمین فساد پہیلا سکے خونریزی کرے اور ہم تو تیری تعریف کی تسبیح کرتے ہین۔ اور تجہے مقدس جانتے ہین یہ اعتراض یا تو اس بنا پر تہا کہ جب ہم تسبیح وتقدیس کرتے ہین تو ہم مین سے زمین پر خلیفہ ہونا چاہیئے - یا یہ کہ پہلے آدمونکی خونریزی سے خائف تہے اسلیئے کہا - یا یہ کہ ہم جب خود ہی عبادت مین مصروف ہین تو ہمپر خلیفہ مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے -

قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

خدا نے فرمایا کہ جو ہم جانتے ہین وہ تم نہین جانتے کہ ہمین ہزار ہفتم آدم مین اپنے مقدس خلیفہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا منظور ہے - اوسکی تسبیح وتقدیس تنزیہ وتشبیہ کو جامع ہوگی - پس خداوند عالم نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا - اور اپنی امانت نور محمدی کو تمام عالم زمین و آسمان و پہاڑون وغیرہ پر پیش کیا مگر کسی مین آدم کی برابر جمعیت نہ تہی اسلیئے سب نے انکار کیا کہ ہم اسکے متحمل نہین ہوسکتے ہے

آسمان بار امانت نتوانست کشید - قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

یہان من سے آدم مراد ہین -

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

اور آدم کو دنیا کی ہر شئی کا نام تبلایا - بوجہ اسکے کہ وہ امانت نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے امین تہے

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

پہر اونہین ملائکہ زمینی پر پیش کیا اور کہا کہ اگر تم اپنی تسبیح وتقدیس پر فریفتہ ہو اور آدم کی خونریزی اور فساد خیزی سے واقف ہو اور مدعی علم ہو تو ان سب کے نام تبلاؤ - اگر سچے ہو -

خداوند عالم نے ملاء سفلے کو نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم دکہلا کر اوسمین تمام متقی اور صحابہ کے صورتین عالم خیال مین دکہلائین تاکہ وہ انکی خوبی اور قابلیت کو دیکہکر سر اطاعت جہکائین - اور اونہین اپنی تسبیح وتقدیس کے مقابلہ مین امت محمدی کی عبادت جامع اور تقدیس کامل نظر آئے اور اونپر حجت قایم ہوجائے - اور خلیفہ کی ضرورت اچہی طرح ظاہر ہوجائے -

ملاء سفلے نے جواب مین عرض کیا۔

قَالُوْا سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ہ

عرض کیا کہ ہمین تو صرف اوتنا ہی علم ہے جو تو نے بتلایا۔ تو ہی صاحب علم و حکمت ہے۔ بیشک تیرے نزدیک جب خلیفہ کا مقرر کرنا عین حکمت ہے تو ہمین مجال دم زدن نہین۔ اس آیت مین خداوند عالم نے ملاء سفلے کے علم کی نسبت ظاہر فرمایا کہ بقدر ضرورت اونہین علم عنایت ہوا ہے یہ وہی علم ہے کہ کہانے پینے اور رفع مضرت ظاہری اور دوستی و دشمنی کے ظاہری آثار کو سمجھ لیتے ہین۔ اسنے ادنی درجہ کا علم نباتات کو بھی عطا ہوا ہے کہ جو ایک خاص جانب کو جدہر جگہ پاتے ہین بڑہتے چلے جاتے ہین۔ ان سے کمتر جمادات کو ہے۔ گو اوسے کشش کہا جائے یا میل طبعی مگر حقیقتاً ایک قسم کا علم ہی ہے۔ مثلاً پتھر کا قاعدہ ہے کہ نیچے ہی گرتا ہے یا آگ ہے کہ اوپر ہی کو چڑہتی ہے۔ غرض خداوند عالم کے علم کا ہر شے مین بقدر استعداد جلوہ ہے۔

قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ

جب زمینی فرشتے اپنی لاعلمی کے معترف ہوئے تو خداوند عالم نے آدم سے کہا کہ تم ہی انکو اون متقیان امت محمدی کے نام بتلا دو تاکہ انہین تمہارا علم و شرف معلوم ہو۔

فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ ہ

پس جب آدم علیہ السلام نے فرشتون کو اونکے نام بتلا دیئے اور اس امتحان مین کامیاب ہوئے تو فرمایا کہ ہم تو زمین و آسمان کی چھپی ہوئی چیزون کو جانتے ہین ہم پر اعتراض کرنا سراسر نادانی ہے تم جو ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو تو ہم سب جانتے ہین۔ اصل مین یہ انکار تم نے خود نہین کیا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ شاید یہ اعتراض شیطان ملعون کی تعلیم کا اثر ہوگا جو گویا ان جانورون کا سردار و معلم تہا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ

وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ۝

اور یاد کرو کہ ہم نے زمینی فرشتون سے کہا کہ آدم کے تابع ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ امانت شجر حیات نور محمدی کا امین ہونیکے سبب ہمارا خلیفہ ہے —— تو سب کے سب تابعدار ہو گئے اور آدم کی عظمت اپنے سر پر لی۔ مگر شیطان جو کہ اول درجہ کا کافر اور منکر تہا وہ تابع نہوا اور بوجہ تکبر کے انکار کر بیٹھا اور دین و دنیا مین لعنت و خسران کا سزاوار ہوا - اللہ میان کے کارخانے کچھ ایسے عجیب و غریب ہین کہ قدم قدم پر حیرت دامنگیر ہوتی ہے اور عقول بشری اوسکی عظمت و جلال کے آگے چکرا کر گر پڑتی ہین -

خود شود مدعی کہ دین اینست ❊ خود دہد کفر را توانائی -

اللہ تعالے نے شیطان سے پوچھا کہ تو نے آدم کو کیون سجدہ نہ کیا - تو تکبر کی وجہ سے یہ حماقت خیز جواب دیا کہ مین آگ سے پیدا ہوا اور آدم خاک سے - اور کمبخت یہ نہ سمجھا کہ وہ نار سموم سے پیدا ہوا ہے جسکا مادہ سوختہ تفسل اور پستی کو چاہتا ہے اور موجب سواد ہوتا ہے - اسلیئے حکم ہوا کہ آگ کے درجہ سے گر جا - ہرگز مواد سوختہ قابل تکبر نہین ہو سکتا - اور چونکہ دنیا عالم امتحان و آزمایش ہے - شیطان نے مہلت چاہی کہ قیامت تک لوگونکو بہکاوے اور خداوند عالم کے اسم مضل کا مظہر قرار پاوے - چنانچہ یہ استدعا قبول ہوئی - اور شیطان کو بہکانے کی اجازت دیگئی -

شیطان کی تحقیق

واضح ہو کہ ایک عالم علیین ہے کہ جس سے ارواح مقدسہ کا تعلق ہے - اسکے سردار کو روح اعظم کہتے ہین - اور دوسرا عالم سجین ہے جس سے نفوس خبیثہ وابستہ ہین - اسکا سردار شیطان ہے سجن کے معنے قید و جزویت کے آتے ہین - جیسے روح اعظم مظہر وجود صفات کمالی سے قریب باطلاق ہے - ایسے ہی شیطان بعید قید جزویت ہے کہ وہ روح اعظم کے عکس سے

اور اسکے آثار بالکل وسکے خلاف ہین جسطرح روح اعظم کے بیشمار مظاہر ہین ایسے ہی اوسکے وجوہات بیشمار ہین - اور خود نفس جن کی قسم ہے جسکی پیدائش نار سموم سے ہے - اور وہ ایک روح ہے نفوس انسانی کیطرح - چنانچہ اھل حدیث مقلدین وغیر مقلدین کے نزدیک جنون کی اس مقام سے حسب روایت شرح ثعلبہ کے تین قسمین ہین ایک گزندہ جانور جو زمین مین مخفی رہتے ہین اونمین سے بعض کی غذا هڈیان اور غذا گار ابڑا حصہ ہے - جیسے سرخ چیونٹیان - چنانچہ نار سموم کا اثر اونمین پایا جاتا ہے - اور درندے جانور بھی قریب قریب اس قسم مین داخل ہین کہ اونمین سے ایک قسم کا زہریلا مادہ پایا جاتا ہے اور وہ انسان سے مخفی رہتے ہین - دوسرے وہ قسم ہے جنکی بازو ہین اور وہ ہوا مین اوڑتے ہین - جیسے کہ وبا ان مین سے ایک قسم کے وہ کیڑے ہین جنکی نسبت حدیث مین آیا ہے کہ وبا مین جنون کی کثرت ہوتی ہے - چنانچہ آجکل تحقیقات فرانس سے ثابت ہوا ہے کہ ایام وبائے ھیضہ مین ایک قسم کے زہردار کیڑے پیدا ہوجاتے ہین کہ جو پانی اور ہوا کے ساتھہ قلب مین پہونچکر آگ لگا دیتے ہین - اسی طرح حدیث مین آیا ہے کہ صرع یعنی مرگی کا مرض جنون کی وجہ سے ہوتا ہے - چنانچہ یونانی اور ڈاکٹری تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ان امراض مین سر مین کیڑے پیدا ہوجاتے ہین - تیسرے وہ نوع ہے کہ مکانون مین آتے جاتے ہین - اور نظر سے غائب رہتے ہین - یہ اصل مین نفوس جزیہ ہین اسلیئے انکے مراکب ایسے لطیف ہین کہ نظر نہین آتے - جیسے تار برقی کا مادہ ایک دم مین ہزارون کوس چلا جاتا ہے اور نظر نہین آتا - لیکن اوسکے وجود مین کسیکو انکار نہین - اسیطرح پہلے قرآن مجید اس آیت کے ذیل مین ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید - کوئی لفظ نہین بولا جاتا - مگر اوسکے ساتھہ انکا بیان ثبت ہوتا ہے - تمام دنیا کو انکار تھا کہ آواز کسیطرح ٹھہر نہین سکتی - مگر اب ایک آلہ ایجاد ہوا ہے جسمین سیکڑون برس تک آواز بجنسہ قایم رہتی ہے - اسیطرح موجودات ہوائی کے وجود مین انکار کرنا جہالت ہے - یہ جنونکی تحقیق ہے =

اب واضح ہو کہ اہل اسلام کے نزدیک شیطان کے ثبوت مین کلام نہین - لیکن اسکی ماہیت
کہ وہ کیا چیز ہے امر آخر ہے - مگر قاعدہ ہے کہ مجہولات کو معلومات سے دریافت کیا کرتے
ہین - اور ظاہر ہے کہ شیطان بمعنی بعید از رحمت ہے - پس معلوم ہوا کہ جسمین اوسکا اثر
ہوا وسے ہی شیطان کہدیتے ہین - اسیوجہ حدیث مین تنہا مسافرت کرنے والے کو شیطان
کہتے ہین کیونکہ احتمال ہے کہ تنہائی کی وجہ سے تکلیف و مصیبت مین مبتلا ہو - شیطان کے ایک
معنے سانپ کے بہی آتے ہین - اسی وجہ سے ناگ پہن کے پہل کو روس الشیاطین کہتے
ہین - مگر ان معنی سے بحث نہین یہان ہماری مراد شیطان کی وہی قسم ہے جو اجنہ کی فرد ہے
اور جسکا مرکب نار سموم سے مخلوق ہے - یعنی دخان سوختہ زہریلا جو خون کے مجرے مین
جاری ہے اور حیات انسان کا دشمن ہے - چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سینہ پاک
شگافتہ کرکے خون بستہ نکال ڈالا گیا - اور جبریل نے کہا کہ یہ حصہ آپ مین شیطان کا تہا اسلیے
خارج کردیا گیا یہ حدیث خواہ کیسی ہی ہو مگر اس سے معلوم ہوا کہ خون بستہ مین شیطان کا کوئی
خاص اثر ہوتا ہے - اب دیکہنا چاہیے کہ خون مین بستگی سودا سے پیدا ہوتی ہے جسکی پیدایش
مین دخان سوختہ کا تعلق بڑا ہوا ہے - اس سے ظاہر ہے کہ جسم انسان مین سودا شیطان کا
مرکب ہے - شیخ ابو علی بن سینا کا مقولہ مشہور ہے کہ اگر غبار و دخان نہ ہوتا تو انسان ہزار سال
زندہ رہتا - اسی وجہ سے چونکہ پاخانہ وغیرہ مین بکثرت مواد سوختہ پایا جاتا ہے اور سودا
کا تعلق بڑا ہوا ہے - حدیث شریف مین آیا ہے کہ پاخانہ و مزبلہ مین خدا سے پناہ مانگو کہ وہ
شیطان کا گہر ہے - اور نیز حدیث مین آیا ہے کہ گرم روٹی نہ کہاؤ کیونکہ اوسمین شیطان کا
اثر ہے - اسمین شیطان سے وہ مادہ سوختہ مراد ہے جو لکڑی جلنے سے پیدا ہوکر روٹی مین
سرایت کرگیا تہا - اور نیز حدیث شریف مین وارد ہے کہ شیطان خون کے ساتہ جسم مین
دورہ کرتا ہے چنانچہ مواد سوداوی ہمیشہ خون کے ساتہ دورہ کرتا رہتا ہے - اور
شریانون سے صاف ہونیکے واسطے واپس دل مین آتا ہے - اسیطرح ایک اور حدیث ہے

کہ جب تم سوکر اوٹھو وضو کرتے مین ناک صاف کرلو - کیونکہ سوتے مین شیطان ناک مین ٹھہرتا ہے - اس سے بھی واضح ہے کہ شیطان سے وہی مادہ سوختہ مراد ہے جسکا ایک حصہ مخاط ناک مین جمع ہوجاتا ہے - ایسے ہی ایک حدیث مین ہے کہ انگڑائی وجمائی کیوقت شیطان ھنستا ہے اس سے بھی یہ ظاہر ہے کہ سوداکے سبب یہ صورت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اکثر انگڑائی وجمائی دخانیت سوداکے پھیلنے سے پیدا ہوتی ہین - الغرض اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ شیطان کی ماھیت ایک ایسی روح ہے جسکا تعلق سودا و دخان سے ہے اور وہ ہر شخص مین لطافت وکثافت روح وجسم کے مطابق پایا جاتا ہے -

اب سنیئے کہ اوسکے بہکانیکی یہ صورت ہے کہ ایک روح کی صورت مین جو کہ سودا سے متعلق ہوتی ہے - قوت مفکرہ مین طرح طرح کے انتشار پیدا کرتا ہے بالخصوص اون لوگونکی صورت سے جونکہ نبوت ورسالت ہوکر سلسلۃ الجرس کے طور پر کچھ کچھ معلوم کرسکتے ہین - اور چونکہ وہ ایک روح ہے - فی الجملہ اوسمین لطافت بھی ہے اور روح کا قاعدہ ہے کہ جس جسم سے متعلق ہوتی ہے اوسکے ساتھ تو حد پیدا کرلیتی ہے - یہانتک کہ عامہ انسان آپ کو جسم ہی جانتے ہین مولانا فرماتے ہین کہ -

یک سگ است و در ہزاران مے رود	ہر کہ در وے رفت او آن مے شود
ہر کہ سردت کرد میدان کو در دست	دیو پنہان گشتہ اندر زیر پوست
چون نیابد صورت آید در خیال	تاکشاند آن خیالت در وبال ؛
از خیالات تو مے آید بلا	چون خیالت فاسد آمد جا بہ جا
گہ خیال فرجہ و گاہے دکان	گہ خیال علم و گاہے خانمان
گہ خیال مکسب و سوداگرے	گہ خیال تاجری و دادرے

مولانا کے کلام سے ظاہر ہے کہ جسمین شیطان کا اثر غالب ہوتا ہے وہ شیطان ہی ہوجاتا ہے - اور چونکہ حضرت انبیاکے روبرو ہر شئے گویا ہوتی ہے - اسلیئے اگر اونکے روبرو تمثل

پکڑلین کیا تعجب ہے - جیسے حضرت موسی علیہ السلام کے روبرو صورت عزرائیلی متمثل ہوئی - اور اونہون نے تپانچہ مارا - *

الحاصل وجود شیطان مین کلام نہین - گو اوسکی حقیقت کے متعلق مختلف قسم کے اقوال وخیالات ہون - اس مقام سے بعض علما شارحین مثنوی شریف کا یہ خیال ہے کہ شیطان - مادہ سوداوی سے عبارت ہے - اس سے مراد غالباً وہی روح ہے کہ ہر انسان مین اوسکا ایک حصہ پایا جاتا ہے - اوسی کا اثر ہے کہ قوت مفکرہ مین بیحد وسواس پیدا ہوتے ہین -

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝

اور ہمنے کہا اے آدم تو اور تیری عورت باغ مین رہ - اور بے دہڑک اوسمین سے جو چاہو وہ کھاؤ - اور اس درخت کے قریب نہ جاؤ ورنہ تم ظالمون مین گنے جاؤگے -

خداوند عالم نے آدم علیہ السلام کیلئے جنت عدن یعنی ممالک شام وعرب وغیرہ مین - ایک باغ لگایا کہ جواب تک طائف کے نام سے مشہور ہے اور اوسے دنیا کے ہر قسم کے میوہ جات سے آراستہ کیا - اور تمام نعمات سے مرتب کرکے آدم وحوا علیہما السلام کو تصرف کامل وملکیت عام دی - عالم کے تمام جاندار تو پہلے ہی انکے تابع ہو چکے تہے - اب یہ نفیس غذائین اور یہ بے بہا نعمتین ملین تو اب ان سے بڑہکر کون خوش قسمت ہوسکتا تہا - رفع وحشت کیلئے حوا جیسی مونس تنہائی بہی انکے پاس موجود تہی پہر انہین چاہیئے کیا تہا - خدا کے ان بے بہا احسانات کی انہین قدر کرنی چاہیئے تہی - مگر افسوس ہمیشہ سے عورتونکی عقل ناقص انکا دین ادہورا سمجہا جاتا تہا - ایک روز شیطان کے فریب اور دہوکہ دہی سے خدا کے اوس معزز فرمان کے خلاف کرنے پر آمادہ ہوگئے - اور گو نکاح ہوگیا تہا مگر بلا اجازت خداوندی آپسمین مجامعت کر بیٹھے - خداوند عالم کا انپر غضب نازل ہوا -

فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ط

پس بہسلایا اون دونون کو شیطان نے تا کہ وہ اپنی شرمگاہین کہولکر اوس درخت سے
مقاربت کرین - شیطان کا منتر ان پر چل گیا اور وہ غایت شورش مین باہم مجامعت
کر بیٹھے - پس شیطان نے حوا و آدم کو اوس آزادی سے نکالدیا جسمین وہ خوش تھے
کیونکہ اب حوا کو حمل کی مصیبتین دردزہ کی تکلیفین اور آدم کو اولاد کی پرورش کی دقت
اور اونکی حفاظت کی آفت پیش ہونے والی تہی -

وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

اور ہم نے حکم دیا کہ تم اپنے درجہ سے اوتر جاؤ بعض تمہارا بعض کا دشمن ہے -
شیطان نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دی جائے کہ تیرے خاص و مخلص بندون کے سوا
مین اہل عالم بہکاؤن اور اونہین اپنے پہندے مین پہنساؤن - خداوند عالم نے ایسے
موقع پر شاید صفت قہاری سے کام لیا جو شیطان کی یہ عجیب و غریب درخواست منظور
فرمائی - مگر شاید ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خداوند عالم کو اپنی رحمت اپنا کرم دکہلانا منظور تہا
کہ جو بندہ ساری عمر بدافعالی مین مبتلا رہے ہم قیامت کے روز اپنے فضل سے اونکے گناہ
یک قلم معاف کردیتے ہین - اور شاید اپنے بندون کا امتحان لینا بہی مدنظر تہا کہ کون کون
ایسے لوگ ہین جو اوسکی محبت مین شیطان کے بہکانے پر توجہ نہین کرتے - فصل ۱۶
تکوین موسی مین عورت سے فرمایا گیا ہے -
۱۶ - مین تیرے حمل مین درد بڑہاؤنگا اور درد سے تو لڑکے جنے گی اور اپنے شوہر کیطرف
تیرا اشتیاق ہوگا - اور وہ تجہپر حکومت کرے گا - اور آدم سے کہا - اسواسطے کہ تو نے اپنی
زوجہ کی بات سنی - اور اوس درخت سے کہایا جسکی بابت مین نے تجہی حکم کیا کہ اوس سے
مت کہانا - زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی اور تکلیف کے ساتہ تو عمر بہر کہائے گا -
اور وہ تیرے لیئے کانٹے اور اونٹ کٹاری اوگائے گی اور تو کہیت کی نبات کہائیگا -
تو اپنے منہ کے پسینے کی روٹی کہائیگا جبتک کہ زمین مین پہر نہ جائیگا - کہ تو اوس سے نکالا گیا ہے

تو خاک ہے اور خاک مین جائیگا - آدم نے اپنی جورو کا نام حوا رکھا اسلیئے کہ سب زندہ انسانون کی ما ہونیوالی تہین -

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝

اور تمہارے واسطے ابہی اس جنت عدن کے سوا اور زمین مین اسباب قیام گاہین

فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝

پس آدم نے خدا کی طرف سے ایسے کلمات پائے کہ اون کے وسیلہ سے توبہ قبول ہوئی - بیشک اللہ تعالے توبہ قبول کرنیوالا صاحب رحمت ہے - آدم کا عصیان اگرچہ سخت تہا اور ضرور آدم اس قابل ہو چکے تہے کہ وہ ان نعمتون سے محروم کردیے جاوین اور ہرگز ایسی جنت کے مقامات مین نہ رہ سکین - مگر ہمارا تمہارا گناہ نہ تہا کہ جس کے معاف ہونے مین چون وچرا ہوتا - ادہر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام آیا - اودہر خدا نے فتاب علیہ کا مژدہ سنا کر ان کا قصور معاف فرمایا - اب چونکہ آدم علیہ السلام کو بوجہ مقاربت کے اپنی برہنگی پر اطلاع ہو چکی تہی اسلیئے چمڑے کے کپڑے مرحمت ہوئے اب آدم کے ایک بچہ پیدا ہوا اوسکا نام قابیل رکہا گیا - اوسکے ساتہہ ایک بہن بہی پیدا ہوئی - اسکے بعد ہابیل پیدا ہوئے اونکے ساتہہ بہی ایک لڑکی ہوئی - ہابیل ایک نہایت ہی مقدس اور پاکیزہ نفیس عبادت گذار شخص تہے - مگر قابیل کا مادہ نہایت ہی فساد انگیز واقع ہوا تہا - ہابیل کے ساتہہ کی بہن قابیل کو منسوب ہوئی اوسکی صورت نہایت معمولی تہی اور قابیل کی بہن جو کہ نہایت جمیلہ اور حسین تہی ہابیل کو منسوب ہوئی - قابیل کو اسکا ملال ہوا اور قربانی پر فیصلہ ٹہرا - ہابیل کی قربانی منظور ہونے سے قابیل کا حسد بڑہ گیا - اور آخر ایک روز تنہا پاکر ہابیل کو مار کر دفن کردیا - آدم علیہ السلام کو ہابیل کے مرنے کا سخت ملال ہوا اور اسکی سزا مین قابیل کو جنت و ہانسے نکالدیا - وہ ہندوستان مین آکر آباد ہوا - اور اپنے جہالت خیز خیالات کو ترقی

ترقی دیتے دیتے بت پرستی مین مبتلا ہوگیا - انکے بعد جو لڑکا آدم کے پیدا ہوتا تہا وہ - مرجاتا تہا - ایک روز حوا کے پاس شیطان آیا اور پوچہا کہ کیا تمہارے کوئی اولاد نہین - حوا نے افسوس سے کہا کہ جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ مرجاتا ہے - شیطان نے کہا اوسکا نام کیا رکہتے ہو - جواب دیا کہ عبداللہ - شیطان نے کہا کہ وہ اللہ کا بندہ ہوتا ہے - اللہ اوسے اپنے پاس بلا لیتا ہے - اب جو بچہ پیدا ہو اوسکا نام میرے نام پر عبدالحارث رکہنا - حوا نے قبول کیا اور اوس دفعہ جو بچہ پیدا ہوا اوسکا نام عبدالحارث بے دہڑک رکہدیا - آدم نے بہی اپنی بیوی کی محبت مین کچہہ خیال نہ کیا - آدم کی یہ حرکت کوئی ادنے حرکت نہ تہی کہ جسپر خدا کو جلال نہ آتا - یہ کہلا شرک خدا کو پسند نہ آیا اور اوسکا جلال و قہر مشتعل ہوا اور فوراً حکم ہوا

قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ط

ہمنے فرمایا کہ تم سب باغ عدن سے نکل جاؤ اب تم ہرگز اس لایق نہین کہ اس عیش و آباد مین رہو - اپنی بدعملی و غوایت کی سزا بہگتو - آدم علیہ السلام سے پہلے وہ عصیان سرزد ہوا اور اور دوسری یہ غوایت واقع ہوئی - آخر یہ سب جزیرہ لنکا مین نکالدیے گئے - جو باعتبار تقسیم خداوندی کے دوزخ زمینی مقرر ہوچکا تہا -

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ٥

پس اگر اسکے بعد تمہارے پاس ہم ہدایت بہیجین - پس جو شخص ہماری ہدایت کی پیروی کرے اونہین کچہہ خوف نہین اور نہ وہ غمگین ہونگے -

اس آیت مین اس امر کی طرف اشارہ اور وعدہ فرمایا گیا ہے کہ تمہارا قصور پہر معاف کیا جائیگا اور پہر تمہین اپنے مولد و وطن مین بلایا جائیگا - اور وہان تم سے عہد و پیمان ہون گے -

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اور جولوگ کافر ہوئے اور اونہون نے ہماری آیتون کی تکذیب کی - یہ لوگ دوزخی ہین اور وہی ہمیشہ اوسمین رہین گے -

پس جب آدمؑ جنت عدن سے نکلکر لنکا مین آئے - حضرت شیث پیدا ہوئے - شیث - بوجہ اپنی نکوکاری کے خلیفۃ اللہ ہوئے اور ہابیل کے بدلہ ہونیکے سبب شیث کہلائے جسکے معنے عوض کے ہین - بعد شیث علیہ السلام کے انوش پیدا ہوئے - اونکی ولادت کے وقت آدم علیہ السلام نے خدائے یگانہ کو پہچانا اور حکم ہوا کہ تم اپنے وطن کو لوٹو - یہ مژدہ سنکر انہین بیحد مسرت ہوئی - کیونکہ عدن سے نکلکر اب تک آدم کو کبھی خوشی کا موقع نہ ملا تہا - اور یہ رات دن وطن کے فراق اور خدا کی ناخوشنودی سے مضطر و پریشان رہتے تہے - آخر یہ اپنے خاندان کو لیکر وہانسے چلے اور نوین ذی الحجہ کو عرفات مین پہونچے یہ وقت اون کی اولاد کیلئے قبول توبہ کا دن مقرر ہوا - روح اعظم انکے روبرو متمثل ہوا اور ان کا قصور معاف فرمایا - اور خاص خاص معاہدات ہوکر آدم کو سکونت کی اجازت دیگئی - اسکی خوشی مین آدمؑ نے دوسرے دن قربانی کی اور روح اعظم کے متمثل ہونے کی جگہ ایک مکان تعمیر کیا - جسے اب کعبہ کہتے ہین -

اب یہان اون یہودیون کو شبہ واقع ہوا جو ابتک مسلمان نہ ہوئے تہے - کہ نبی ختم المرسلین کے ہاتہون سلطنت روسیہ کی بربادی دیتا ہے مقرر تہی اور وہ ابتک واقع نہین ہوئی اسلیئے اونپر حق تعالے اپنے احسانات پیش کرکے جواب دیتا ہے -

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝

اے بنی اسرائیل ہماری اون نعمتون کو یاد کرو جو ہمنے تمہین بخشین - کہ تمہارے روبروسے

پس جب اونسے اس حرکت کا صدور ہوا تو روح اعظم نے صبح کے وقت اونپر تجلی فرمائی - یہ اوسے دیکھکر بھاگے - فرمایا کہ کیا تم ننگے ہو - عرض کیا جی ہان - فرمایا کہ تمہین کسنے یہ راستہ دکھلایا کہا حوانے حوا سے پوچھا تو اوس نے کہا مجھے شیطان نے ورغلایا - حکم ہوا اھبطوا - کم رتبہ ہو جاؤ - پچھہ دنون آدم و حوا اس شرم آلودہ ذلت مین مبتلا رہے - تب کہین حضرت رسول اللہ علیہ وسلم کو شفیع لائے حق تعالے نے اونکی توبہ قبول فرمائی اور چمڑے کے کپڑے پہنائے اب انہین مباشرت کی اجازت ہوئی تو پہلی دفعہ قابیل پیدا ہوا اور قابیل کے بعد ایک بہن نہایت حسین پیدا ہوئی - اوسکے بعد ہابیل اور اونکے ساتھ ایک بہن معمولی صورت کی پیدا ہوئی آدم علیہ السلام نے قابیل کی بہن کا ہابیل سے اور ہابیل کی بہن کا قابیل سے نکاح کیا - قابیل پر یہ امر بہت شاق گذرا اور وہ ہابیل کی جان لینے کے درپے ہوا - اسلیئے آپسمین یہ شرط ٹھیری کہ قربانی کیجائے جسکی قربانی منظور ہو جائے وہ پسندیدہ حق ہے - خدا کی مرضی کہ ہابیل کی قربانی منظور ہوئی اور قابیل کی نامنظور - یہ دیکھکر قابیل کا اور بھی رشک بڑھ گیا اور اوسنے موقعہ پاکر ہابیل کو مارکر دفن کر دیا - حضرت آدم کو سخت صدمہ ہوا - اور اسی ملال مین قابیل کو جلا وطن کر دیا - ہابیل کے بعد آدم علیہ السلام کے ایک بیٹا اور پیدا ہوا - اوسکا نام عبداللہ رکہا گیا - یہ بچہ کئی روز کے بعد مر گیا - حوا کے پاس شیطان تعزیت کیلیئے آیا اور بعد ماتم پرسی کے بچہ کا نام پوچھا - حوا نے کہا عبداللہ نام رکہا تہا - شیطان نے کہا وہ اللہ کا بندہ تہا اوسکو خدا نے اپنے پاس بلا لیا - اب جو بچہ پیدا ہو اوسکا نام عبدالحارث رکہدینا - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب آدم علیہ السلام کے بچہ پیدا ہوا اوسکا نام عبدالحارث (یعنی بندہ شیطان کا) رکہا گیا - خداوند عالم کی غیرت جوش مین آئی اور دوبارہ اھبطوا کا حکم ہوا - یعنے یہان سے بے عزتی سے نکلو تو اس دفعہ طوعاً و کرہاً حضرت آدم کو اپنے وطن کو خیرباد کہنا ہی پڑا اور حسرت و یاس سے دیکھتے ہوئے جنت عدن سے نکلکر جزیرہ سراندیپ مین تشریف لائے اور یہان ہی کی سکونت مجبوراً پسند خاطر ہوئی - جب انکی عمر ۲۳۰ سال کی ہوئی تو خداوند عالم نے ہابیل کے بدلہ شیث علیہ السلام کو پیدا کیا - اور انہین خلافت کی قابلیت مرحمت فرماکر درخت حیات یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی

امانت سپرد کی جب انکی عمر ۲۰۵ سال کی ہوئی انوش[۱] پیدا ہوئے - انکی پیدائش کے بعد آدم علیہ
السلام نے باشارہ الہی او جزیرے وطن کیطرف سفر کیا اور جہان اب مکہ معظمہ و کعبہ شریف واقع
ہے اقامت کی۔ جب سے آدم علیہ السلام کو جلاوطنی کی سزا دیگئی تہی کوئی وقت انکا خوشی
سے نگذرا تہا - شب و روز توبہ و استغفار سے کام تہا - ذی الحجہ کی نوین تاریخ تہی اور یہ معمولی
حالت سے زیادہ مقام عرفات مین خدا کے سامنے فریاد کر رہے تہے کہ روح اعظم رب العالمین
انکے سامنے متمثل ہوا - اونہون نے اپنے خدائے یگانہ کو پہچانا - اور کسی عظیم الشان شخص کی
تشریف آوری کے خیر مقدم مین انکی توبہ قبول ہوئی - آدم نے توبہ کی منظوری کے شکریہ مین -
دوسرے دن منا مین پہونچکر قربانی کی اور جہان روح اعظم متمثل ہوا تہا وہان ایک مکان تعمیر کیا۔ یہ
یہان ہی شیطان آدم کے سامنے سانپ کی صورت مین ظاہر ہوا تہا - آدم نے اوسے پتہرون
سے مارا - اور حجر اسود کے سامنے خدا و آدم مین نیک چلنی کی بابت ایک عہد ہوا - چونکہ آدم ع
کی توبہ ان صورتون کے ساتہہ قبول ہوئی تہی اسلئے یہ رسوم آدمی مسلمانون پر حج کی صورت
مین فرض فرمائی گئین - توبہ کرنے کا نام حج ہوا - اور قربانی عرفات شکریہ کیلئے اور پتہر پہینکنا
مکر شیطان یاد کرکے اوس سے بچنے کیواسطے اور حجر اسود کا بوسہ بغرض یادداشت عہد درستی
اعمال کے مقرر ہوا - کعبہ کے عظمت کی یہ وجہ ہے - آدم علیہ السلام نے ایک ہزار تیس سال کی
عمر مین وفات پائی - انکے بعد شیث علیہ السلام کا دورہ رہا - نوسو بارہ برس کی عمر مین یہی
آدم علیہ السلام سے جا ملے - مشہور ہے کہ آپکی قبر مبارک اجودہیا مین ہے - انوش کی ۱۹۰ سال
کی عمر مین قینان[۲] پیدا ہوئے - قینان کی ۱۷۰ برس کی عمر مین مہلل[۳] پیدا ہوئے - انکی ۶۵
سال کی عمر مین یارد[۴] ہوئے - یارد کی ۱۶۲ سال کی عمر مین اخنوخ ادریس علیہ السلام پیدا ہوئے
اخنوخ کی ۶۵ سال کی عمر مین متوشلخ ہوئے - ادریس علیہ السلام ۳۶۵[۵] سال دنیا مین رہکر

---

[۱] انکی عمر ۹۰۵ سال کی ہوئی ۱۲ ۔ [۲] ایک ہزار ایک سال زندہ رہے ۱۲ - [۳] نوسو پانچ سال جیئے ۱۲
[۴] ایک ہزار باسٹہہ سال زندہ رہے ۱۲ - [۵] تین سو پینسٹہہ سال دنیا مین رہے ۱۲ -

بعد وفات[1] جسمانی جنت مین بہیجے گئے۔ آپ کے زمانہ مین ہاروت وماروت دو پادشاہون کا عجیب غریب قصہ پیش آیا تہا۔ جب متوشلح کی عمر ۲۸۰ سال کی ہوئی تو لمک پیدا ہوئے۔ انکا مزار شریف نعمان مین ہے لمک کی ۱۸۱ سال کی عمر مین حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے۔ آپکے زمانہ مین یہ اتفاق ہوا کہ قابیل کی اولاد مین جو کہ ممالک ہند کے اطراف مین آباد ہوا تہا اور حضرت شیث کی اولاد مین قرابت داری شروع ہوگئی اور قابیلیون کی بری رسمین اور بت پرستی و شرک و شرارت شیثیون مین بہی بڑہنے لگی۔ اسلیئے حق تعالے نے نوح علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی تاکہ وہ بت پرستی کی قید سے نکالکر صفت آزادی اسلام سے لوگون کو متصف فرمائین۔ اللہ تعالے نے اونکا قصہ سورہ نوح مین بیان فرمایا ہے ہم اوسمین سے کچہہ نقل کرتے ہین۔ خدا فرماتا ہے ،، ہمنے نوح کو اوسکی قوم کے پاس اسلیئے بہیجا کہ وہ عذاب دردناک (یعنے طوفان) آنے سے پہلے اون لوگونکو ڈرادے۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجہایا کہ مین تمہارے پاس خدا کا بہیجا ہوا آیا ہون تم اوسکی عبادت کرو کیونکہ جب خدا کا حکم ہوتا ہے تو اوسمین درا دیر نہین لگتی۔ تم میری اطاعت کرو تو وہ تمہارے سب گناہ بخشدے۔ اگر تم خدا کو جانتے تو کبہی اپنی زندگی اور اولاد کے لیئے بتون کیطرف توجہ نہ کرتے۔ اسپر انکی قوم نے ذرا توجہ نہ کی۔ آپ نے خدا سے عرض کیا کہ مینے تورات دن ان لوگون کو نصیحت کی مگر اونپر نصیحت کا اولٹا اثر ہوا کہ اور دور بہاگنے لگے اور میری باتون سے کانون مین اونگلیان دینے لگے۔ اور سخت تکبر اور مجہسے تمسخر کرنے لگے۔ مینے ہرچند روبرو اور تخلیہ مین اونہین سمجہایا کہ تم خدا سے مغفرت چاہو وہ تمہارے واسطے پانی برساے گا اور تمہین بہت سامال واولاد دیگا طرح طرح کے باغ مرحمت فرمایگا۔ تعجب ہے کہ تم اوس خدا سے جسنے تمہین اور تمام دنیا کو پیدا کیا۔ مگر افسوس

---

[1] ہمارے اکثر مفسرین اسکے قائل ہین کہ ادریس بلا وفات جنت مین بہیجدیے گئے۔ نہایت تعجب کی بات ہے۔ اسلیئے کہ قرآن مین حضور سے فرمایا گیا ہے ماجعلنا لبشر من قبلک الخلد۔ یعنی تجہسے پہلے ہمنے کسیکو ہمیشگی نہین بخشی۔ یہان اسکا خلاف لازم آتا ہے۔ ۱۲۔

اس نصیحت سے اونکی سرکشی اور بڑھ گئی اور نوح علیہ السلام نے اونکے لیئے بد دعا کی - اوسکا یہ
اثر ہوا کہ طوفان آیا اور تمام دنیا سے کفر و شرک کو پاک کر گیا -

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض اہل اسلام کو اسوجہ سے کہ قرآن مجید مین یہ الفاظ ہین -
فلبث فی قومہ الف سنۃ الا خمسین عاما - آیا ہے اور اوسکے بعد فاخذہ
الطوفان واقع ہے یعنی نوح اپنی قوم مین ساڑھے نو سو برس رہے پس طوفان آیا اس تفریع
سے دہوکہ ہوگیا کہ یہ طوفان نوح کی ساڑھے نو سو برس کی عمر مین آیا تہا - حالانکہ یہ غلط ہے ف
ہر جگہ تفریع مین ترتیب کو نہین چاہتی - طوفان حضرت نوح کی ۶ سو سال کی عمر مین آیا تہا - اور
نوح علیہ السلام کی کل عمر ساڑھے نو سو سال کی ہوئی - اور چونکہ اس قصہ سے پہلے قرآن مین حضرت
سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کو نصیحت کی جاتی ہے - اسلیئے عورتون کے محاورہ کے مطابق -
الف سنۃ الا خمسین عاما یعنی پچاس کم ہزار برس فرمایا گیا - یہ قرآن کی فصاحت و
بلاغت ہے کہ مخاطب کی استعداد و محاورہ سے کام لیا گیا -

نوح علیہ السلام کے تین بیٹے ہوئے - سام - حام - یافث - ایک روز یہ اتفاق ہوا کہ نوح علیہ
السلام شراب پی کر بیہوش ہوگئے (توریت سے واضح ہے کہ اوسوقت شراب حرام نہ تہی -)
حام یہ حالت دیکھکر ہنسا اور سام و یافث نے آپ پر کپڑا اوڑہا دیا - آپ نے حام کو بد دعا دی کہ
تیری اولاد اولاد سام و یافث کی غلام رہیگی - چنانچہ کنعانی ہمیشہ تباہ ہوتے رہے - کبہی بخت
نصر سے اور کبہی ذوالقرنین سے - اور سام کو دعا دی کہ تیری اولاد خداوند خدا کے نگہبان - یعنی
حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے برکت پائیگی -

پس یافث کے سات بیٹے ہوئے اول گومر جسنے ایک اسکنز پیدا ہوا جسنے سکنڈستان آباد
کیا - دوسرے تجرمہ - جسنے جرمن و فرانس بسایا - تیسرے ریفیث - اوس سے فارس آباد ہوا
یافث کے دوسرا بیٹا ماجوج ہوا کہ جو ملکت جوران مین بسا - اوسے نہرگیلان بہی کہتے ہین - اور
انگریزی مورخ اوسے ستہیا کہتے ہین - چنانچہ محققین انگریزی لفظ ماگوگ کے نیچے لکہتے ہین

کہ اول یہ قوم سنتھیا مین آباد ہوئی اور نیز یہی انگریز گال کہلاتے ہین جو بوجہ نہر گیلان کے معلوم ہوتا ہے
اسکے بعد تلگت پول کر دی نے اس قوم کو وہان سے نکالدیا کہ یہ وسط ڈینوب و ثانیز مین آباد تھی
اور ایسے حرام زادے تھے کہ ممالک فلسطین تک لوٹ مار کرتے تھے انکی شرارت کی ۶۳۰ سے قبل مسیح
مین ذوالقرنین سے شکایت کیگئی۔ جب ذوالقرنین نے فتح بابل وغیرہ سے فراغت پائی تو قوم یاجوج
کو سخت ہزیمت دیکر ایک دیوار بنائی تاکہ یہ لوگ ادہر نہ آسکین۔ یافث کا تیسرا بیٹا مادی ہوا۔ اوس
سے جو ملک آباد ہوا وہ ہمدان سے گیلان تک واقع ہے۔ اونہین مین سے کیقباد ایک بادشاہ نہایت
زبردست اوٹہا کہ جو بوجہ میڈ و فارس کے بادشاہ ہونے کے دانیال علیہ السلام کی خواب مین دو
سینگ کا مینڈھا نظر آیا اور اوسی رعایت سے قرآن مجید مین ذوالقرنین کہلایا۔

چوتھا تمسک ہوا۔ اوسی کے نام سے سیبیریا روس مین اب تک ایک شہر آباد ہے۔ پانچوان
توبل ہوا۔ اسکا آباد کیا ہوا شہر توبال ابتک سیبیریا مین موجود ہے اسی کی اولاد مین قبط ہوا۔
جس سے کابل وغیرہ آباد ہوئے۔ چھٹا تارس۔ جس سے شہر تارہ آباد ہوا۔ اور اہل تاتار اسکی
نسل سے ہین۔ اور جنوب مین نہر توبال اور مشرق مین کوہ و نہر یرال۔ اور شمال مین خراسان اور
مغرب مین تاتار واقع ہے۔ اور فصل ۲ تکوین کے مطابق حوالی جیحون مین آباد ہین۔

پھر یہ اتفاق ہوا کہ یاجوج بن سمعیا بن روبن بن یعقوب کی اولاد کو تلگت تلنامر نے وہانسے
اوٹہا کر ہمدان کے متصل کہ جہان ماجوج کی اولاد آباد تھی بسایا۔ وہان سے اولاد یاجوج ترقی کرتے
کرتے مع بقیہ اولاد ماجوج کے سویڈن اور ناروے و توبل و تمسک تک پہیل گئی۔ کہ اگرچہ
تاتار آنے کا اسکے لیئے بوجہ نہر توبل و کوہ یرال کے راستہ نہ تھا۔ مگر کوہ یرال کے بعض درون
مین سے کہ جو اب اورن برگ وغیرہ کہلاتے ہین دقت و دشواری سے پہونچکر اہل تاتار
کو بہت ستاتے تھے اتفاقاً ذوالقرنین کیقباد دورہ کرتے کرتے وہان آیا۔ اور تاتاریون
نے اون شریر قومون کے ظلم کی شکایت اوسکے سامنے پیش کی۔ اسلیئے ذوالقرنین کوہ یرال
کی اون گھاٹیون مین کہ جس سے یہ مفسد آمد و رفت رکھتے تھے پتھر اور مٹی کی دیوار بنائی

اور اوسہین موقع موقع سے لوہے کے پتر جڑ کر روزنون مین لوہا بہا دیا - یہ دیوار چونکہ پتہر
اور مٹی کی بنی ہوئی تھی اور ایسی دیوار کا قاعدہ ہے کہ نیچے سے کھودتے کھودتے گر پڑتی ہے
اسلیئے حدیث مین آیا ہے کہ یہ لوگ روز دیوار کھودنا چاہتے تھے مگر دوسرے دن وہ
برابر ہوجاتی تہی - صورت یہ ہوتی تہی کہ جب وہ کہودتے کہودتے گر گئی تو جگہ زیادہ رک
جایا کرتی تہی - اور بوجہ اپنی توحش و بے عقلی کے یہ لوگ سمجھتے تہے کہ یہ جگہ ٹہیک نہین اسلیئے
دوسری جگہ سے کھودتے تہے - یہ دیوار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ مین ٹوٹ گئی
جیسے بخاری و مسلم مین حضرت زینب سے حدیثین موجود ہین - اور نیز ذوالقرنین نے یہی
کیا تھا کہ اورن برگ کی گھاٹیون کے قریب کچہہ کچہہ فاصلہ سے چند قلعہ اور کئی مورچے بنائے
تھے - اونمین بعض تو اب تک موجود ہین بعض کے آثار نظر آتے ہین - اور اسی وجہ سے
کہ تاتاریون کو دیوار مذکور سے ترک کر دیا تھا اونھین ترک کہتے ہین - چنانچہ واثق باللہ
عباسی کے زمانہ مین ایک انجیر کے ساتھ اس سد کی تحقیقات کے لیئے ایک سفارت روانہ کی
گئی تہی اوس سے بہی واضح ہے کہ سد ذوالقرنین اورگ برگ مین واقع تہی - کیونکہ سفیر مذکور
سد کے آثار کا وہان ہونا مع تفصیل مقامات راہ وغیرہ بالتفصیل بیان کرتا ہے -

اب ہم یاجوج ماجوج کا بیان دوسرے موقع کے لیے اوٹھا رکھتے ہین - یہان سے پہر
وہی سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ یافث کے ساتوین بیٹے کا نام یونن ہے اسکو یونان بہی
کہتے ہین اوسیسے یونان آباد ہوا - اسکے چار بیٹے تہے - ۱ - ایکا جسنے امریکہ آباد کی - اسی
کے نام سے ایک شہر دار السلطنت پیرو مین موجود ہے - ۲ - تارسیس جسکی اولاد سے -
جاوہ و جاپان و چین اپنی اپنی جگہ آباد ہوئے - ۳ - کیتم کا ریتج و سائپرس کا دادا - ۴ -
ڈوڈان - یہ یونان مین باپ کی جگہ رہا - ابتک اسی کے نام کا ایک مشہور شہر ڈڈونہ یونان
مین واقع ہے - اسی کی نسل مین سے سکندر ذوالقرنین و رام چندر ہندوستانی گذرے ہین
یہ تو یافث کی نسل ہوئی -

تذکرہ تیمور

پہاڑی ندی نالون پر خونخوار جنگلی اور پہاڑی قومین قابو رکہتی تہین - پہاڑون کا نشیب ہزار دن فٹ تک گہرا تہا تیمور نے ان پہاڑی دیوارون پر سے فوج کے اتارنے کا سامان کیا کہ تختون کے تخت بنائے اور ان مین کنڈے لگائے کنڈون مین رسیان ڈالین تختون پر سپاہی بٹہلائے اور رسیون کے ذریعہ نیچے لٹکا لٹکا کر دنیین سب کو اسی طرح نیچے اتارا - کوہستانی قزاق تیمور کی اس دانشمندی سے ڈر گئے اور دم دبا کر اپنی کہوون مین گہس گئے - اب تیمور کی فوج دریائے سندھ سے عبور کر آئی اور دہلی کیطرف متوجہ ہوئی محمد شاہ تغلق فرمان روائے دہلی پچاس ہزار فوج اور بہت سے ہاتہی لیکر تیمور پر حملہ آور ہوا - ہاتہیون کے دانتون کے ساتہ زہر مین بجہی ہوئی تلوارین بندہی ہوئی تہین - تیمور نے ہاتہیون کی مہیبت ناک جماعت دیکہکر بعد غور و تامل یہ حکمت کی کہ ایک ترپ اونٹون کا ہاتہیون کے مقابلہ مین لاکر کہڑا کر دیا - ہر ایک شتر پر ایک ایک گٹہا سوکہی گہاس کا لدوا دیا جون ہی ہاتہیون نے حملہ شروع کیا تہ ہو رہے گہاس کے گٹہون مین آگ دلوا دی - ہاتہی اس ناگہانی بلا سے ڈر کر پیچہے کو بہاگے - ایک آن کی آن مین شاہ دہلی کی بے تعداد فوج ہاتہیون کے پاؤن سے کچلی گئی اور جو باقی رہے تہے وہ بہاگ گئے شکست ہوتے ہی شہر دہلی کے دروازے کہل گئے - تیمور ظفر و نصرت کو ساتہ لیئے ہوئے تخت دہلی پر جلوہ افگن ہوا - اس جنگ مین جو ہاتہی تیمور کے ہاتہ لگے اونکی تقریبی تعداد اوس قافلہ سے ملسکتی ہے کہ آج سے کئی مہینے کے بعد نوّے ہاتہیون کا ایک ترپ دہلی کی لوٹ سے لدا ہوا سمرقند کی گلیون مین پہرتا ہوا نظر آیا تہا -

تیمور کے مظالم کچہہ اس حد کو پہونچے تہے کہ ہم اوسے مسلمانون کا چنگیز خان سمجہتے ہین ایک ادنے مثال یہ ہے کہ جب وہ ہندوستان سے لوٹا تو ہر سپاہی کے پاس ڈیڑہ ڈیڑہ سو غلام اور ہر خدمتگار کے پاس پچیس پچیس غلام تہے - جب غلامون کی کثرت سے فوج کے کوچ کرنے مین دقت پیدا ہوئی تو تیمور نے حکم دیا کہ سب غلامون کا بوجہ فوج کو سر

یون اوتارا جائے کہ سب ذبح کردیے جائین - چنانچہ یہی لاکہہ آدمی تین چار روز مین تہ تیغ کیے گئے - جب تیمور دہلی سے مغرب کی طرف روانہ ہوکر دریائے گنگ کے کنارہ کنارہ تماشا کہیلتا چلا آتا تھا اوس زمانہ مین بایزید نامی سلطان روم اختیار اور اقتدار مین ترقی کر رہا تہا بایزید کو مستعدی اور چالاکی کی وجہ سے الدریم کہتے تہے جسکے معنی بجلی کے ہین - بڑے بڑے معرکون مین یہ جیتی اور چالاکی اوسکی ذات سے ظہور مین آئی تہی - شاہان یورپ کی افواج متفقہ کو پے در پے ہزیمتین دے چکا تہا - بایزید کو چودہ برس تک یورپ مین ایسی ہی کامیابی رہی جیسی تیمور کو ایشیا مین تہی -

تیمور نے ہندوستان سے سمرقند کو منصور و مظفر واپس ہوکر سیریا پر چڑہائی کی - حلب اور دمشق کو لوٹا - شہر انگوریہ کا محاصرہ کرلیا - بایزید محاصرہ اوٹہانیکے واسطے انگوریہ کیطرف بڑہا - اور ۸ رجون ۱۴۰۲ء مین یہ دونون بہادر ایک دوسرے کے مقابلہ مین آئے - لڑائی کی وجہ بعض مورخین لکہتے ہین - کہ تیمور نے بایزید کو لکہا کہ یوسف ترکمان کو ہمارے حوالے کردو جس نے تمہارے پاس پناہ لی ہے - بایزید نے انکار کیا - اسپر جنگ شروع ہوگئی -

چونکہ تیمور کا ستارہ اوج پر تھا - بایزید نے نیچا دیکہا اور واژگونی طالع نے بایزید جیسے اولوالعزم کا سر تیمور کے آگے جہکوادیا - اور وہ تیمور کی قید مین آگیا -

انقلاب زمانہ کا نمونہ اس سے زیادہ اور کیا نظر آسکتا ہے - یہی سلطان روم وہ شخص تہا جسکے نام سے سلاطین یورپ کو تپ ولرزہ چڑہ آتا تہا اور اب تیمور کے ہاتہون ایک لوہے کے پنجرے مین بند ہے اور شارع عام پر لٹکتا ہے کوئی اسے گہورتا ہے کوئی ہو کتا ہے اور وہ بیکسی کی حالت مین لوگونکی طرف وحشی جانورون کی طرح پنجرے کی سلاخون مین سے دیکہتا ہے اور خون جگر پیکر چپ رہ جاتا ہے - دوسرے روز پانی ملتا ہے - تیسرے روز کچھ چنے چبانے کو دیئے جاتے ہین (آہ) تیمور نے اسپر بڑا ظلم کیا - اسی حالت مین

کبھی آشوب چشم - جب اون اعضا کا نقصان سو جب ضعف باہ ہو کہ جو اعضائے جماع سے تعلق رکھتے ہین - اگر ضعف گردہ کے سبب ہو - گردن مین ایک قسم کا ہلکاپن یا خالی خالی محسوس ہونا یا میٹھا میٹھا درد - یا دبانے سے ایک ورم نما ابھار معلوم ہونا - پیشاب کا رنگ بالکل سفید ہو یا کسیقدر گوشت کے دہلے ہوئے پانی سے مشابہ ہو - جلد خشک ہو - پیاس کی کثرت کبھی کبھی - البیومن پیشاب کے ساتھہ خارج ہو - یہ ایک رطوبت ہے جسے عربی مین رطوبت بیضیہ فی الکلیہ کہتے ہین - اور اگر مثانہ کی خرابی سے ضعف ہو تو اسباب گذشتہ تلاش کرین -

جب بوجہ عدم مباشرت مدت مدید تک موجب ضعف ہو تو اوسکی علامت یہ ہے کہ قصہ جات عشقیہ کے سننے سے نعوظ پیدا ہو اور روز افزون ترقی پیدا ہو اور خواب مین احتلام زور و شور سے ہو اور جماع کے موقع کے علاوہ اگر خیزی ہو تو پورے طور سے ہو - اسکا علاج - یہی ہے کہ جرأت پیدا کرنے والے اسباب پیدا کئے جائین -

معالجات

اگر ضعف قلب سے ہو - اوسکے لیئے دوا المسک نہایت مفید ہے - صفت - کشتہ مروارید کہربا بسد ابریشم مقرض زرنباد درونج عقربی بہمن سفید بہمن سرخ بالنگو الائچی سفید قرنفل - ساذج ہندی اشنہ جند بیدستر دار فلفل سونٹھ - کوٹ چھان کر شہد خالص ملا کر بسا کر عرق کیوڑہ مین پیسکر ملا دین چالیس روز کے بعد چھ ماشہ استعمال کرین - اگر مزاج مین سردی کا غلبہ ہو اور بقدر ضرورت حرارت موجود نہ ہو تو اوسکے لیئے تریاق مثرودیطوس نہایت فائدہ مند ہے -

اگر ضعف جگر موجب ہو اوسکے لیئے جوارش خبث الحدید معجون دبید الورد مخصوص ہین

اگر ضعف گردہ کے سبب ہو اوسکا اعلے درجہ کا علاج کشتہ نقرہ ہے - جسے ہم تیار کرتے ہین - یہ کشتہ ضعف قلب ضعف جگر ضعف دماغ ضعف معدہ ضعف گردہ کیلئے بے عدیل ہے

برسون کا جریان ایک ہفتہ مین زائل ہو جاتا ہے - تین ہفتہ مین سنگ گردہ ومثانہ بالکل کالعدم ہو جاتے ہین -

اگر ضعف دماغ کے سبب ہو تو اوسکا علاج یہ ہے کہ حلوائے گذر کے ساتھہ یا معجون آنولہ کے ساتھہ ہمارا کشتہ نقرہ استعمال کرین -

اگر ریاح کا پیدا ہونا ضعف کی وجہ ہو تو بیاز کے عرق مین اُرد کی دال پکا کر اوسمین ہینگ ڈالکر استعمال کرین - نخود بریان - لوبیا لہسن کی معجون کھائین - **اگر ضعف باہ اس سے زیادہ ہوتا ہے** اسلیئے ہم اسکے متعلق زیادہ دوائین تحریر کرتے ہین

یہ نسخہ اکثر تجربہ کیا گیا ہے - دال اُرد دلی ہوئی رات بہر گائے کے دودہ مین بہگوئین صبح کو پیسکر تین گھنٹے دہوپ مین خشک کرکے روغن زرد مین خوب بہونین کہ سرخ ہو جائے - ۲ بار / ۳ بار

اب اسمین ایک سیر شکر کا قوام جو پہلے سے تیار رکھا ہو ملا کر پکائین - جب کسیقدر غلیظ ہو جائے تو نیچے اوتار کر موصلی سینبل ستاور تال مکہانا موصلی سفید ثعلب مصری شقاقل مصری - ۲ تولہ ۲ تولہ ۲ تولہ ۲ تولہ ۲ تولہ ۲ تولہ ۲ تولہ

کوٹ پیسکر ملا دین اور زعفران عرق کیوڑہ مین حل کرکے ملا دین - اسمین سے تین تولہ صبح ۱ تولہ ۶ ار

دودہ کے ساتھہ کہائین اور تین تولہ رات کو سوتے وقت مگر دونون وقت غذا اور دوائین کم سے کم تین گھنٹے کا فاصلہ رہے -

یہ نسخہ بہی زیادہ مفید ہوتا ہے - گوشت بز کوفتہ - دارچینی لونگ ادرک زعفران نمک و ۱ تولہ ۳ ار ۱ تولہ ۱ ار ۱ تولہ

زردی بیضہ مرغ مکہن ایک مضبوط بوتل مین بہر کر مضبوط ڈاٹ لگا دین اور ایک دیگچہ مین ۲ عدد ۵ تولہ

اتنا پانی بہرین کہ تین گھنٹے تک بالکل نہ جل جائے اوسمین بوتل رکھکر چولہے پر رکہدین اور تیز آنچ دین - دو گھنٹے تک اسیطرح پکا کر اوتارلین اور بوتل سے سب چیزین نکال کر کسیقدر بلین الڈر پانی نکالکر چہانین اور اوسے پی لین - ایک ہفتہ کا استعمال کافی ہے -

ادویہ ذیل مفرد و مرکب کرکے استعمال کرنا بہی فائدہ مند ہے - تخم شلجم تخم مولی تخم گاجر تخم کرفس دارفلفل مغز کنجشک نر - اور کتیرا پیسکر اوسمین ہینگ ملا کر برانڈی مین ملا کر پینا بہی نہایت نافع ہے

اصطلاحات تصوف

(از مولوی محمد ناظر الحق صاحب سکوت امروہوی سلمہ اللہ تعالیٰ)

حضرات صوفیہ کرام کا مسلک عالی اگرچہ تصفیہ قلب سے متعلق ہے اور اوسکے لیئے تحریر و کتابت کچھہ مفید نہین ہوتی - کیونکہ صفائی قلب مجاہدات و توجہات کاملین سے پیدا ہوتی ہین - مگر متاخرین صوفیہ نے بڑی کوشش و محنت سے تصوف کو ایک بسیط علم قرار دیکر بہت کچھہ لکھا ہے - اور جو کچھہ لکھا ہے اسدرجہ مدلل لکھا ہے کہ اہل منطق و کلام سے اوسکی تردید نہین ہوسکتی - اسلیئے ہم اونکی اصطلاحات مین سے مجمل طور پر کچھہ لکھتے ہین -

تناسخ ایک جسم سے روح بالکل دائمی تعلق چھوڑکر دوسرے جسم سے متعلق ہوجائے اسے تناسخ کہتے ہین - اہل کتاب چونکہ قیامت کے قائل ہین اونکے نزدیک ہر جسم سے اوسکی روح کا تعلق باقی رہتا ہے اور جسم کی ہڈیون مین سے ایک ایسا جزو ہے کہ جو معدوم نہین ہوتا قیامت کے روز وہی اجزا جسم بناتے جائین گے اور روح دوبارہ اون سے متعلق ہوکر اپنے اعمال کی جزا و سزا پائے گی - اسلیئے اونکے مذاہب مین تناسخ باطل ہے - انکے نزدیک عقلی دلیلون کے علاوہ نقلی دلیل یہ کافی ہے کہ حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام نے قیامت کے جو جو نشانات بیان فرمائے تہے وہ تمام و کمال پورے ہوئے اور اپنے اپنے وقتون پر پورے ہوتے چلے جاتے ہین - جب تمام علامتین صحیح ثابت ہوئین تو وجود قیامت مین شک کرنا جہالت ہے - اسکی بعینہ ایسی مثال ہے کہ ایک شخص لندن نہین گیا اور وہ ولایت جانیوالے کو راستہ کی تمام منزلین بتادے کہ اول بمبئی سے جہاز مین سوار ہونا ہوگا اوپہر وہان سے عدن وسوئیز سے گذرکر فلان فلان مقامات راستہ مین پڑین گے اور یہ شخص روانہ ہوکر تمام پتے ٹہیک پائے - ودروازہ پر جاکر کہے کہ یہ لندن نہین ہے اوس سے بڑہکر بے عقل اور کون ہوسکتا ہے اسیطرح حضرات انبیا نے ہمین قیامت کے آثار بتلاکر گویا دروازہ مین پہنچا دیا ہے - پہر

ہم قیامت کے وجود مین انکار کرین اور تناسخ کا اقرار تو سخت بے عقلی و سفاہت ہے -

تمثل کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شے اپنی جگہ پر قایم رہکر مختلف صورتون مین جلوہ گر ہوجائے جیسے جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے روبرو دحیۃ الکلبی ایک حسین صحابی کی اور کبہی اعرابی کی صورت قبول کرکے آیا کرتے مگر صورت متمثلہ کے زائل ہوجانے سے اوس حقیقت مین کوئی نقصان نہین پیدا ہوتا کہ جو متمثل ہوئی تہی - چنانچہ مشہور ہے کہ کشمیر مین سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کی چالیس مقام پر دعوت ہوئی اور ایک ہی رات مین گہنٹہ دو گہنٹے کے فاصلہ سے چالیس جگہ دعوت کہائی اور چالیس غزلین کہین (کہ جو مطبع نولکشور مین طبع ہوچکی ہین) اور باوجود ان تمثلات کے خود حضرت موصوف اپنی جگہ سے کہین بہی نہ گئے -

اسیطرح کعبہ مین آدم کے روبرو روح اعظم متمثل ہوا - اور آدم و روح اعظم کے درمیان معاہدات ہوئے - اور حضرت آدم کا قصور معاف فرمایا گیا - اور طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روبرو آگ کی صورت مین تمثل فرمایا - اور علی ہذا اور بہت سے انبیا کیلیئے تابوت سکینہ مین تمثل فرمایا کرتا تہا - اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے امرد کی صورت مین متمثل ہوا - اور قیامت کے روز نہایت کمال و جمال کے ساتہہ تمثل فرمائیگا -

اب انسان اپنی نسبت توجہ کرے کہ بعض اوقات اوسے یہ خیال گذرتا ہے کہ مین بمبئی اور کلکتہ اور حیدرآباد مین ہوتا - لیکن اپنے نقصان و بے کمالی کے سبب بجز اپنے موجودہ مقام کے کہین بہی نہین ہوتا - لیکن جن لوگون کے قلب مجاہدات و ریاضات یا توجہات الٰہیہ سے پاک و صاف ہوگئے ہین وہ اس خیال کے ساتہہ مختلف مقامات مین صورت قبول کرلیتے ہین

اسیطرح عالم ارواح نہایت لطیف اور پاک و صاف ہے اور قاعدہ ہے کہ لطیف چیزونکی قوتین بہت بڑہی ہوتی ہین - جیسے برقی قوت ایک منٹ مین لاکھون کوس پہونچ جاتی ہے اسلیئے ارواح لطیفہ کو یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے کہ مختلف صورتین قبول کرسکتی ہین - اور چشم زدن مین بے تعداد مقدار طے کرلیتی ہین - اسلیئے حضرت کاملین کی روحین طرح طرح

کی صورتوں میں دیکھی گئی ہیں چنانچہ حضرت مصنف تفسیر غایۃ البرہان ارقام فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز کے عرس کے زمانہ میں آخری محفل کے دن کئی سال تک دو کبوتر شامیانہ کے ایک خاص کنارہ پر آبیٹھتے تھے اور ہجوم خلایق کی کثرت سے اونپر وحشت کا کوئی اثر ظاہر نہوتا تھا اور مجلس ختم ہوتے ہی چلے جاتے تھے - مگر جب اونکی نسبت طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے اور قصہ مشہور ہوا تو کئی سال سے اونکا آنا موقوف ہوگیا - اکثر لوگوں کے خیالات تھے کہ یہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و حضرت شیخ العالم فرید الدین گنجشکر کی مقدس روحیں ہیں جو بغرض شرکت عرس حاضر ہوتے ہیں -

بروز - کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی روح اپنے جسم سابق سے علاقہ قایم رکھکر کسی کے رحم میں متمثل ہوجائے اور بروز کرنے والے میں کوئی نقصان نہ پیدا ہو - یہ صورت بھی اگرچہ تمثل کی ایک قسم ہے مگر تمثل عام ہے اور یہ خاص ہے - اہل ہند کے ہاں اوتار کی حقیقت یہی ہے اسکی کیفیت آفتاب اور اوسکے سایہ سے ظاہر ہے کہ سایہ کے زائل ہوجانے سے آفتاب میں کسی قسم کا نقصان پیدا نہیں ہوتا - پس بروز میں کبھی تو کسی خاص صفت سے ظہور ہوتا ہے اس صورت میں بروز و بارز میں اتحاد کامل نہیں ہوتا - او کبھی جملہ صفات ممکنۃ البروز سے ظہور ہوتا ہے اس حالت میں بروز و بارز میں اتحاد تام ہوتا ہے - یہانتک کہ بعض اوقات اوسی نام کے ساتھ تعبیر کیا کرتے ہیں - جیسے کتب مقدسہ میں فرمایا گیا ہے کہ خدا آیا مکہ میں یہاں خدا سے روح اعظم کے بروز محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہیں - اسیطرح چونکہ الیاس علیہ السلام ادریس کے بروز ہیں بخاری میں حدیث ہے کہ معراج کی رات میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسےٰ و عیسےٰ نے برادر صالح و نبی صالح کہا - اور ادریس نے جو کہ اجداد حضور صلے اللہ علیہ وسلم میں ہیں کہا کہ برادر صالح و نبی صالح اسکی تاویل میں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہاں ادریس سے الیاس مراد ہیں اسیواسطے فصوص الحکم میں حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں **کہ الیاس ھوالادریس** یعنی الیاس ہی ادریس ہیں - اسپر شارحین فصوص الحکم نے

رسید زر

جناب نواب صاحب بہادر والی پالن پور لعہ
جناب نواب اقبال یار جنگ بہادر حیدرآباد صہ
جناب شیخ بشیر الدین صاحب رئیس میرٹھ صہ
جناب منشی احمد حسین خانصاحب سیہور سے
جناب منشی عنایت حسین خانصاحب صدر المہام بہوپال ہے
جناب منشی سعداللہ صاحب وکیل بہوپال ہے
جناب منشی احمد حسین خانصاحب میر منشی بہوپال ہے
جناب مولوی ظہور علی احمد صاحب وکیل بہوپال عکا
جناب حافظ ہدایت علیصاحب تحصیلدار سعدآباد عکا
جناب منشی عبدالعظیم صاحب وکیل بہوپال عکا
جناب منشی قدرت علیصاحب ناظم بہوپال عکا
جناب مولوی عابد حسین صاحب اجمیر عہ
میر مختار علیصاحب اجمیر عہ
ماسٹر ہزاری لعل صاحب اودیپور عہ
میر اکبر علیصاحب حیدرآباد عہ
نواب شاکر علیخان صاحب کہتوا عہ
مولوی عبدالہادی صاحب وکیل متہرا عہ
بابو فیاض بیگ صاحب اجمیر عہ
منشی محمد علیخانصاحب لفٹنٹ حیدرآباد عہ
مولوی تہور حسین صاحب مجسٹریٹ بہوپال عہ
حافظ خلیل الرحمن صاحب بہوپال عہ
مولوی محمد نبی خانصاحب وکیل بہوپال عہ
مولوی ابوالمکارم سید محمد حنیف صاحب حیدرآباد عہ
مولوی نیاز احمد صاحب تحصیلدار سلوائی عہ
منشی الہی بخش صاحب انسپکٹر پشین کوئٹہ عہ
مولوی عبدالحلیم صاحب گرداور سیلواس عہ
جناب منشی عبدالکریم صاحب وکیل ہوشنگ آباد صہ

تفسیر غایت البرهان فی تاویل القرآن

یہ عدیم المثال تفسیر زبان اُردو مین حضرت زبدۃ المفسرین اسوۃ المحدثین حضرت حکیم مولوی سید محمد حسن صاحب قبلہ کی تصنیف ہے - اسمین خاص خوبی یہ ہے کہ ہر ہر آیت کی ترتیب باہمدگر بتلائی گئی ہے اور ہر ہر واقعہ کی تفصیل توریت و انجیل سے دکھلائی ہے - اہل تصوف بھی اس سے حظ وافر اوٹھا سکتے ہین قیمت معہ محصولڈاک (عہ) ہے جن صاحبکو ضرورت ہو مالک رسالہ مظہر الاسلام اجمیر سے بذریعہ ویلیوپی ایبل طلب فرمائیں

اعلان باقیداران رسالہ براہ حمیت اسلام زرقیمہ بھیجکر مشکور فرمائین کہ سال تمام ہونیوالا ہے ۔ ایڈیٹر

اشتہار ادویہ سریع الاثر

کشتہ نقرہ (جریان کیلیے) یہ چاندی کے ورقوں کا سادہ کشتہ ہے دودھ کی ہمراہ استعمال کرنے سے بیسیوں برس کا جریان ہفتہ بھر مین جاتا رہتا ہے ہر مزاج کے موافق آتا ہے قیمت ۳ ماشہ للعہ

ضعف گردہ و مثانہ کیلیے مندرجہ بالا کشتہ نہایت نافع ہے قیمت ۶ ماشہ ...... معہ

حب ذیابیطس ان گولیوں کے استعمال سے ایک ہفتہ مین بجد نفع محسوس ہوتا ہے۔ ایک شخص کے لیئے .... ۶ روپیہ

سرمہ سفید۔ یہ سرمہ بڑھاپے کی کدورت چشم۔ جالا پھولا دھند کیلیے مخصوص ہے فی تولہ للعہ

منجن۔ اس کے استعمال سے پچیس منٹ مین دانتوں کا درد زائل ہو جاتا ہے۔ اور مسوڑہوں کی سوجن دور ہو جاتی ہے .... قیمت فی تولہ ۸

روغن مسہل۔ ایک قطرہ سے ایک دست اور دو سے دو دست آتے ہین۔ حکمی دوا ہے .... قیمت ۳ ماشہ

تصحیح اغلاط

تفسیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰	۳	منہ ہونیکی	سند نہ ہونیکی
۶۲	۷	سے	×
"	۱۹	انکا بیان	نگاہبان
۶۷	۹	عالم	عالم کو
۷۰	۱	کذبوا	کذّبوا

رسالہ بدیع الاول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۹	مہلہلل	مہلہل
۳	۱۸	کیا	کیا بھاگتے ہو
"	۲۱	المخلا	المخلد
۴	۴	فلحزہ	فاخزہ
"	۱۸	ملزستان	سکزستان
۶	۷	جبسے	جیسے
۷	۵	قضاق	قزاق

جناب مولوی مظہر المحمود صاحب جاگیردار بھاگل پور عہ جناب امیر محمد خان صاحب جاگیردار کوڑیا عہ جناب مولوی برکت حسین صاحب تحصیلدار پیکلون عہر